اللہ کا وجود اور اس کی وحدانیت

اللہ
رسول
محمد

وجودِ ہستی اور تصوّرِ توحید

"اور ہم نے اُن لوگوں کو دین کے بارے میں کھلی کھلی دلیلیں دیں
سوانہوں نے آپس کی ضد کی وجہ سے علم آنے کے بعد اختلاف کیا۔"

بدیع الزماں سعید نورسی (تُرکی)

۱۸۷۳ تا ۱۹۶۰

JAHANGIR BOOK DEPOT

اللہ کا وجود اور اس کی وحدانیت

وجودِ ہستی اور تصوّرِ توحید

”اور ہم نے اُن لوگوں کو دین کے بارے میں کھلی کھلی دلیلیں دیں
سو انہوں نے آپس کی ضد کی وجہ سے علم آنے کے بعد اختلاف کیا۔“

بدیع الزماں سید نورسی (ترکی)
۱۸۷۳ تا ۱۹۶۰

اکرم طیب
ایف نیاز

جہانگیر بک ڈپو
• لاہور • راولپنڈی • ملتان • فیصل آباد • حیدر آباد • کراچی

قانونی مشیر: چوہدری ریاض اختر (ایم اے، ایل ایل بی)

وجودِ ہستی اور تصورِ توحید بدیع الزماں سعید نورسی مجموعہ رسالہ نور سے
لائبریری آف کانگریس کیٹالاگنگ ان پبلیکیشن Data Available

ISBN:0-9720654-5-8(pbk.)

سرورق : JBD آرٹ سیکشن، لاہور

قیمت: -/150 روپے

آفس: 257 ریواز گارڈن، لاہور۔ فون: 042-7213318 فیکس: 042-7213319
سیلز ڈپو: اردو بازار، لاہور فون: 042-7220879، سیلز ڈپو: اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-2765086
سیلز ڈپو: اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون: 051-5552929
سیلز ڈپو: نزد یونیفارم سنٹر جامع مسجد صدر، رسالہ روڈ حیدرآباد۔ فون: 0300-3012131
سیلز ڈپو: اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ فون: 061-4781781
سیلز ڈپو: کوتوالی روڈ، نزد امین پور بازار، فیصل آباد۔ فون: 041-2627568
نیاز جہانگیر پرنٹرز، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور نے پرنٹ کی۔ فون: 042-7314319

فہرست

بائیسواں حرف

ربانی ہستی اور توحید

بتیسواں لفظ

ربانی توحید اور یکتائی

تینتسواں لفظ

کچھ مصنف کے بارے میں۔۔۔۔!

ایک ایسی مسلمان مملکت میں جسے صدیوں تک عالم اسلام کے خلیفۃ المسلمین کے مستقر رہنے کا شرف حاصل رہا ہو جہاں کے باشندوں کا خدائے بزرگ و برتر کی وحدانیت اور عظمت پر مکمل ایمان ہو جب اچانک ظلمت کے بادل چھا جائیں۔ جہاں طاقت اور اقتدار کے نشہ میں چور فسطائی حکومت تلوار کے زور پر مذہب کو اس کے نام لیواؤں کے دلوں سے کھرچ کر مٹا دینے پر کمر بستہ ہو۔ جہاں دین کو فرسودہ قرار دیکر مساجد میں اذان دینے پر پابندی عائد کر دی جائے۔ مسجدوں پر تالے پڑ جائیں اور مذہب کا نام لینا گردن زدنی جرم قرار پائے ایسے پر آشوب دور میں اگر کوئی دیوانۂ حق ظلمت کے اندھیاروں میں اپنے علم و عمل کے چراغ جلا کر حق کا علم سربلند کرنے کے لیئے تن تنہا باطل قوتوں کے خلاف سینہ سپر ہو جائے۔ اپنی بصیرت اور بے پایاں علم کے سہارے قرآن پاک کی تفسیر اور مستند حوالہ جات سے اللہ اور اسکے دین کی عظمت کی شہادت پیش کرنے کی جرأت کرے۔ بھٹکے ہوؤں کو راہ حق کی طرف بلائے۔ ایسا شخص یقیناً مجاہد اور اس کا جہاد افضل ترین ہے۔

قید و بند اور جلاوطنی کی صعوبتیں۔ حکومتی جبر و استبداد اور پر تشدد فسطائی ہتھکنڈے۔ جان لیوا سازشوں کا جال۔ بیابان جنگلوں اور سنگلاخ پہاڑوں میں روا رکھی جانے والی شدید ترین قید تنہائی جیسے مصائب کے انبار جس شخص کے پائے ثبات میں لغزش نہ لا سکے۔ جس نے اپنے لیے سزائے موت کا اعلان سن کر بھی ڈیتھ سکواڈ کے سامنے کھڑے ہوئے اپنے رب کے حضور سجدہ نماز کو قضا نہ ہونے دیا اس عظیم ترک مجاہد کا نام نامی ہے سعید نورسی۔ جنہیں ان کے مقلدین بدیع الزمان سعید نورسی کے خطاب سے موسوم کرتے ہیں۔

اس صاحب علم و حکمت کی نوشتہ قرآن پاک کی تفسیر ''مجموعہ رسالہ نور'' چھ ہزار صفحات پر مشتمل ایک نہایت مفصل روح پرور تصنیف ہے جس میں مصنف نے عقلی دلائل سے نہ صرف دین اسلام اور قرآن پاک پر دشمنان اسلام کی طرف سے نام نہاد سائنس اور منطق کے حوالہ سے لگائے گئے بے بنیاد الزامات کو رد کیا بلکہ ثابت کیا کہ قرآن پاک کے معجزاتی پہلوؤں کی دائمی صداقت ہماری صدی پر آج بھی غالب آتی ہے۔ اور یہ کہ دین اسلام اور سائنس کے مابین قطعاً کوئی تضاد نہیں ہے۔ مجموعہ رسالہ نور کے کروڑ ہا قارئین ترکی سمیت چہار دانگ عالم میں آج بھی اس عظیم دینی تصنیف سے اکتساب فیض کر کے اپنی روح کو منور کرتے ہیں۔ سعید نورسی نے ''رسالہ نور'' کے ذریعے باطل قوتوں کے خلاف دنوں یا مہینوں کی نہیں بلکہ نصف صدی سے بھی زائد عرصہ پر محیط جنگ لڑی۔ دیکھا جائے تو ان کی تمام عمر اس فریضہ حق کی ادائیگی میں صرف ہوئی۔ ان کے رب نے جہاں انہیں باطل سے ٹکرا جانے کا چٹان جیسا حوصلہ بخشا وہاں اس نے بالآخر

اپنے بندے کو کامرانی سے بھی سرفراز فرمایا۔ دورِ ابتلاء میں سعید نورسی پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیے گئے۔ ظلمت کدہ دہر میں احیائے اسلام کے لیے ان کی مساعی کا سلسلہ منقطع کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی مگر اللہ کے اس جری مجاہد نے تمام مصائب کے باوجود باطل کے خلاف نہ صرف علمی جنگ جاری رکھی بلکہ اسی دوران اپنی خودنوشتہ قرآن پاک کی تفسیر "مجموعہ رسالہ نور" کو بھی مکمل کیا اور اپنے حامیوں کا اتنا وسیع حلقہ بنانے میں کامیاب ہوئے جنہوں نے باطل کے خلاف ان کی جرأت مندانہ جدوجہد میں ہراول دستہ کا کردار ادا کرتے ہوئے اپنے وطن کے مسلمانوں میں دین اسلام کے غلبہ کو بحال کرنے کی وہ روح پھونکی جس نے جبر واستبداد کے ایوانوں کو پاش پاش کر دیا یوں یہ کاروان حق بالآخر اپنے وطن میں اسلامی اقدار کی بحالی میں کامیاب ہوا۔

بدیع الزماں سعید نورسی آج سے تقریباً سوا صدی قبل 1873ء میں ترکی کے علاقہ شرقی اناطولیہ کے ایک گاؤں "نورس" میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے انہیں نورسی نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے جید علماء سے حاصل کی۔ ابتدائے عمر میں بے پناہ ذہانت اور فوراً ازبر کر لینے کی زبردست صلاحیت کے طفیل اساتذہ کے نورِ نظر ٹھہرے۔ سولہ سال کی عمر میں انہوں نے دوران مناظرہ اس وقت کے کئی جید علماء کو اپنے پرمغز دلائل سے لاجواب کر دیا۔ ان دنوں علماء کے مابین مناظروں کا سلسلہ عام تھا۔ ایسے مواقع بار بار آئے تو ترکوں نے انہیں زمانے کا اعجاز یعنی "بدیع الزماں" کا لقب دے دیا۔

دوران تعلیم سعید نورسی نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ آج جب ساری دنیا سائنس اور فلسفہ کی بنیادوں پر استوار نئے زمانہ میں داخل ہو رہی ہے اسلام اور قرآن کی ترویج کا روایتی درسی طریق تعلیم دشمنان اسلام کی طرف سے قرآن اور اسلام کے خلاف پھیلائے گئے شکوک وشبہات کو زائل کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہوگا۔ ان کا خیال تھا کہ جدید علوم کی درسگاہوں میں سائنس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔ بعینہ دینی درسگاہوں میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنس اور جدید علوم کی تعلیم کو بھی ترویج دیا جانا چاہیے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس طریق کار سے جدید تعلیمی درسگاہوں کے طلبہ کو لادینیت اور مذہب سے بیزاری جبکہ دینوی تعلیم پانے والے طلبہ کو کٹر پرستی جیسے مہلک رجحانات جیسی برائیوں سے بچایا جا سکے گا۔ اپنی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر انہوں نے 1896ء اور پھر دوسری مرتبہ 1907ء میں دارالحکومت استنبول کا سفر اختیار کیا اور سلطان وقت کو اناطولیہ میں ایک ایسی یونیورسٹی کے قیام کے لیے قائل کرنے کی کوشش کی جہاں جدید سائنسی علوم اور دینوی تعلیم ساتھ ساتھ دی جا سکے ان کی تجویز تو بار آور نہ ہوئی مگر شومیٔ قسمت۔ سلطان کے روبرو ترش لہجہ اختیار کرنے کی پاداش میں انہیں کورٹ مارشل کا سامنا کرنا پڑا۔ فوجی عدالت نے انہیں "پاگل" قرار دیتے ہوئے ذہنی امراض کے ہسپتال روانہ کر دیا یہ اور بات کہ ان کے معالجوں نے ان کی مکمل تشخیص کے بعد یہ رپورٹ دی: "اگر بدیع الزماں کے دماغ میں رتی برابر بھی خلل ہے تو پھر تمام دنیا میں ایک بھی شخص ایسا نہیں جسے ہوشمند یا ذی عقل قرار دیا جا سکے"

پہلی رہائی

سعید نورسی کی بدقسمتی۔ان کے اچھے عزائم اور نیک ارادوں کو ہمیشہ غلط معنی پہنائے گئے جھوٹے اور بے بنیاد الزامات ہمیشہ ان کا مقدر رہے۔ 1909ء میں انہیں حکومت کے خلاف پیدا ہونے والی بے چینی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے گرفتار کر کے کورٹ مارشل میں پیش کیا گیا۔حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ انہوں نے نہ صرف حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کی بلکہ اس میں انہیں چنداں کامیابی بھی حاصل ہوئی تھی۔ان حالات میں جبکہ فوجی عدالت کی کھڑکیوں میں سے بغاوت کے جرم میں پھانسی پانے والوں کی نعشیں لانے لے جانے جیسے روح فرسا مناظر روزانہ نظر آتے۔بدیع الزماں نے اپنے مقدمہ کا جرأت مندانہ دفاع کیا۔جو بالآخر انکی رہائی پر منتج ہوا۔تاہم یہ انکی پہلی رہائی ثابت ہوئی۔

سرکاری کارگزاریوں سے دلبرداشتہ سعید نورسی رہائی پانے کے بعد مشرقی اناطولیہ پہنچے اور دور دراز علاقوں کا دورہ کر کے پہلی بار لوگوں کے دلوں میں یہ احساس اجاگر کیا کہ ملک میں مطلق العنانیت کے خلاف شروع ہونے والی آزادی کی جدوجہد قطعاً خلاف اسلام نہیں ہے۔انہوں نے واضح کیا کہ دین اسلام کے مقدس قوانین شخصی ملوکیت کو رد کرتے ہیں۔جبکہ ہر قسمی جبر سے مُبّرا آزادانہ سیاسی ماحول اسلامی روح کے عین مطابق ہے۔ 1911ء میں دمشق کی مشہور ''مسجد اُمیہ'' میں ایک بڑے اجتماع سے جس میں ایک سو سے زائد مذہبی علماء بھی شامل تھے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اپنے اس یقین کا اظہار کیا کہ جلد یا بدیر جدید دنیا پر ایک صحیح اسلامی تہذیب کا غلبہ ہوگا۔

اپنے خواب کی عملی تعبیر کے لیے انہوں نے ایک بار پھر دارالحکومت کا سفر کیا اس بار انہیں مایوسی نہ ہوئی۔سلطان نے نہ صرف شرقی اناطولیہ میں ان کی تجویز کے مطابق یونیورسٹی کے قیام کی اجازت دے دی بلکہ اس کے لیے 19 ہزار گولڈن لیرا کی خطیر گرانٹ بھی عطا کی۔بدقسمتی سے سعید نورسی کا مخلوط طرز تعلیم کی یونیورسٹی کے قیام کا خواب یورپ میں پہلی جنگ عظیم پھوٹ پڑنے کے باعث شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔

روسیوں کیلئے دہشت کی علامت

پہلی جنگ عظیم کے دوران بدیع الزمان کو علم کے ساتھ ساتھ تلوار سے جہاد کرنے کا بھی موقع ملا۔ رضاکاروں کے ایک دستہ کے کمانڈر کی حیثیت سے شرقی اناطولیہ اور کاکیشیا کے محاذوں پر انہوں نے قابل قدر جنگی جوہر دکھلائے جنہیں وزیر جنگ اور عثمانی فوجوں کے ڈپٹی کمانڈر انچیف انور پاشا سمیت بہت سے عثمانی جرنیلوں نے سراہا۔سعید نورسی اور ان کے ساتھی ایک عرصہ تک حملہ آور امریکی اور روسی افواج کے لیے دہشت کی علامت بنے رہے۔علم وعمل کے اس جری مجاہد نے دوران جنگ بھی عربی زبان میں قرآن پاک

کی تفسیر کا کام جاری رکھا۔ کبھی اگلے محاذ پر کبھی خندق میں حتیٰ کہ کبھی گھوڑے کی پشت پر۔ ایک دفعہ بدیعِ الزمان روسی فوجوں کے ساتھ ایک جھڑپ میں اسیر ہوگئے۔ انہیں اور ان کے دیگر نوے 90 ساتھیوں کو مغربی روس کے جنگی قیدیوں کے ایک کیمپ کوسٹروما میں دوسال تک مقید رکھا گیا۔ یہیں پر انہیں کا کیشائی محاذ پر متعین روسی کمانڈر جنرل نکولانکولاوتچ جو زار روس کا قریبی رشتہ دار تھا کے جنگی قیدیوں کے کیمپ کے دورہ کے دوران شایان شان تکریم پیش نہ کرنے کے جرم میں سزائے موت سنائی گئی۔ ہوا یوں کہ یہی جرنیل ایک دن کیمپ کا معائنہ کرنے آیا۔ جب وہ بدیعِ الزمان کے سامنے سے گزرا تو بدیعِ الزمان اسکی تکریم کو کھڑے نہ ہوئے۔ استفسار پر بدیعِ الزمان نے ان الفاظ میں اپنی وکالت کی:

> ''میں ایک مسلمان عالم دین ہوں میرے دل میں ایمان کا نور ہے۔
> میں یقین رکھتا ہوں کہ دل میں ایمان کی دولت رکھنے والا شخص بہرحال کسی بھی لادین پر فضیلت رکھتا ہے۔ ایسے شخص کو تکریم پیش کرنے کی اجازت میرا دین مجھے نہیں دیتا اور میں ایسا کوئی عمل نہیں کروں گا جو میرے دین اور ایمان کے خلاف ہو''۔

سعید نورسی کا کورٹ مارشل کر کے انہیں سزائے موت سنادی گئی۔ سزائے موت پر عمل درآمد ہونے کو تھا کہ بدیعِ الزمان نے وقت نماز دیکھتے ہوئے اپنا آخری فرض یعنی ادائیگی نماز کیلئے مہلت طلب کی۔ روسی جرنیل جو یہ تھ سکواڈ کے سامنے بدیعِ الزماں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا احساس ندامت کے ساتھ بدیعِ الزماں کے پاس پہنچا اور اعلان کیا کہ ایسے (راسخ العقیدہ) شخص نے جو کچھ کیا وہ واقعی اس کے عقیدہ اور ایمان کے عین مطابق تھا۔ یوں سزائے موت کا حکم واپس لے لیا گیا اور روسی جرنیل نے دشمن اسلام ہونے کے باوجود بدیعِ الزماں سے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا۔ مگر افسوس اس کے برعکس اپنے وطن میں انہیں اپنے ہموطنوں سے ایسی کسی عزت افزائی کی بجائے ہمیشہ قید و بند اور مصائب کا سامنا رہا۔

انگریزوں سے ٹکر

روس میں 1917ء میں کمیونسٹ انقلاب سے پیدا ہونے والی افراتفری کے دوران بدیعِ الزماں کو فرار ہونے کا موقع مل گیا۔ ایک طویل سفر کے بعد وہ 1918ء میں واپس استنبول پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ جہاں انہیں فوجی اعزازی تمغہ سمیت ایک اعلیٰ حکومتی عہدہ کی پیشکش کی گئی۔ اور انکی رضامندی سے قبل ہی انہیں دارالحکمت اسلامیہ کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ سعید نورسی نے البتہ اس پر اپنے اعتراض کا اظہار نہ کیا کیونکہ یہ ایک خالصتاً سائنسی اور علمی منصب تھا۔ تاہم یہ سلسلہ بھی زیادہ دیر نہ چل سکا۔ جنگ عظیم کے

خاتمے پر فاتح اتحادی فوجوں نے اپنے مفتوح دشمنوں سے جو معاندانہ سلوک کیا اس سے ترکی بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ انگریز فاتحین نے ترکی کو مطیع بنانے کی روایتی استعماری روش اختیار کی تو سعید نورسی ان کے خلاف صحافتی میدان میں سینہ سپر ہو گئے اور انگریزوں سے کھلم کھلا اپنی بھرپور نفرت کا اظہار کیا اخبارات میں شائع ہونے والے اپنے مضامین میں سعید نورسی انگریزوں کو ہمیشہ کتے سے تشبیہ دیتے ہوئے ''بے شرم انگریزی کتوں کے منہ پر تھوک دو'' جیسے رقیق جملے کسنے سے باز نہ آتے۔ نتیجتاً انہیں انگریزی عتاب کا نشانہ بننا پڑا۔ تاہم یہ خدائے لم یزّل پر ان کے پختہ ایمان کی کرامت تھی کہ وہ اپنے خلاف ہونے والی ہر سازش سے صاف بچ نکلتے رہے۔ 1922ء میں حکومت کی طرف سے بار بار کی گئی درخواست پر سعید نورسی انقرہ پہنچے جہاں گرینڈ نیشنل اسمبلی میں ایک شاندار انداز میں ان کا استقبال کیا گیا۔ تاہم سعید نورسی جن توقعات کے ساتھ دارالحکومت پہنچے تھے وہاں اس کا عشرِ عشیر نہ پا کر انہیں خاصی مایوسی ہوئی۔ انہیں یہ دیکھ کر دکھ پہنچا کہ عوامی نمائندگان کی اکثریت اپنے دینی فرائض تک سے یکسر غافل تھی۔ اگرچہ انہوں نے ارکان اسمبلی میں سختی سے مذہبی احساس بیدار کرنے کی کوشش کی جس کے سبب 50 سے 60 ارکان و بیوروکریٹ اپنے دینی فرائض نمازوں کی ادائیگی کی طرف بھی رجوع کرنے لگے۔ مگر بدیع الزماں نے صرف آٹھ ماہ بعد دارالحکومت کو خیر باد کہہ دیا اور ''وان'' چلے گئے جہاں انہوں نے دو سال کا طویل عرصہ گوشہ نشینی میں گزارا اور اس دوران مراقبہ اور عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔ انہی دنوں وہ المیہ جسے ''مشرق کی بغاوت'' کا نام دیا گیا وقوع پذیر ہوا۔ باغیوں نے عوام کے دلوں میں سعید نورسی کی قدر و منزلت کو بھانپتے ہوئے بغاوت میں حکومت وقت کے خلاف ان کے تعاون کے لئے درخواست کی جسے انہوں نے مسترد کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ''تلوار کو دشمنوں کے خلاف استعمال ہونا چاہیئے نہ کہ آپس میں'' انہوں نے باغیوں کو خبردار کیا کہ اس سعی لا حاصل کو ترک کر دو جس میں کامیابی کا امکان نہایت قلیل ہے۔ جبکہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ چند مجرموں کی حمایت میں ہزاروں بے گناہ شہری اپنے جان و مال سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔'' بدقسمتی سے حکومت نے ہونے والی اس بغاوت کو پھیلانے کا الزام بھی سعید نورسی پر عائد کر دیا جس کے نتیجے میں انہیں غربی اناطولیہ جلاوطن کر دیا گیا جہاں سخت نگرانی میں ان پر ظلم و استبداد کے پہاڑ توڑے گئے۔ ظلم و ستم کے تمام سرکاری حربوں کے باوجود اللہ کے اس مجاہد نے اپنے آس پاس موجود افراد میں نہ صرف دین حق کی ترویج و تبلیغ کا سلسلہ قائم رکھا بلکہ نہایت رازداری کے ساتھ اپنی نوشتہ تحریروں کو کتابی شکل میں محفوظ کرنے کی جدوجہد بھی جاری رکھی۔ حکومت کو پتہ چلا تو ایک بار پھر ایک زبردست سازش کے تحت انہیں ''بارلہ'' جلاوطن کر دیا گیا وسطی اناطولیہ کے بلند و بالا پہاڑوں کے بیچوں بیچ واقع اس ویران و بیابان مقام کے گرد اگرد سینکڑوں میل تک کسی انسانی آبادی کسی ذی روح کا وجود تک نہ تھا۔ ان کے دشمنوں کا خیال تھا کہ سعید نورسی اس بار شدید بے بسی اور جان لیوا قید تنہائی کے ہاتھوں ضرور اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

رسالہ نور کا ظہور

دیکھا جائے تو اللہ اور اس کے دین کی تبلیغ کرنا اتنا بڑا جرم نہیں کہ تبلیغ کرنے والے شخص کی جان لے لینے جیسی مکروہ سازشیں تیار کی جائیں۔ مگر جن دنوں بدیع الزماں سعید نورسی نے اپنے وطن میں اللہ کے دین کی احیاء کا کام سنبھالا ان ایام میں ترکی میں مذہب پر سرکاری طور پر پابندی عائد تھی۔ دین کا نام لینا نا قابل معافی جرم تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب ملک پر ظلم و استبداد اور جور و جبر کی حامل مطلق العنان شخصی حکومت کا دور دورہ تھا۔ ملک بھر میں اذان دینے پر پابندی عائد تھی۔ مساجد کے دروازوں پر تالے ڈال دیئے گئے تھے۔ ان میں سے بعض مساجد غیر مذہبی مقاصد کیلئے استعمال ہو رہی تھیں۔ ہر وہ سلسلہ جو لوگوں کو ان کے شاندار اسلامی ماضی سے ملاتا تھا۔ بزور شمشیر ختم کیا جا رہا تھا۔ زبان پر مذہب کا نام لانا جرم قرار دے دیا گیا تھا۔ اخبارات کو سرکاری ہدایات تھیں کہ ایسا کوئی مواد شائع نہ کیا جائے جو لوگوں بالخصوص نوجوانوں کے ذہنوں میں مذہبی تصورات کو اجاگر کرتا ہو۔ یہ وہ حالات تھے جن میں باطل کے خلاف سعید نورسی اکیلے نبرد آزما تھے۔ انہی حالات نے جنہیں وہ خود ازراہ تفنن اپنا دوسرا جنم کہتے تھے بقول خود انکے ایک نئے ''سعید'' کو پیدا کیا جس نے اپنی آئندہ زندگی دین اسلام کی صداقت پر تحقیق و تبلیغ اور احیائے دین کے لیے وقف کر دی۔ وہ کہا کرتے تھے ''میں دنیا پر ثابت کر دونگا کہ قرآن وہ روحانی آفتاب ہے جو نہ کبھی غروب ہوگا اور نہ جس کی روشنی کبھی ختم ہو سکے گی''۔ اور سعید نورسی نے واقعی ایسا ثابت کر دکھایا۔ بارلہ کی قید تنہائی تو ان کی جان نہ لے سکی۔ البتہ یہاں سے اس نئے ''سعید نورسی'' کا ظہور ضرور ہوا۔ اور ان کے ساتھ ہی سائنس اور کلچر کی دنیا پر چمکتا ہوا وہ آفتاب بھی جو آج تک لاکھوں کروڑوں ذہنوں میں جگمگا رہا ہے۔ بارلہ میں ایک اکیلی جان پر ستم روائی کی حدیں پھلانگنے والے ان کے دشمن اس شخص کے پہاڑ جیسے حوصلے کو ابھی تک نہیں سمجھ پائے تھے جو پہلی جنگ عظیم میں حملہ آور روسیوں کے لیے مشکل شخص ثابت ہوا۔ جس نے استنبول میں فاتح انگریزوں کے منہ پر تھوکا وہ جو متعدد بار تختہ دار سے زندہ واپس چل کر آیا۔ حتی کہ انہیں تسلیم کر لینا پڑا کہ گذشتہ صدی کے ان کے ظلم و تشدد کے تمام حربے سعید نورسی کے پائے استقلال میں رتی برابر لغزش لانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ شائد ایسے کردار کے غازی کے لیے علامہ اقبال نے کہا تھا ''اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی''

بارلہ میں ساڑھے آٹھ سال پر محیط پاگل کر دینے والی قید تنہائی کے دوران سعید نورسی نے ''مجموعہ رسالہ نور'' کا تقریباً تین چوتھائی مکمل کر لیا۔ یہ تمام نسخے قلمی تھے کیونکہ مصنف اور ان سے درس لینے والے پیروکار ان مسودات کی طباعت کی مالی استطاعت سے محروم تھے۔ ایسا نہ بھی ہوتا تب بھی شاید حکومتی پابندیوں کے باعث ان نسخوں کی طباعت کسی طور ممکن نہ ہوتی۔ مسودوں کی اتنی بڑی تعداد میں قلمی کتابت

بجائے خود آسان مرحلہ نہ تھی۔ بہت سے کاتبین کو سعید نورسی سے تعلق رکھنے اور انکے مقالات کی کتابت کرنے کے جرم میں عقوبت خانوں میں شدید جسمانی تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔

چھ لاکھ قلمی نسخے

قارئین کے لیے یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہ ہوگا کہ ایسے حالات میں مذہبی مضامین لکھنا اور ان کی نشر و اشاعت کرنا انتہائی جرأت اور حوصلہ کا کام تھا جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ مگر سعید نورسی اور ان کے شاگردوں نے چھ لاکھ کی کثیر تعداد میں نسخوں کی قلمی کتابت کر کے جو کارنامہ سرانجام دیا وہ واقعی قابل قدر ہے۔ ان کٹھن حالات میں رسالہ نور کی کتابت اور پھر اناطولیہ کے لاکھوں مسلمانوں میں نہایت رازداری کے ساتھ اس کی ترسیل واقعی جان جوکھوں کا کام تھا۔ مشہور امریکی مصنفہ آنسہ مریم جمیلہ کے الفاظ میں ''یہ کہنا قطعاً مبالغہ آمیزی نہیں ہوگا کہ ترکی میں آج جتنا دین اسلام نظر آتا ہے وہ تمام بدیع الزماں نورسی کی انتھک مساعی کا مرہون منت ہے۔'' یقیناً یہ ایک بڑا کام تھا جو جرأت اور ناقابل تسخیر حوصلہ کے پیکر سعید نورسی کے علم و عمل اور افکار کی بدولت ہی ممکن ہوا۔ اس نڈر سپہ سالار کی طرح جس کی دوران جنگ شجاعت اور جوانمردی کا مظاہرہ اسکی فوجوں کے لیے اکثر مہمیز ثابت ہوتا ہے۔ سعید نورسی کی جرأت اور جوانمردی نے ان کے ہموطنوں میں حکومتی خوف کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے حواریوں اور حامیوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ جس نے بالاخر لادینیت کا پرچار کرنے والوں کے خواب چکنا چور کر دیئے۔ تاہم اس منزل تک پہنچنے کے لیے سعید نورسی اور ان کے ساتھیوں کو مظالم کے کئی قلزم پار کرنا پڑے۔

1935ء میں سعید نورسی کو ان کے 125 شاگردوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ اسکشیر کے عقوبت خانہ میں جہاں دوران سماعت مقدمہ میں وہ گیارہ ماہ تک مقید رہے ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا۔ آئندہ موسم بہار میں انہیں رہائی تو مل گئی مگر یہ عارضی ثابت ہوئی۔ انہیں رہائی کے فوراً بعد گرفتار کر کے ایک دوسرے شہر کاستامونو میں جلاوطن کر دیا گیا۔

بدیع الزماں سعید نورسی نے کاستامونو میں نظر بندی کے سات سال گذارے۔ اسی دوران بھی انہوں نے رسالہ نور کی تصنیف اور خفیہ نشر و اشاعت پر کام جاری رکھا۔ شدید پابندیوں کے باعث انہیں رسالہ نور کی اشاعت اور ترسیل کے لیے ڈاک کا اپنا رضا کارانہ نظام قائم کرنا پڑا۔ جس کی بدولت اس عرصہ کے دوران رسالہ نور کے چھ لاکھ قلمی نسخے ہاتھ سے کتابت کر کے اناطولیہ کے مسلمانوں میں ترسیل کیے گئے۔

1943 میں انہیں اپنے 126 شاگردوں کے ہمراہ دوبارہ گرفتار کرلیا گیا۔اس مرتبہ انہیں ڈنیزلی کے جرائم کی عدالت کے روبرو پیش ہونا پڑا۔ان پر الزام تھا کہ انہوں نے استنبول میں خفیہ طور پر ایک مضمون شائع کیا تھا جس میں خدا کی موجودگی کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔جلاوطنی کی طرح جیل میں بھی ان کی جدوجہد میں کوئی کمی نہیں آئی۔سعید نورسی اب جیل میں مقید معاشرے کے دھتکارے ہوئے مجرموں کو سدھارنے میں جت گئے۔ساتھ ہی انہوں نے اپنے لکھنے لکھانے کا کام بھی جاری رکھا۔چونکہ جیل میں کاغذ اور قلم رکھنے کی اجازت نہ تھی انہیں کاغذی لفافوں پر اپنے مضامین تحریر کرنا پڑتے جنہیں ماچس کی ڈبی میں بند کر جیل کے باہر سمگل کردیا جاتا تھا۔ان کا مضمون ''ایمان کا صلہ'' اسی دوران اسی طریق کار کے مطابق لکھا اور شائع کیا گیا۔سعید نورسی اس مقدمہ میں بھی بالآخر بری ہوگئے مگر سرکاری معمول کے مطابق پھر گرفتار کرکے انہیں امرداگ نامی شہر بھیج دیا گیا۔

طویل انتظار اور رہائی

سعید نورسی کیلئے امرداگ کی جلاوطنی بھی اسی طرح تھی جس طرح کے قید و بند سے انہیں عمر بھر واسطہ رہا۔وہی کڑی نگرانی، وہی جبر و تشدد، وہی سازشیں، دوسری طرف ناتواں مگر عزم راسخ رکھنے والا اللہ کا سپاہی جس کا دل اللہ کے دین کی خدمت کے جذبہ سے سرشار تھا ایک بار پھر انہیں اپنے 53 ساتھیوں سمیت عفیان کے مجرموں کی عدالت میں پیش کیا گیا۔عفیان میں اسیری کے 20 ماہ کے دوران ان پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے گئے کہ انہیں اس سے قبل پیش آنے والے تمام مصائب ہیچ لگنے لگے۔سعید نورسی کی عمر اس وقت 75 سال تھی اور وہ اس وقت بہت سی بیماریوں کا بھی شکار تھے۔پھر بھی انہیں قید تنہائی کے ایک مختصر ڈربے نما عقوبت خانے میں ڈال دیا گیا جہاں انہوں نے بغیر شیشوں کی ٹوٹی ہوئی کھڑکیوں کے ساتھ کڑکڑاتی سردی کے دو شدید ترین موسم سرما گزارے۔انکے دشمنوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا اسی عقوبت خانے میں انہیں زہر ملا کھانا بھی کھلا دیا گیا۔وہ بچ تو گئے مگر زہر خورانی کے باعث ان کی حالت بہت بگڑ گئی۔صورت حال کی اطلاع پا کر ان کے حواری ان کے مدد کو آئے تو انہیں گرفتار کر کے پاؤں کے تلوؤں پر بید مارنے جیسے شدید ترین تشدد سے دوچار کیا گیا۔تا آنکہ سپریم کورٹ نے سعید نورسی اور ان کے حواریوں کو دی جانے والی سزاؤں پر عمل درآمد منسوخ کردیا۔تاہم عدالت نے یہ فیصلہ کرنے میں بہت زیادہ وقت لیا کہ انہیں دی جانے والی سزاؤں کو کالعدم قرار دیا جائے یا نہیں۔اسی طرح سعید نورسی اپنے ہمراہیوں سمیت سزاؤں کی منسوخی کے باوجود طویل عرصہ تک زنداں میں محبوس رہے۔حتیٰ کہ 1956ء میں سپریم کورٹ نے بالآخر فیصلہ سنادیا کہ ''ناقابل برداشت حالات میں قید و بند کی سزائیں کاٹنے والے یہ مجرم درحقیقت بے گناہ تھے۔انہیں رہا کردیا جائے۔''

1950ء میں ترکی میں ہونے والے پہلے شفاف اور آزادانہ انتخابات جس کے نتیجے میں مذہب کے خلاف شدید بغض رکھنے والی ری پبلکن پیپلز پارٹی کی مطلق العنان اور استبدادانہ حکومت کا خاتمہ ہوا اور ملک میں کثیر الجماعتی نظام کا اجراء ہوا۔ عوام کے بنیادی حقوق کو بحال کر دیا گیا اس طرح سعید نورسی اور انکی جمعیت کی قربانیوں سے بھرپور طویل ترین مساعی کے نتیجے میں ترکی میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ پارلیمنٹ کے پہلے اجلاس میں اذان پر عائد پابندی ختم کر دی گئی۔ اس وقت بدیع الزمان سعید نورسی پر صرف ایک مقدمہ باقی تھا۔ تاہم انہیں گرفتار نہ کیا گیا اور بالاخر ایک متفقہ فیصلہ کے تحت انہیں اس مقدمہ سے بری کر دیا گیا۔

بالاخر 23 مارچ 1960 کے روز تقریباً ایک صدی پر محیط اپنی فانی زندگی کا ایک ایک لحہ اللہ اور اسکے دین کی صداقت کا علم بلند رکھنے اور قرآن پاک کے مدلل حقائق سے لوگوں کے دلوں میں انمٹ مہریں لگانے والا یہ مجاہد نہایت وقار اور احتشام کے ساتھ باطل پر حق کی فتح کا پُرمسرت احساس لیئے اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ انا للّٰہِ و انا الیہِ راجعون.

اپنی طویل ترین جدوجہد کے دوران سعید نورسی نے اپنے علم اور بصیرت کے زور پر "رسالہ نور" کی صورت میں قرآن پاک کی جو مفصل تفسیر مرتب کی اس کے نور سے آنے والی صدیاں ہمیشہ جگمگاتی رہیں گی۔

بدیع الزمان اور 'رسالہ نور'

اپنی زندگی بھر کی کامیابی کے کئی پہلوؤں اور اپنی شخصیت اور کردار میں بدیع الزمان (۱۸۷۳ء۔ ۱۹۶۰ء) اپنے مسلسل اثر ونفوذ سے مسلم دنیاں میں ایک اہم مفکر اور مصنف تھے اور اب بھی ہیں۔ انہوں نے موثر ترین اور عمیق ترین طریقے سے اسلام کی عقلی' اخلاقی اور روحانی قوتوں کی نمائندگی کی' جو اس کی چودہ صدیوں کی تاریخ کے دوران مختلف درجوں میں نمایاں ہے۔ وہ پچاسی برس زندہ رہے۔ انہوں نے تقریباً یہ تمام برس اسلام کے مقصد کے لئے محبت اور گرمی جوشی کے جام چھلکاتے ہوئے صحیح اور اک پر مبنی ایک پر حکمت اور جچی تلی سرگرمی سے قرآن مجید کے زیر سایہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ کے تحت گزارے۔

بدیع الزمان نے اس دور میں زندگی بسر کی جب مادہ پرستی اپنے عروج پر تھی اور کئی لوگوں کو کمیونزم کا خبط تھا اور دنیا ایک بڑے بحران میں تھی۔ اس نازک عہد میں' بدیع الزمان نے لوگوں کو یقین کے مصدر کا راستہ بتایا اور ان میں ایک اجتماعی بحالی کی مضبوط امید ذہن نشین کرائی۔ اس وقت جبکہ سائنس اور فلسفہ نوجوان نسلوں کو دہریت کی طرف گمراہ کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے اور دینی عقائد سے منحرف کرنے والے رویے ایک وسیع دلکشی رکھتے تھے' اس وقت جب یہ سب کچھ تہذیب' جدیدیت اور معاصر فکر کے نام پر کیا جاتا تھا' اور ان لوگوں کو جو اس کی مزاحمت کرنے کی کوشش کرتے تھے' ظالم ترین ایذا رسانی کا ہدف بنایا جاتا تھا' بدیع الزمان نے جدید اور روایتی اداروں میں جو تعلیم اور روحانی تربیت دی جاتی ہے اسے ان کے ذہنوں اور روحوں میں پھونک کر پوری قوم کی مجموعی طور پر دوبارہ احیاء کے لئے جدوجہد کی۔

بدیع الزمان اس امر کا ادراک کر چکے تھے کہ جدید کفر نے سائنس اور فلسفے سے جنم لیا ہے نہ کہ جہالت سے' جیسا کہ پہلے خیال کیا جاتا تھا۔ انہوں نے لکھا کہ فطرت ربانی علامات کا مجموعہ ہے' اس لئے سائنس اور دین متضاد علوم نہیں ہیں' بلکہ وہ (ظاہر طور پر) ایک ہی صداقت کے دو مختلف پیرایہ اظہار ہیں۔ ذہنوں کو سائنسوں سے روشن کیا جانا چاہئے جبکہ دلوں کو دین سے منور کیا جانا چاہئے۔

بدیع الزمان دنیا کی مروجہ دانست میں مصنف نہیں تھے۔ انہوں نے اپنا پانچ ہزار صفحات پر مشتمل عالی شان مقالہ 'رسالہ نور' لکھا کیونکہ ان کا ایک مشن تھا:

انہوں نے سائنس اور فلسفہ کے پروردہ مادہ پرستانہ اور کافرانہ فکری رجحانات کے خلاف جدوجہد کی

اوراسلام کی صداقتوں کو فہم کی ہر سطح کے جدید ذہنوں اورروحوں کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی۔'رسالہ نور' قرآن مجید کی جدید تفسیر زیادہ تر اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید' قیامت' نبوت' الہامی کتابوں خاص طور پر قرآن مجید' ہستی کی غیر مرئی سلطنتوں' الہامی منزل مقصود اور بنی نوع انسان کے آزاد ارادے' عبادات' انسانی زندگی میں انصاف اور تخلیق کے درمیان بنی نوع انسان کے مقام اور فرض پر مرکوز رکھتی ہے۔

لوگوں کے ذہنوں اور دلوں سے جمع شدہ جھوٹے اعتقادات اور نظریات کی تلچھٹ کو دور کرنے اور انہیں شعوری اور روحانی طور پر پاک کرنے کے لئے بدیع الزمان زوردار طریقے سے لکھتے ہیں اور بار بار دہراتے ہیں۔ وہ نہ تو عالمانہ طریقے سے تحریر کرتے ہیں اور نہ ناصحانہ انداز میں' بلکہ وہ اپنے خیالات اور افکار کو انڈیلنے کے لئے احساسات سے اپیل کرتے ہیں تاکہ وہ ان میں یقین اور وثوق بیدار کریں۔

بائیسواں حرف

ربانی ہستی اور توحید

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

پہلا مرکز:

مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو:

(الف) اللہ یہ مثال انسانوں کے لیے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ سوچیں سمجھیں۔ (ابراہیم 14: 25) اور

(ب) ہم انسانوں کیلئے یہ مثالیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔ (الحشر 59: 21)

ایک دفعہ دو شخص[1] تالاب میں نہا رہے تھے اور ان پر بے خودی کی سی حالت طاری ہوگئی۔ ہوش میں آنے کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو ایک مکمل امن و امان اور ہم آہنگی والی دھرتی پر پایا۔ انہوں نے حیرت میں ادھر ادھر دیکھا۔ انہیں یہ ایک وسیع دنیا' اچھے نظم ونسق والی ریاست اور شاندار شہر معلوم ہوئی۔ اگر اسے ایک اور نقطۂ نظر سے بھی دیکھا جائے' یہ ایک محل تھا جو اپنی ذات میں ایک عظیم دنیا تھی۔ انہوں نے مسافت طے کی اور اس کی مخلوقات کو ایک ایسی زبان میں بولتے ہوئے دیکھا جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ تاہم ان کی حرکات وسکنات اس امر کی غمازی کرتی تھیں کہ وہ اہم کام کر رہے ہیں اور اہم فرائض ادا کر رہے ہیں۔

---

[1] قرآن مجید خطاب کرتا ہے: بلاشبہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل' خواہ وہ مرد ہو یا عورت' ضائع نہیں کرتا۔ تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔ (آل عمران 3: 195) دینی ذمہ داری کے بارے میں اسلام مرد اور عورت میں امتیاز نہیں کرتا۔ لیکن ہر ایک کی متعین ذمہ داریاں ہیں جو اس کے ساتھ خاص ہیں۔ قرآن مجید معمول کے مطابق مذکر کے خطاب کا صیغہ استعمال کرتا ہے کیونکہ یہ عربی زبان کی خصوصیات میں سے ہے۔ تقریباً ہر ایک زبان میں مردوں اور عورتوں دونوں پر مشتمل مجموعے کے لیے مذکر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہ انگریزی زبان کا لفظ مین کائنڈ (Man kind) یا بنی نوع انسان ہے جس میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ چنانچہ لفظ ''اخوت'' میں ''بہناپا'' بھی شامل ہے اور چونکہ مومنین' مرد مومنین اور عورت مومنین دونوں ہی ہوتے ہیں' مومنین بھائی اور بہنیں ہیں۔ تاہم اصل متن کو برقرار رکھنے اور تکرار سے بچنے کے لیے عام طور پر' ترجمہ میں ہم مونث کے صیغوں کو بیان نہیں کرتے۔

ان میں سے ایک نے کہا ''اس دنیا کا ضرور کوئی منتظم' اس منظم ریاست کا ضروری کوئی والی اور اس شاندار شہر کا ضرور کوئی مالک اور اس مہارت سے تعمیر کیے گئے محل کا ضرور کوئی ماہر معمار ہوگا۔ ہمیں ضرور اسے جاننا چاہیے کیونکہ وہ ہمیں یہاں لایا ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو کون ہماری مدد کرے گا؟ ہم ان کمزور مخلوقات سے کیا توقع کر سکتے ہیں جن کی زبان کو ہم نہیں سمجھتے اور جو ہمیں نظر انداز کر دیتے ہیں؟ مزید برآں' وہ جس نے ایک ریاست کی شکل میں ایک جسیم دنیا' ایک شہر یا ایک محل بنایا ہے اور اسے حیران کن اشیاء سے بھرا اور اسے ہر زینت سے مزین کیا اور اسے سبق آموز معجزات سے سجایا' ہم سے اور جو یہاں آتے ہیں' ان سے کچھ چاہتا ہے۔ ہمیں ضرور اسے جاننا چاہیے اور ضرور یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کیا چاہتا ہے''۔

دوسرے شخص نے اعتراض کیا: ''ایسی کوئی ہستی نہیں ہے جو خود اس دنیا پر حکمرانی کرے''۔ جس پر اس کے دوست نے جواب دیا ''اگر ہم اسے نہیں پہچانتے اور اس سے لاتعلق رہتے ہیں' ہم کچھ حاصل نہیں کرتے اور ہم کسی نقصان سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم اسے پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں' تو کوئی مشکل نہیں ہے اور بہت بڑے فائدے کا موقع ہے۔ چنانچہ ہم کس طرح لاتعلق رہ سکتے ہیں؟''

دوسرے آدمی نے تاکیداً کہا: ''میں اپنا تمام سکون اور لطف اس پر غور و فکر نہ کرنے میں پاتا ہوں۔ اس کے علاوہ ان چیزوں کا مجھ سے واسطہ نہیں ہے۔ وہ اتفاقیہ یا خود بخود واقع ہوگئی ہیں''۔ اس کے پھرتیلے دوست نے جواب دیا ''ایسی ضد ہمیں اور کئی دوسروں کو تکلیفوں میں ڈالے گی۔ بعض اوقات ایک بدتمیز شخص کی وجہ سے ایک ریاست برباد ہو جاتی ہے''۔

دوسرا شخص مڑا اور اس نے جواب دیا ''یا تو یہ ثابت کرو کہ جو تم کہتے ہو درست ہے یا مجھے تنہا چھوڑ دو''۔ اس پر اس کے دوست نے کہا ''چونکہ تمہاری ضد پاگل پن سے متصل ہے اور ہمیں بہت بڑی مصیبت میں مبتلا کرنے کا باعث بنے گی۔ میں تمہارے سامنے بارہ ثبوت رکھوں گا کہ اس محل نما دنیا' اس شہر جیسی ریاست کا ایک ماہر معمار ہے جو اس کا انتظام کرتا ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں ہے۔ وہ ہمیں دکھائی نہیں دیتا لیکن وہ ہمیں اور ہر ایک چیز کو ضرور دیکھتا ہے اور تمام آوازوں کو سنتا بھی ہے۔ اس کے تمام کارنامے اعجازی معلوم ہوتے ہیں۔ یہ تمام مخلوقات جنہیں ہم دیکھتے ہیں لیکن جن کی زبانیں ہم نہیں سمجھتے' ضرور (اس کے نام پر کام کرنے والی) اس کی اہلکار ہوں گی۔

بارہ ثبوت:

پہلا ثبوت: اِدھر اُدھر دیکھو۔ ہر ایک چیز میں ایک پوشیدہ ہاتھ کارفرما ہے۔ جو کسی قوت کے بغیر جس چیز کا وزن ہزاروں پاؤنڈ❶ ہے' کچھ کر رہا ہے۔ کوئی شے بغیر احساس کے بہت ادراک کا اور

❶ یہ بیجوں کی طرف اشارہ ہے جو اپنے سروں پر درخت اٹھائے ہوئے ہیں۔

بامقصد [3] کام کر رہی ہے۔ جیسا کہ وہ از خود کام کرنے نہیں لگی ہوتیں' اس لیے ایک طاقتور خفیہ ہاتھ ان سے کام کروا رہا ہے۔ اگر ہر ایک چیز خود بخود ہو رہی ہوتی' اس جگہ ہونے والا تمام کام ضرور ایک معجزہ ہوتا اور ہر ایک چیز معجزے کی طرح کام کرنے والی ایک عجوبہ ہوتی۔

دوسرا ثبوت: ان میدانوں' کھیتوں اور رہائش گاہوں کی آرائشوں کو دیکھو۔ ہر ایک اس خفیہ ہاتھ کی طرح اشارہ کرنے کی نشاندہی کرتی ہے۔ ایک مہر کی طرح ہر چیز اس کی خبر دیتی ہے۔ اس بات کو دیکھو کہ روئی [4] کے کچھ گراموں سے وہ جو پیدا کرتا ہے' غور کرو کہ کپڑے اور کتان کے کتنے تھان اور کتنا رنگ برنگے پھولوں سے چھپا ہوا مواد اس سے بنا ہے اور کتنی شیریں خوراک اور کتنے سامانِ راحت بنائے جا رہے ہیں۔

اگر ہزاروں لوگ اپنے آپ کو ان سے ملبوس کریں یا ان کو کھائیں' پھر بھی کافی ہنوز موجود ہوں گے۔ پھر غور کرو اس نے مٹھی بھر لوہا' مٹی' پانی' کوئلہ' تانبا' چاندی اور سونا لیا ہے اور کچھ جاندار مخلوقات [5] کو بنایا ہے۔ دیکھو اور غور کرو۔ ان قسموں کے کام اسی کے ساتھ خاص ہیں جو اس زمین کو مع اس کے تمام حصوں کے اپنی معجزانہ طاقت کے ساتھ اپنے بس میں رکھتا ہے اور سب کے سب اس کی مشیت کے تابع ہیں۔

تیسرا ثبوت: آرٹ [6] کے ان بے قیمت متحرک کارناموں کو دیکھو۔ ہر ایک اس جسیم محل کے چھوٹے پیمانے کے طور پر وضع کیا گیا ہے۔ جو کچھ بھی محل میں ہے وہ ان ننھی سی محترک مشینوں میں پایا جاتا ہے۔ سوائے اس (خالق کائنات) حیران کن محل کے بنانے والے کے کون ان سب کو اس ننھی مشین میں سمو سکتا ہے؟ کیا اتفاق یا کوئی بے مقصد چیز اس صندوق کے سائز والی ننھی سی مشین میں دخل

---

[3] اس کا اشارہ نازک پودوں جیسے انگور کی بیلوں کی طرف ہے جو خود بخود اوپر نہیں چڑھ سکتیں اور پھلوں کا وزن نہیں اٹھا سکتیں اور اس طرح سے اپنے نازک بازو دوسرے پودوں یا درختوں پر ڈال دیتی ہیں ان کے اردگرد اپنے آپ کو لپیٹ دیتی اور اپنا بوجھ ان پر ڈال دیتی ہیں

[4] مثال کے طور پر ایٹم کے سائز کے گل لالہ کے بیج اور خوبانی کی گٹھلی جن کا وزن چند ایک گرام ہوتا ہے یا خربوزے کا بیج جن میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے سے بنے ہوئے پتے پیدا کرتے ہیں جو کپڑے کی پٹی سے زیادہ خوبصورت پھول' کتان سے زیادہ سفید یا پیلے' پھل شکر سے زیادہ میٹھے اور مربوں سے زیادہ عمدہ اور لذیذ ہوتے ہیں اور انہیں ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔

[5] اس کا تعلق عناصر سے جانوروں کے اجسام کی اور زندہ مخلوقات کی نطفہ سے تخلیق سے ہے۔

[6] اس کا تعلق حیوانات اور انسانوں سے ہے۔ چونکہ جانور دنیا کا ایک ننھا سا اشاریہ ہے اور انسانیت' کائنات کا چھوٹے پیمانہ پر نمونہ جو کچھ بھی دنیا میں ہے' اس کا ایک نمونہ ہے جو ہر ایک انسان کے اندر شامل ہے۔

دے سکتی ہے جو تمام دنیا کو سموئے ہوئے ہے؟ تاہم کئی فنکارانہ طریقے سے بنائی ہوئی مشینوں کو تم دیکھتے ہو۔ ان میں سے ہر ایک اس خفیہ ہاتھ کی مہر' شاہی نقیب یا اعلان کی طرح ہے۔ اپنی ہستی کی زبان میں وہ کہتی ہیں: ''ہم اس کے فن کے کارنامے ہیں۔ جو اس دنیا کو اتنی آسانی سے بنا سکتا ہے جتنی آسانی سے اس نے ہمیں بنایا ہے۔''

چوتھا ثبوت: میں تمہیں اس سے بھی زیادہ نرالی کوئی چیز دکھاؤں گا۔ دیکھو اس دنیا میں تمام چیزیں بدل رہی ہیں۔ ہر ایک بے جان جسم اور بے حس ہڈی نے خاص مقاصد کی طرف حرکت کرنا شروع کر دیا ہے۔ جیسے گویا کہ ہر ایک دوسروں پر حکمرانی کر رہی ہے۔ ہمارے [●] پاس اس مشین کو دیکھو۔ یہ ایسے ہے جیسے یہ احکام جاری کر رہی ہے اور اس کی آسائش اور کارکردگی کے لیے تمام ضروری لوازمات دور از مقامات سے اس کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ ادھر دیکھو۔ وہ بظاہر بے جان جسم ایسے ہے جیسے کہ اشارے سے اپنی طرف متوجہ کرتا ہے' کیونکہ یہ عظیم ترین اجسام کو اس کی خدمت اور اس [●] کے لیے کام کرنے پر متوجہ کرتا ہے۔ تم بقایا کا ان کے ساتھ موازنہ کر سکتے ہو۔

دنیا کی تمام مخلوقات میں سے ہر ایک چیز کو اپنے تابع کیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اگر تم خفیہ ہاتھ کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے' تو تمہیں اس کی تمام مہارتوں' فنون اور کمالات' پتھروں' مٹی' حیوانات اور لوگوں سے مشابہ مخلوقات کو خود چیزوں کی طرف ضرور منسوب کرنا چاہیے۔ ایک معجزہ سرانجام دینے والی ہستی کی جگہ' اس کی طرح لاکھوں معجزات سرانجام دینے والوں کو ایک ہی وقت میں ایک دوسرے کے مشابہ اور مخالف اور ایک دوسرے کے اندر ہوتے ہوئے اور کوئی الجھاؤ پیدا کیے اور نظم و ضبط کو خراب کیے بغیر' موجود ہونا پڑتا ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ جب دو حکمران ایک معاملے میں دخل اندازی کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ الجھاؤ ہوتا ہے۔ جب ایک گاؤں کے دو نمبردار' ایک شہر کے دو گورنر اور ایک ملک کے دو بادشاہ ہوں تو بحران پیدا ہوتا ہے اس امرِ واقع کی صورت میں' کیا ہوگا اگر ایک ہی جگہ اور ایک ہی وقت میں مطلق العنان بادشاہوں کی لامحدود تعداد ہو؟

[●] اس کا تعلق پھلدار درختوں سے ہے۔ گویا کہ اپنی تنگ شاخوں پر سینکڑوں کپڑا بننے کی مشینوں اور فیکٹریوں کو برداشت کرتے ہوئے' وہ حیران کن طریقے سے پتوں' کلیوں اور پھلوں سے بھرپور انداز میں آراستہ' ان پھلوں کو پکاتے اور ان کو ہمیں پیش کرتے ہیں۔ ایسے درختوں جیسے صنوبر اور دیودار نے کام کرنے کے لیے اپنے کام کے تختے سخت خشک چٹان پر نصب کر لیے ہیں۔

[●] یہ ''جسیم'' اناج' بیجوں اور مکھیوں کے انڈوں کا اظہار کرتا ہے۔ ایک مکھی اپنے انڈوں کو ناق یا بڑے جنگلی درخت پر چھوڑ دیتی ہے۔ اچانک جسیم درخت اپنے پتوں کو ماں کے رحم' ایک پنگھوڑے' ایک شہد نما خوراک سے بھرے سٹور میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جیسے کہ گویا یہ' اگرچہ یہ ثمردار نہیں ہے' جاندار پھل پیدا کرتا ہے۔

پانچواں ثبوت: محل کی زیب و زینت اور شہر کی آرائش کو غور سے دیکھو۔ اس دھرتی کے حسن ترتیب پر غور کرو اور اس دنیا کی فنکاری کو سمجھو۔ اگر لامحدود معجزات اور مہارتوں والے خفیہ ہاتھ کا قلم کام نہیں کر رہا یا اگر یہ تمام زیورات بے خبر علتوں یا وجوہات' اندھے اتفاق اور بہری فطرت کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں تو یہاں ہر ایک چیز کو ایک ہزار کتابوں کو ایک حرف میں لکھنے کے قابل معجزانہ کام کرنے والا سجاوٹ ساز اور حیرت ناک کندہ کار ہونا پڑتا ہے اور ایک لمحے میں لامحدود طور پر فن کی مختلف صورتوں میں ظاہر کرنا پڑتا ہے۔

ان پتھروں⁹ پر نقش کاری کو دیکھو۔ ہر ایک تمام محل کی کندہ کاریوں' شہر کے نظم و نسق کے قوانین اور ریاست کو منظم کرنے کے پروگراموں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہ امر واقعی ہے کہ یہ تمام نقش کاریاں کرنا اتنا حیران کن ہے جتنا کہ ایک ریاست بنانا۔ چنانچہ ہر ایک نقش کاری اور فن کی خواہش اس خفیہ ہاتھ کا اعلان اور اس کی ایک مہر ہے۔ ایک حرف اپنے لکھنے والے کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ایک فنی نقش کاری اپنے نقش کار کو معروف بناتی ہے۔ چنانچہ کس طرح ایک نقش کار' ایک ڈیزائنر اور آرائش کار جو حرف واحد میں ایک جسیم کتاب کندہ کرتا ہے اور ایک ہزار زیورات کو صرف ایک زیور میں ظاہر کرتا ہے' اپنی کندہ کاریوں اور زیورات میں معلوم نہیں ہو سکتا۔

چھٹا ثبوت: اس وسیع میدان¹⁰ میں آؤ۔ اردگرد کے رقبہ کو دیکھنے کے لیے ہم اس جسیم پہاڑ کی چوٹی کے اوپر چڑھیں گے۔ ہم اس دوربین کو استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس زمین پر عجیب و غریب چیزوں کا وقوع ہو رہا ہے۔ ہر گھنٹے ان چیزوں کا وقوع ہو رہا ہے جن کا ہم نے کبھی تصور نہیں کیا۔

دیکھو! یہ پہاڑ' میدان اور شہر اچانک تبدیل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ لاکھوں نئی چیزیں انہیں مکمل نظم و ضبط کے ساتھ بحال رکھ سکتی ہیں۔ ایک اندر ہی اندر اور دوسری کے پیچھے۔ نازک ترین ہیئت کی تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں۔

---

⁹ یہ انسانیت' تخلیق کے درخت کے پھل اور اس ثمر کی طرف' جو اس کے درخت کے پروگرام اور اس کے اشارے کا حامل ہے' اشارہ کرتا ہے۔ کائنات کی عظیم کتاب میں ربانی طاقت کے ہاتھ نے جو کچھ بھی کندہ کیا ہے' ہماری تخلیق میں اختصار سے لکھا گیا ہے۔ جو کچھ بھی ربانی منزلِ مقصود کے قلم نے جسیم درخت پر لکھا ہے' اس کے انگلی کے ناخن کے سائز کے پھل میں شامل کیا گیا ہے۔

¹⁰ یہ زمین کے چہرے یا سطح کو موسمِ بہار اور موسمِ گرما میں نمایاں کرتا ہے جب بے شمار جنسوں کو لاتعداد افراد کو وجود میں لایا جاتا ہے اور ان کو زمین پر لکھ دیا جاتا ہے۔ انہیں بھرتی کر لیا جاتا ہے اور وہ بغیر کسی تصور کے اور مکمل نظم و ضبط کے ساتھ تبدیلیوں میں سے گزر سکتے ہیں۔ سب سے زیادہ رحم والے کی ہزاروں تختیوں کو مرتب کیا جاتا ہے' پھر انہیں ہٹا لیا جاتا ہے اور ان کے بدلے نئی تختیوں کو رکھ دیا جاتا ہے۔ تمام درخت طشتوں کے [illegible] کی طرح ہیں اور تمام باغات کڑھائیوں یا دیگوں کی طرح۔

یہ ایسے ہے گویا کہ لاتعداد قسموں کے کپڑے دوسروں کے اندر اور درمیان بنے جا رہے ہیں۔ جانی پہچانی پھولدار چیزیں دوسری اسی طرح کی ہئیت لیکن مختلف شکل والی چیزوں کے ساتھ ایک منظم وضع میں بحالی رکھی جاتی ہیں۔ ہر ایک چیز واقع ہو رہی ہے گویا کہ ہر ایک میدان اور پہاڑ ایک صفحہ ہے جس پر بغیر کسی نقصان اور نقص کے بے انتہا مختلف کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ یہ ناقابل تصور ہے کہ یہ چیزیں جو لامتناہی فن کاریگری اور صحت کا مظاہرہ کرتی ہیں خود بخود ہو گزرتی ہیں۔ بلکہ وہ اس فنکار کو آشکار کرتی ہیں جو ان کو تخلیق کرتا ہے۔ وہ جو یہ سب کام کرتا ہے ایسے معجزات دکھاتا ہے کیونکہ اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔ اس کے لیے یہ آسان ہے کہ ایک ہزار لایعنی کتب لکھنے کے بجائے ایک بامعنی کتاب لکھ دے۔

اردگرد نظر دوڑاؤ۔ وہ ہر چیز کو اس کے مقام پر اس دانائی سے رکھتا ہے کہ ضرورت مند اور مستحقین کے لیے اپنی مہربانیاں فیاضانہ نچھاور کرتا ہے اور اتنی خوبصورتی سے عام حجاب بند کرتا اور کھولتا ہے کہ تمام مطمئن ہو جاتے ہیں اور ایسی صاف اور فیاضانہ تختیاں مرتب کرتا ہے کہ اس زمین کے تمام لوگوں اور حیوانات کو مہربانیوں کی ضیافت دی جاتی ہے۔ درحقیقت ہر گروہ اور فرد کے لیے مہربانیاں خاص اور مناسب ہیں۔ اسے اتفاق کی طرف کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے کیسے یہ بے مقصد اور بے کار ہے اور اس کے پیچھے کیسے کئی ہاتھ ہو سکتے ہیں؟ معقول وجہ صرف یہی ہے کہ ان کا بنانے والا ہر چیز پر غالب ہے کہ ہر چیز اس کے زیر نگیں کر دی گئی ہے۔ اس لیے میرے دوست! تم اپنے انکار پر اصرار کرنے کے لیے کیا بہانہ تلاش کر سکتے ہو؟

ساتواں ثبوت: آئیں ہم اس حیرت انگیز محل نما دنیا کے حصوں کے ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعلقات پر سوچ بچار کریں۔ عالمگیر چیزیں کی جا رہی ہیں اور عام انقلابات ایسے مکمل نظم و ضبط کے ساتھ واقع ہو رہے ہیں کہ اس محل کی تمام چٹانیں زمین اور درخت اس دنیا کے عام قواعد کی تابعداری کر رہے ہیں۔ گویا کہ ہر ایک جو چاہے کرنے کے لیے آزاد ہے۔ وہ چیزیں جو ایک دوسری سے بعید ترین ہیں ایک دوسری کی مدد کے لیے آتی ہیں۔ درختوں پودوں اور پہاڑوں [11] سے مشابہ سواروں پر غیب سے آنے والے اس اجنبی قافلے کو دیکھو۔ ہر ایک رکن اپنے سر پر کھانے کے طشت اٹھائے ہوئے ہے اور اس طرف انتظار کرنے والے جانوروں کی طرف لا رہا ہے۔ گنبد میں جسیم برقی لیمپ [12] کو دیکھو۔ یہ نہ صرف روشنی مہیا کرتا ہے بلکہ ان کی خوراک بھی اتنے اچھے طریقے سے پکاتا ہے کہ پکائی جانے والی خوراک ایک غیبی ہاتھ کے ذریعے ایک رسی سے منسلک کر دی جاتی ہے اور اس

[11] تمام حیوانات کی خوراک اٹھائے ہوئے پودوں اور درختوں کے قافلے۔

[12] سورج کی طرف کنایہ۔

کا دفاع کیا جاتا ہے اور اسے پیش [13] کیا جاتا ہے۔ ان کمزور' بے بس اور بے حمایت چھوٹے حیوانات کو دیکھو۔ ان کے سروں پر نرم و نازک غذا سے بھرے چھوٹے چشمہ نما پمپ [14] ہیں۔ کھانے کے لیے انہیں صرف اپنے مونہوں کو پمپوں کے برخلاف دبانا پڑتا ہے۔

قصہ مختصر اس دنیا میں تمام چیزیں' گویا کہ انہیں آمنے سامنے کھڑا کر دیا ہو۔ ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ گویا کہ ایک دوسری کو دیکھ کر' وہ ایک دوسری کے ساتھ تعاون کرتی ہیں۔ ایکدوسری کے کام کو مکمل کرنے کے لیے' وہ ایک دوسری کی حمایت کرتی ہیں اور مل جل کر کام کرتی ہیں۔ ان کے تعاون کے طریقوں کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ سب کچھ یہ ثابت کرتا ہے کہ ہر ایک چیز اس حیران کن محل کے بنانے والے' اس دنیا کے حقیقی مالک کے زیر نگیں ہے۔ اس کے احکام کو بجا لاتے ہوئے ایک سپاہی کی طرح' ہر ایک چیز اس کی جانب سے کام کرتی ہے۔ ہر ایک چیز اس کے حکم سے ہوتی ہے۔ اس کے حکم سے چلتی ہے اور اس کی حکمت کے ذریعے اس کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ہر ایک چیز اس کی فیاضی کے ذریعے دوسروں کی مدد کرتی ہے اور اس کی شفقت کی وجہ سے ہر ایک چیز کو دوسروں کی مدد کے لیے عجلت پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اے میرے دوست! کیا تم اس پر اعتراض کر سکتے ہو؟

آٹھواں ثبوت: آؤ میرے دوست جو اپنے آپ کو ذہین سمجھتے ہو جیسا کہ میری اپنی ذات کرتی ہے تم اس شاندار محل کے مالک کو پہچاننا نہیں چاہتے۔ اگرچہ ہر ایک چیز اس کی طرف اشارہ کرتی ہے' اس کو دکھاتی ہے اور اس کی شہادت کرتی ہے۔ ایسی شہادت کا تم کیسے انکار کر سکتے ہو؟ یہ امرِ واقع ہے کہ تمہیں اس محل کا انکار کرنا اور یہ کہنا ہوگا: ''کوئی دنیا نہیں ہے' کوئی ریاست نہیں ہے''۔ تم خود اپنی ہستی کا بھی انکار کردو یا ہوش میں آؤ اور میری بات غور سے سنو۔

اس محل میں ایک سے عناصر اور معدنی اشیاء ہیں جو تمام زمین کا احاطہ کیے ہوئے ہیں [15] ہر ایک چیز ان سے بنی ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جو بھی ان کا مالک ہے' ان سے بنی ہوئی ہر ایک چیز کا مالک ہے کیونکہ جو بھی کھیت کا مالک ہوتا ہے' وہ فصلوں کا بھی مالک ہوتا ہے اور جو بھی سمندر کا مالک ہوتا ہے وہ اس کے تمام مواد کا بھی مالک ہوتا ہے۔ یہ پہننے کے متعلق اور آرائش دار بنے ہوئے کپڑے ایک ہی شے سے بنے ہوتے ہیں۔ صاف طور پر جو اس چیز کو تخلیق کرتا ہے' وہ اسے تیار بھی کرتا ہے اور

---

[13] رسی اور اس کی منسلکہ غذا درخت کی پتلی شاخوں اور ان پر لذیذ پھلوں کو ظاہر کرتی ہیں۔

[14] ماؤں کی چھاتیاں۔

[15] عناصر اور معدنی اشیاء' ہوا' پانی' روشنی اور مٹی پر دلالت کرتی ہیں جو متعدد باقاعدہ فرائض سرانجام دیتی ہیں۔ اذنِ ربانی سے وہ تمام حاجت مند مخلوقات کی مدد کے لیے دوڑتی ہیں۔ ربانی حکم سے ہر جگہ داخل ہوتی' امداد مہیا کرتی' زندگی کی ضروریات پہنچاتی اور جاندار چیزوں کو خوراک پہنچاتی ہیں۔ وہ ربانی مصنوعات کی بنائی اور سجاوٹ کے لیے مصدر' مآخذ اور پنگھوڑے کے طور پر کام کرتی ہیں۔

اسے سوت میں بھی ڈھالتا ہے کیونکہ ایسا کام دوسروں کی شرکت کی اجازت نہیں دیتا اس لیے اس سے مہارت سے بنی ہوئی یہ تمام چیزیں اس کی طرف خاص ہیں۔

ایسی بنی ہوئی تمام اقسام کی چیزیں روئے زمین پر پائی جاتی ہیں۔ وہ اندرونی طور پر ایک یا دوسروں کے ساتھ شامل ایک ہی طریقے سے اور ایک ہی وقت میں بنائی جارہی ہیں۔ وہ صرف ایک ہی ذات کا کارنامہ ہوسکتی ہیں جو ایک حکم کے ساتھ ہر ایک کام کرتا ہے۔ ورنہ ایسی مطابقت اور تعمیل' جہاں تک وقت' وضع اور خوبی کا تعلق ہے' ناممکن ہوگی۔ چنانچہ ہر ایک مہارت سے بنائی ہوئی چیز اس خفیہ ہاتھ کا باضابطہ اعلان کرتی ہے اور اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یہ ایسے ہے گویا کہ پھولدار کپڑے کی ہر ایک قسم' کاریگری سے بنائی ہوئی مشین اور لذیذ لقمہ اس معجزاتی کام کرنے والے کی چھاپ' مہر اور علامت ہے۔

یہ ایسے بھی ہے گویا کہ ہر ایک اپنی ہستی کی زبان میں کہہ رہی ہے ''جو بھی مجھے ایک فن کے کارنامے کے طور پر اپناتا ہے' وہ ان صندوقوں اور دکانوں کو بھی اپناتا ہے جن میں پائی جاتی ہوں''۔ ہر ایک زینت کہتی ہے ''جس نے بھی میری سوزن کاری کی' اس نے کپڑے کا وہ تھان بھی بُنا جس میں' میں واقع ہوں''۔ ہر ایک لذیذ لقمہ کہتا ہے ''جس نے بھی مجھے پکایا' وہ پکانے والے برتن کا بھی مالک ہے جس میں' میں واقع ہوں''۔ ہر ایک مشین کہتی ہے ''جس نے بھی مجھے بنایا' میری جیسی تمام مشینوں کو بھی وہی بناتا ہے جو روئے زمین پر ہیں۔ وہ جو ہمیں ہر جگہ سرفراز کرتا ہے' وہ بھی وہی ہے۔ چونکہ یہ وہی ذات زمین اور اس محل کی مالک ہے' اسے ہمیں بھی ضرور اپنانا چاہیے''۔

یہ اس لیے ہے کیونکہ حقیقی مالک کو' فرض کرو کہ کارتوسوں کی پیٹی یا بٹن جو ریاست کی ملکیت ہیں' ان فیکٹریوں کو بھی اپنانا پڑتا ہے جن میں وہ کارتوس یا بٹن بنائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص لاعلمی سے اس کی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے تو اسے الگ کر دیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کو سرکاری جائیداد کے مالک بن بیٹھنے پر سزا دی جائے گی۔

قصہ مختصر' اگر ہر ایک عنصر ہر دوسرے میں سے نفوذ کر گیا ہے اور تمام کا احاطہ کر لیتا ہے' ان کا مالک صرف وہی ہوسکتا ہے جو تمام زمین کا مالک ہے۔ چونکہ ہر کہیں پائی جانے والے فن کی مثالیں ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں اور ایک ہی چھاپ کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ جو بھی روئے زمین پر پھیلا ہوا ہے' واضح طور پر ایک ہی ذات کے فن کا کارنامہ ہے۔ اور وہ ہر ایک چیز پر حکمرانی کرتی ہی۔ چنانچہ اس عالیشان محل نما زمین میں یکتائی کا نشان ہے۔ چونکہ چیزیں یکساں' فقید المثال اور ایک ہی ہیئت کی ہیں' اس پر بھی وہ مکمل طور پر جامع ہیں۔ دوسری چیزیں' اگرچہ قسم قسم کی اور بکثرت گروہ کے اتحاد کا مظاہرہ کرتی ہیں کیونکہ وہ ایک دوسری کے مشابہ ہیں اور ہر جگہ پائی جاتی ہیں۔ ایسی توحید' توحید والے کا اعلان کرتی ہے۔ اس

سے مراد ہے کہ اس دنیا کا بنانے والا' میزبان اور مالک ضرور ایک اور وہی ایک ہے۔

توجہ سے دیکھو۔ غور کرو کہ کس طرح غیب کے پردے سے ایک موٹی رسی [16] نمودار ہوتی ہے۔ غور کرو کہ کس طرح ہزاروں رسیاں اس سے نیچے کو لٹکتی ہیں۔ ان کے سروں کو دیکھو جن کے ساتھ ہیرے' آرائشیں' مہربانیاں اور تحفے بندھے ہوئے ہیں۔ ان میں خاص طور پر ہر ایک کے لیے ایک تحفہ ہے۔ کیا تم اتنے بے وقوف ہو سکتے ہو کہ تم اس کو نہ پہچانو اور اس کا شکر نہ ادا کرو جو غیب کے پردے کے پیچھے سے حیران کن مہربانیاں اور تحفے پیش کرتا ہے۔

اگر تم اسے نہیں پہچانتے' تمہیں ضرور بحث کرنی چاہیے۔ ''رسیاں خود بناتی اور یہ ہیرے اور دوسرے تحفے پیش کرتی ہیں''۔ اس صورت میں' تمہیں ہر رسی کی طرف بادشاہ کا منصب اور وظیفہ منسوب کرنا چاہیے۔ (جس کے پاس ہر وہ کام کرنے کی معجزاتی طاقت اور علم ہے جسے وہ چاہتا ہے) اور یہ سب ہماری آنکھوں کے سامنے ایک غیبی ہاتھ رسیوں کو بنا رہا ہے اور ان کے ساتھ تحفے باندھ رہا ہے! موخر الذکر کے امر واقع ہونے پر اس محل کی ہر ایک چیز' اپنی طرف کے بجائے' اس اعجازی کام کرنے والے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اگر تم اس کو تسلیم نہیں کرتے تو جو کچھ محل میں ہو رہا ہے' اس کا انکار کر کے' تم ایک قسم کی پختہ جہالت کا اظہار کرتے ہو جس میں ایک سچے انسان کو بالکل نہیں ڈوبنا چاہیے۔

نواں ثبوت: آؤ میرے دوست! تم نہ تو تسلیم کرتے ہو اور نہ محل کے مالک کو تسلیم کرنا چاہتے ہو کیونکہ تم اس کی ہستی کو بعید از قیاس سمجھتے ہو۔ تم اس کا انکار کرتے ہو کیونکہ اس کے حیران کن فن اور اداکاری کے طریقے کو پکڑ نہیں سکتے لیکن یہ تمام پاکیزہ چیزیں اور یہ حیران کن ہستی بغیر اس کو تسلیم کیے کیسے بیان کی جا سکتی ہیں؟ اگر ہم اسے تسلیم کر لیں تو یہ محل' اس کی چیزیں تمام کو سمجھنا اتنا آسان ہے جتنا کہ اس میں ایک چیز کو سمجھنا۔

اگر ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے اور اگر وہ موجود نہیں تھا تو ایک چیز کی وضاحت کرنا اتنا مشکل ہوگا جتنا کہ تمام محل کی کیونکہ ہر ایک چیز اتنی مہارت سے بنائی گئی ہے جتنا کہ محل۔ چیزیں اتنی بکثرت اور کم خرچ نہیں ہوں گی۔ کوئی شخص ان چیزوں میں سے جن کو ہم دیکھتے ہیں' ایک بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ اس برتن کی طرف دیکھو جسے رسی سے باندھ کر نمائش کے طور پر لٹکا دیا گیا ہو [17]۔ اگر یہ اس کے خفیہ باورچی خانے میں اعجازی طور پر نہ ہوتا تو ہم اسے کسی قیمت پر بھی نہ خرید سکتے۔ لیکن اب ہم اسے

[16] موٹی رسی ایک ثمر دار درخت ہے۔ رسیاں اس کی شاخیں ہیں اور ہیروں کی سجاوٹیں' مہربانیاں اور تحفے اس پر معلق مختلف پھول اور پھل ہیں۔

[17] کھڑ کھڑاہٹ اور پاکھا یعنی دروازے یا کھڑکی وغیرہ کا بازو اللہ تعالیٰ کی رحمت (خربوزے' تربوز اور کھوپرے کی طرح دودھ کے ڈبے) جن میں سے ہر ایک ربانی طاقت کا محفوظ کیا ہوا ڈبا ہے۔

چند ٹکوں میں خرید تے ہیں۔

پے در پے مشکل اور امر محال کی ہر ایک قسم اس کو نہ تسلیم کرنے سے برآمد ہوتی ہے۔ ایک درخت کو ایک جڑ سے' ایک قانون کے ذریعے اور ایک مرکز میں زندگی مہیا کی جاتی ہے۔ اس لیے ہزاروں پھلوں کی صورت بنانا اتنا آسان ہے جتنا کہ ایک پھل کی صورت بنانا۔ اگر اس کا انحصار مختلف مخصوص مرکزوں اور جڑوں پر اور الگ الگ مخصوص قوانین پر ہو' تو ہر ایک پھل کا بنانا اتنا مشکل ہوگا جتنا کہ درخت کا۔ اگر کسی فوج کا ساز و سامان ایک فیکٹری میں' ایک قانون کے ذریعے اور ایک مرکز میں بنایا جاتا ہے تو یہ اتنی آسانی سے کیا جاتا ہے جتنا کہ ایک سپاہی کو ساز و سامان سے لیس کرنا۔ لیکن اگر ایک سپاہی کا ساز و سامان کئی جگہوں سے تیار کیا جائے تو ایک سپاہی کو ساز و سامان سے مسلح یا آراستہ کرنا اتنی فیکٹریوں کا متقاضی ہوگا جتنا کہ تمام فوج کے لیے ضرورت ہوگی۔ یہ اچھی طرح سے منظم محل' شاندار شہر' ترقی پذیر ریاست اور شاندار دنیا کے بارے میں درست ہے۔ اگر ان تمام چیزوں کی ایجاد کو ایک ہستی کی طرف منسوب کیا جائے تو ان کی لامحدود کثرت' دستیابی اور فیاضی کی توجیہ کرنا آسان ہے۔ ورنہ ہر ایک چیز اتنی زیادہ مہنگی اور مشکل ہوگی کہ صرف ایک ہی چیز خریدنے کے لیے ساری دنیا بھی کافی نہیں ہوگی۔

دسواں ثبوت: میرے دوست! ہم یہاں پندرہ دن سے ہیں۔[18] اگر ہم ابھی بھی نہیں جانتے اور اس دنیا کے قواعد کو تسلیم نہیں کرتے تو ہم سزا کے مستحق ہیں۔ ہمارے پاس بہانے نہیں ہیں کیونکہ پندرہ دن سے ہمارے ساتھ مداخلت نہیں کی گئی گویا کہ ہمیں مہلت دی گئی ہے لیکن نہ ہی ہمیں ہم پر چھوڑا گیا ہے۔ ہم اِدھر اُدھر نہیں پھر سکتے اور اتنی نازک' اچھی طرح سے متوازن' عمدہ' مہارت سے بنائی گئی اور نصیحت آمیز مخلوقات کے درمیان بدنظمی برپا نہیں کر سکتے جتنی کہ یہ ہیں۔ شان و شوکت والے آقا کی سزا ضرور سخت ہوگی۔

وہ کتنا شان و شوکت والا اور طاقتور ہوگا جس نے محل کی طرح اس جسیم دنیا کا انتظام کیا اور اسے پھیرا گویا کہ یہ ایک ہلکا پہیہ ہے۔ ایک صندوق کو بھرنے اور پھر اسے خالی کرنے کی طرح' وہ مسلسل اس محل' اس شہر اور اس زمین کو مکمل نظم و نسق کے ساتھ بھرتا ہے اور پھر مکمل حکمت کے ساتھ اسے خالی کرتا ہے۔ مزید برآں' دسترخوان لگانے اور پھر اسے لپیٹنے کی طرح' گویا کہ ایک غیبی ہاتھ سے' وہ ساری دنیا میں یکے بعد دیگرے بہت ہی انواع و اقسام کے کھانے قسم قسم کے دسترخوانوں پر لگاتا ہے اور پھر نئے کھانے

[18] پندرہ سال کی عمر۔ ذمہ داری کی عمر کی طرف اشارہ ہے۔

لانے کے لیے ان کو صاف کرتا ہے [19]۔ اس پر غور کرنے اور اپنی عقل استعمال کر کے تم سمجھو گے کہ اس پر جلال شان و شوکت میں ایک لامحدود فیاضی لاینفک ہے۔

بالکل جس طرح یہ تمام چیزیں اس غیبی ہستی کی توحید اور شہنشاہیت کی شہادت دیتی ہیں' اسی طرح یہ انقلابات اور یکے بعد دیگرے یہ واقع ہونے والی تبدیلیاں کچھ توقع کرتے ہوئے اور وہاں سے احکام لیتے ہوئے اس کے دوام کی شہادت دیتی ہیں۔ ایسا کیسے ہے؟ کیونکہ چیزوں کی علتیں ان کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں جبکہ وہ چیزیں جن کو ہم علتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں' ان کے بعد دہرائی جاتی ہیں۔ چنانچہ علتوں کی طرف کچھ بھی منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ ہر ایک چیز ایک نہ ختم ہونے والے کے کام کے طور پر واقع ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر' دریا کی سطح پر چمکتے ہوئے بلبلے آتے اور جاتے ہیں لیکن ان کے بعد نئے آنے والے بھی چمکتے ہیں۔

اس لیے جو چیز انہیں چمکاتی ہے وہ کچھ ایسی چیز ہے جو مستقل طور پر دریا کے اوپر بلند کھڑی ہے اور مستقل طور پر روشنی رکھتی ہے۔ اسی نہج پر' اس دنیا میں تیز تبدیلیاں اور وہ چیزیں جو غائب ہونے والی چیزوں کی قائم مقام ہوتی ہیں' وہی صفات اپنا کر ظاہر کرتی ہیں کہ وہ مستقل اور نہ مرنے والے کے جلوے' نقش کاریاں' آئینے اور فن کے کارنامے ہیں۔

گیارہواں ثبوت: آؤ دوست! اب میں تمہیں ایک فیصلہ کن ثبوت دکھاؤں گا جو اتنا قوی ہے جتنے کہ گزشتہ مجموعی طور پر دس ثبوت۔ آؤ ہم جہاز پر سوار ہوں اور اس پار جزیرہ نما تک سفر کریں۔ کیونکہ اس پُراسرار دنیا کی چابیاں وہاں ہیں [20]۔ مزید برآں ہر ایک، کسی چیز کی توقع میں اور وہاں سے احکام وصول کرنے کے لئے، اس جزیرہ نما کی طرف دیکھ رہا ہے۔ ہم خشکی پر اتر چکے ہیں۔ وہاں پر بہت بڑی مجلس کو دیکھو۔ گویا کہ ملک کے تمام اہم لوگ جمع ہوگئے ہیں۔ غور سے دیکھو کیونکہ اس عظیم ملت کا ایک قائد ہے۔ آؤ ہم اس کے بارے میں جاننے کے لیے زیادہ قریب ہو جائیں۔

---

[19] دسترخوان موسم گرما میں زمین کی سطح پر دلالت کرتے ہیں جس کے دوران سب سے زیادہ رحم والے کی رحمت کے باورچی خانے کے تازہ اور مختلف سینکڑوں دسترخوان تیار کیے جاتے ہیں پھر وہ مسلسل بچھائے جاتے اور لپیٹے جاتے ہیں۔ ہر ایک باغ ایک پکانے والا برتن ہے اور ہر ایک درخت ایک طشت بردار ہے۔

[20] جہاز سے تاریخ کی طرف اشارہ ہے۔ جزیرہ نما سے خوشی کے وقت کی جگہ اور رسول اکرم ﷺ کے عہد کی طرف۔ اس دور کے سیاہ ساحل پر جدید تہذیب کا لباس اتار کر' وقت کی سرزمین پر تاریخ کے ساحل پر وقت کے سمندر پر' خوشی کے وقت میں جزیرہ نمائے عرب کی سرزمین پر ہم بحری سفر کرتے ہیں اور تاریخ کے فخر کو ملاحظہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ وہ اپنے مشن کی تکمیل کر رہا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ ربانی توحید کا اتنا تابناک ثبوت ہے کہ وہ تمام زمین اور وقت کے دو چہروں (ماضی اور مستقبل) کو منور کرتا اور کفر اور گمراہی کی تاریکی کو منتشر کرتا ہے۔

اس کی ہزار سے زیادہ تابناک آرائشوں کو دیکھو (41)۔ وہ کیسی مضبوطی سے بات کرتا ہے! اس کی گفتگو کتنی خوشگوار ہے! پندرہ دنوں میں جو کچھ وہ بولا ہے' اس میں سے میں نے کچھ سیکھا ہے اور وہی تم محمد سے سیکھ سکتے ہو۔ وہ ملک کے شاندار اعجاز نما شہنشاہ کے متعلق گفتگو کرتا ہے جس نے اسے ہماری طرف بھیجا ہے۔ وہ ایسے عجائبات دکھا رہا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے' ہمیں اس کی صداقت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

غور سے دیکھو نہ صرف جزیرہ نما کے لوگ اس کی بات غور سے سن رہے ہیں بلکہ وہ تمام ملک کو حیران کن وضع میں اپنی بات سنوار رہے ہیں۔ دور و نزدیک ہر ایک حتیٰ کہ جانور بھی' اس کے خطاب کو غور سے سننے کی کوشش کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ پہاڑ اس کے احکام کو غور سے سن رہے ہیں جنہیں وہ لایا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی جگہوں پر حرکت کر رہے ہیں۔ وہ درخت اس جگہ کی طرف' جس کی طرف وہ اشارہ کرتا ہے' حرکت کرتے ہیں۔ جہاں کہیں وہ چاہتا ہے' وہ پانی سامنے لے آتا ہے۔ وہ اپنی انگلیوں کو فراواں چشمے کی طرح بناتا ہے اور اس سے دوسروں کو پینے دیتا ہے۔

دیکھو' محل کے اندر وہ اہم لیمپ اس کے اشارے سے دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے (42) اس کا مطلب ہے کہ یہ تمام زمین اور اس کے باشندے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ایک نائب ہے۔ اگرچہ یہ سمجھنا کہ وہ غیبی معجزہ نمائی کرنے والے کا سب سے زیادہ ممتاز اور ترجمان ہے۔ اس کی شہنشاہی کی منادی کرنے والا' اس کے طلسم کو وا کرنے والا اور اس کے احکام کو پہنچانے والا ایک قابلِ اعتماد سفیر ہے' وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس کے اردگرد تمام وہ لوگ جو سمجھدار ہیں' اس کو' جو وہ کہتا ہے' سچ گردانتے ہیں۔ اس کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے اور اس کے اپنی طرف متوجہ کرنے کے جواب میں' اس زمین کی ہر ایک چیز حتیٰ کہ پہاڑ' درخت اور بڑا نور' جو ہر ایک چیز کو شمعوں

---

(41) ایک ہزار آرائشیں رسول اکرم ﷺ کے معجزات' جو بے حد محتاط محققین کے مطابق تقریباً ایک ہزار ہیں' کے معنی رکھتی ہیں۔

(42) اہم لیمپ سے مراد چاند ہے جو اس کے اشارے سے دولخت ہو گیا۔ جیسا کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "وہ امی جس نے کبھی نہیں لکھا' اس نے آسمانوں کے صفحے پر اپنی انگلی کے قلم سے ایک الف (عربی حروف ہجاء کا پہلا حرف) لکھا اور ایک چالیس کو دو پچاس کر دیا"۔ دوسرے لفظوں میں' اس کے چاند کو شق کرنے سے پہلے' یہ عربی کے حرف میم (م) سے مشابہت رکھتا تھا جس کی حسابی یا ابجد کے لحاظ سے قیمت چالیس ہے۔ شق ہونے کے بعد یہ دو ہلالوں میں تبدیل ہو گیا جو دو نونوں (ن) سے ملتے ہیں جن میں سے ہر ایک کی حسابی قیمت پچاس ہے۔

سے جگمگاتا ہے' اسے سچ گردانتے ہیں●۔

پس اے دوست! کیا مخلوقات میں سے اس سب سے زیادہ درخشاں' شاندار اور متین کی لائی ہوئی اطلاع میں کوئی فریب ہوسکتا ہے' جو بادشاہی خزانے سے ہزار زیب و زینت کا حامل ہے؟ اس کے معجز نمائی کرنے والے بادشاہ کے متعلق الفاظ مکمل یقینِ واثق سے کہے جاتے ہیں اور ملک کے تمام قابلِ ذکر لوگ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ جیسا کہ بادشاہ کی صفات کے متعلق اس کا بیان اور اس کے احکام کی اطلاع دہی ہے اگر تمہارا خیال ہو کہ ان میں کوئی فریب ہے تو تمہیں ضرور اس محل' ان لیمپوں اور اس اجتماع کی ہستی اور حقیقت کا انکار کرنا چاہیے۔ تمہارے اعتراضات کی ثبوت کی طاقت سے تردید کردی جائے گی۔

بارہواں ثبوت: تمہیں کچھ ہوش میں آنا چاہیے۔ میں تمہیں مزید ثبوت بتاؤں گا جو اتنا قوی ہے جتنا کہ پہلے گیارہ ثبوتوں کا مجموعہ۔ اس شاندار فرمان کو دیکھو● جو اوپر سے نازل ہوا ہے اور جسے ہر فرمان کا تابناک اسلوب ہر ایک کی تعریف کے لیے کشش رکھتا ہے اور ایسے اہم اور سنجیدہ معاملات بیان کرتا ہے کہ ہر ایک اس کو غور سے سننے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔ یہ اس کے تمام اعمال' صفات اور احکام بیان کرتا ہے جو اس زمین پر حکمرانی کرتا ہے' جس نے یہ محل بنایا اور ان عجائبات کی نمائش کرتا ہے۔ فرمان پر ایک زبردست مہر ہے اور ہر سطر اور ہر جملے پر ناقابل مزاحمت مہر' معانی' صداقتیں' احکام اور حکمت کی مثالیں جو یہ مہیا کرتا ہے۔ اس کے لیے ایک فقید المثال اسلوب میں ہیں' جو ایک چھاپ اور مہر کی طرح بھی وظیفہ ادا کرتا ہے۔

ایک' حیرت یا احترام کی وجہ سے پوری توجہ سے سوچتا ہے۔ ہزار زیب و زینت سے ہونا اس کے معنی بیان کرتا ہے۔

● مصنف رسول اکرم ﷺ کی آواز پر پہاڑوں اور درختوں کے جواب دینے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ سعید نورسی کے خطوط میں بارہویں نشان کے واسطے سے انیسویں حرف یا خط کی نویں سطر کو دیکھو (ترکی: دی لائٹ انکارپوریشن' 2002) بڑے نور سے مراد سورج ہے۔ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بازوؤں میں سو رہے تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو گہری محبت اور احترام کی وجہ سے نہ جگایا۔ جب رسول اکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے' سورج غروب ہونے کے نزدیک تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی عصر کی نماز ادا نہیں کی تھی۔ رسول اکرم ﷺ کے حکم پر' زمین نے کچھ پیچھے کی طرف گردش کی اور سورج افق پر نمودار ہوا تاکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز ادا کرسکیں۔ یہ رسول اکرم ﷺ کے مشہور معجزات میں سے ایک ہے۔

● شاندار فرمان کا اشارہ قرآن مجید کی طرف ہے اور مہر اس کے اعجاز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

القصہ یہ سب سے اعلیٰ فرمان اس اظہر من الشمس عظیم ترین ہستی کو ظاہر کرتا ہے تاکہ وہ جو اندھا نہیں ہے' اسے دیکھ سکے میرے دوست! اگر تم ہوش میں آ گئے ہو تو یہ اب تمہارے لیے کافی ہے۔ کیا تمہارے پاس اور بھی اعتراضات ہیں؟

ضدی آدمی نے جواب دیا'' ان تمام ثبوتوں کی روشنی میں' میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں'' تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں'' میں نے ایسے روشن طریقے سے جیسا کہ سورج ہے اور جتنی کہ سورج کی روشنی صاف وصریح ہے' یقین کر لیا ہے کہ اس زمین کا ایک کامل آقا ہے کہ اس دنیا کا ایک واحد شان وشوکت والا مالک ہے اور اس محل کا ایک صاحب فضیلت کارساز ہے۔ مجھے میری پچھلی ضد اور بیوقوفی سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو۔ صداقت کو ثابت کرنے کے لیے ہر ایک ثبوت کافی ہے۔ لیکن ہر لگاتار آنے والا ثبوت جو زیادہ صاف اور زیادہ عمدہ' زیادہ خوشگوار قابل اتفاق ہے۔ علم کی روشن سطحیں' آگاہی کے مناظر اور محبت کی کھڑکیاں وا اور افشا کر دی گئیں میں نے غور سے سنا اور جانا''۔

ربانی توحید کی زبردست صداقت اور اللہ تعالیٰ پر ایمان کی نشاندہی کرنے والی تمثیل مکمل ہوگئی ہے۔ سب سے زیادہ رحمت کرنے والے خداوند کریم کے فضل اور قرآن مجید کی معرفت کے ذریعے اب میں' تعارف کے بعد' تمثیل میں دیئے گئے بارہ ثبوتوں کے مناظر' ربانی توحید کے سورج سے بارہ شعاعیں ظاہر کروں گا۔ کامیابی اور ہدایت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

دوسرا مرکز

مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

(ا) اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگران' اسی کے پاس آسمانوں اور زمین (کے خزانوں) کی کنجیاں ہیں۔ (الزمر 39:62-63)

(ب) پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا مکمل اقتدار ہے اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔ (یٰسین 36:83)

(ج) اور (کائنات میں) کوئی چیز نہیں مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں اور ہم اسے نازل نہیں کرتے مگر ایک مقرر مقدار میں (الحجر 15:21) اور

(د) کوئی جاندار نہیں ہے مگر وہ اس کی پیشانی کے بالوں کو جکڑے ہوئے۔ بیشک میرا رب صراط مستقیم پر ملتا ہے۔ (ھود 11:56)

اپنے قطرے (ربانی توحید کے ثبوتوں کے سمندر سے ایک قطرے) میں' جو اللہ تعالیٰ پر ایمان کے بارے میں بیان کرتا ہے اور جو ایمان کا سب سے پہلا اور اہم ستون ہے' میں نے مختصر طور پر بیان کیا ہے کہ ہر ایک مخلوق پچپن طریقوں سے اللہ تعالیٰ کے وجد اور اس کی توحید کو ظاہر کرتی ہے اور اس کی شہادت دیتی ہے۔

اپنے نکتے میں' میں نے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید کی شہادت کے لیے چار عالمگیر اصول بیان کئے ہیں۔ میں نے اپنے (بارہ) عربی مقالات میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور توحید کے لیے سینکڑوں ناقابل تردید ثبوت بیان کئے ہیں۔

چنانچہ یہاں میں اس معاملے کو زیادہ گہرائی سے بیان نہیں کروں گا لیکن میں اللہ تعالیٰ میں ایمان کے سورج سے صرف بارہ شعاعوں کے متعلق بیان کروں گا۔ ان کے بارے میں' میں نے 'رسالہ نور' میں کسی مقام پر مختصر طور پر لکھا ہے۔

بارہ شعاعیں:

پہلی شعاع: ربانی توحید کے باضابطہ اعلان کی دو قسمیں ہیں۔ مثال کے طور پر' اگر کسی اہم دولت مند آدمی کا سامان مارکیٹ یا قصبے میں آتا ہے تو اس کی ملکیت کا علم دو طریقوں سے حاصل ہوسکتا ہے۔ اول یہ کہ اس سامان کو دیکھا جائے اور یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ صرف وہی اتنی زیادہ چیزوں کا مالک ہوسکتا ہے۔ اگر کسی باقاعدہ شخص نے اس سامان کا اندازہ لگایا یا اس کی نگرانی کی۔ وہ بڑی مقدار میں چوری کیا جاسکتا ہے یا دوسرے اس کی جزوی ملکیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک پیکٹ کا لیبل پڑھا جائے اور ہر ایک فرد کی چھاپ اور ہر ایک بل کی مہر کو پہچانے' یہ بات کسی کو یہ نتیجہ اخذ کرنے کی اجازت دیتی ہے کہ ہر چیز اس ذات کی ملکیت ہے کیونکہ ہر ایک چیز اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

بالکل اسی طرح سے' ربانی توحید کا باضابطہ اعلان کرنے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مومن یا مسلمان کا سطحی اور عام اعلان ہے: ''بغیر کسی شریک یا اس طرح کی کسی چیز کے اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ یہ کائنات اس کی ہے۔'' دوسری قسم سچا یا اصلی اعلان ہے۔ ہر ایک چیز پر اس کی طاقت کی چھاپ' اس حضور کی مہر اور اس کے قلم کی نقش کاری دیکھ کر ایک شخص ہر ایک چیز سے سیدھا اس کے نور تک کھڑکی کھول دیتا ہے۔

پھر وہ شخص بلا واسطہ مشاہدے سے آنے والے تقریباً یقین کے ساتھ تصدیق کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ ہر ایک چیز اس کی طاقت کے ہاتھ سے وجود میں آتی ہے۔ اپنی خدائی اور حضوری یا اس کی مطلق شہنشاہی میں اس کا کوئی شریک یا معاون نہیں ہے۔ اس کے ذریعے' کوئی ربانی موجودگی کی مستقل آگاہی کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ اب میں یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی توحید

ظاہر کرتی ہے، کچھ کرنوں کا ذکر کروں گا۔

نوٹ: ربانی شان و شوکت اور عظمت ربانی طاقت کو چھپانے کے لیے عادی اور طبیعی کاروائیوں کی علتوں کی متقاضی ہیں۔ کائنات میں کارفرما حقیقی نمائندہ تمام ابدی مقصود و مطلوب طاقت ہے۔ ربانی توحید اور شان اور اللہ تعالیٰ کی مطلق آزادی اور فضیلت اس کا تقاضا کرتی ہے۔ ابدی شہنشاہ کے اہل کار جو سب کے سب اس کے احکام کو پہنچاتے ہیں (جیسے ہوا فرشتے اور قدرتی وجوہات)' اس کے تعمیل کنندہ نہیں ہیں جن کے ذریعے وہ اپنی شہنشاہیت کو نافذ کرتا ہے بلکہ اس کی شہنشاہیت کے نقیب ہیں اور فرشتوں کے ساتھ اور بطور مالک جہانوں کا پروردگار، منتظم' پالنے والا اور تربیت دینے والا اس کے افعال کے مشاہدہ کرنے اور نگرانی کرنے والے ہیں۔ وہ موجود ہیں کیونکہ وہ طاقت کی شان اور حضوری کی شوکت کو مشہور کرتے ہیں' تاکہ گھٹیا اور ادنیٰ چیز بلاواسطہ اس کی طرف منسوب نہ کی جائیں۔

ایک انسانی بادشاہ کے غیر مشابہ' جو کہ لازمی طور پر کمزور اور طاقت سے محروم ہوتا ہے' اپنے اختیار کو نافذ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اہلکاروں کو استعمال نہیں کرتا۔ اگرچہ ہر ایک چیز بظاہر علت اور نتیجہ کے اصول پر واقع ہوتی ہے' یہ ذہنوں کے سطحی نقطہ نظر اللہ تعالیٰ کی طاقت کی شان کو محفوظ رکھنے کے لیے ہے۔

ایک آئینے کی طرح' ہر ایک چیز کے دو چہرے ہوتے ہیں۔ ایک آشکارا' مادی جہان دکھائی دیتا ہے اور آئینے کے رنگیں چہرے سے مشابہت رکھتا ہے اور مختلف رنگوں اور حالتوں کے جانچنے کا ایک طریقہ ہوسکتا ہے۔ دوسرا چہرہ آئینے کے چمکنے والے چہرے کی طرح ہوتا ہے اور چیزوں کے اندرونی جسم کی طرف دیکھتا ہے اور ان پر مشتمل ہوتا ہے' جہاں ربانی طاقت بلاواسطہ کارروائی کرتی ہے۔

چیزوں کے ظاہری مادی چہرے میں' ایسی صورتیں ہوسکتی ہیں جو بظاہر سب کی مقصود و مطلوب ذات کے کمال اور شان کے خلاف ہوں۔

اس چہرے میں' ربانی طاقت علت اور نتیجے کے اصول کے پس منظر میں کارروائیوں کو ڈھانپ دیتی ہے تاکہ وہ صورتیں علتوں کی طرف منسوب کی جاسکیں۔ لیکن حقیقت میں اور چیزوں کے اندرونی استدادوں کے لحاظ سے ہر ایک چیز خوبصورت اور شفاف ہے۔

یہ مناسب ہے کہ طاقت کا اشتراک چیزوں کے اس استداد کے ساتھ کیا جائے جو اس کی شان کے ناموافق نہیں ہے۔ چنانچہ علتوں کا وظیفہ خالصتاً ظاہر ہے کیونکہ اس استداد کے لحاظ سے وہ کوئی اثر نہیں رکھتیں۔

ظاہری علتوں کی ایک دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگ سطحی طور پر رائے قائم کرنے کا میلان رکھتے ہیں۔ وہ چیزوں اور وقوعات کے متعلق نامناسب گلے اور بے بنیاد اعتراضات اٹھاتے ہیں جن کو وہ ناقابل رضامندی پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو کہ مکمل طور پر منصف ہے' علتوں کو ہستی کے اس عادی استداد میں ایسی چیزوں یا وقوعوں اور اپنے درمیان ایک پردے کے طور پر رکھا ہے تاکہ اسے ایسی

وضاحتوں کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ خامیاں اور غلطیاں جو چیزوں اور واقعات کو ناموافق بناتے ہیں' لازمی طور پر لوگوں میں خود اپنے آپ سے جنم لیتی ہیں۔

اس عمدہ نکتے کی ایک بامعنی مثال یہ ہے: موت کے فرشتے عزرائیل علیہ السلام نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ سے کہا ''تیرے بندے میرے خلاف شکایت کرتے ہیں اور برا مناتے ہیں کیونکہ میں ان کی جانیں نکالتا ہوں''۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ''میں تمہارے اور اپنے درمیان مصائب اور امراض کا پردہ ڈال دوں گا چنانچہ وہ ان کی شکایت کریں گے اور تمہارے خلاف برا نہیں منائیں گے''۔ چنانچہ بیماری ایک پردہ ہے جس کے ساتھ لوگ اس کو منسوب کر سکتے ہیں جو موت کے متعلق ناموافق ہے۔

ظاہر میں کتنی ہی ناموافق' حقیقت میں موت اچھی اور خوبصورت ہے اور اس میں موجود لازمی حسن عزرائیل علیہ السلام کے فرض کی طرف منسوب ہونے کے قابل ہے۔

لیکن حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی ایک بصر' ربانی طاقت کا حجاب ہیں تاکہ لوگ ان کی طرف موت کے وہ پہلو منسوب کریں کہ ان کی سطحی توجیہ ربانی رحمت کے کمال کے ساتھ مصالحت نہیں کرا سکتی ربانی عظمت اور شان اس امر کی متقاضی ہیں کہ علتیں ربانی طاقت کے ہاتھ کو ڈھانپ دیں جبکہ ربانی توحید اور شان وشوکت مطالبہ کرتی ہیں کہ علتیں صحیح اثر سے اپنے ہاتھ کھینچ لیں۔

دوسری شعاع: کائنات کے اس باغ اور دنیا کے اس باغیچے کی طرف دیکھو۔ آسمانوں کے خوبصورت چہرے پر غور کرو جس میں ستارے جڑے ہوئے ہیں۔ ان میں منتشر اور پھیلی ہوئی ہر ایک مخلوق کارساز اور تمام چیزوں کے خالق کے لیے ایک فقید المثال چھاپ تھامے ہوئے ہے۔ ہر ایک جنس ایک شاندار اور ناقابل تقلید مہر تھامے ہوئے ہے' جو تمام کی تمام کامل شان وشوکت والے کارساز کامل خوبصورت خالق کی ملکیت ہیں اور جو دن اور رات اور موسم بہار اور موسم گرما کے صفحات پر مرقوم اور ربانی طاقت کے ہاتھ سے شائع ہوئی ہیں۔ بطور مثال میں چند ایک کا ذکر کرتا ہوں۔

اسٹام یا چھاپ پر غور کرو جو اس نے زندگی پر لگائی: وہ ہر ایک چیز کو ایک چیز سے اور ایک چیز کو کئی چیزوں سے بناتا ہے۔ وہ حیوان کے جسم سے زرخیز کرنے والے نطفے کے حامل سیال مادے اور سادہ پینے کے پانی سے بھی بے شمار ارکان اور نظام بناتا ہے۔ ہر ایک چیز کو ایک چیز سے بنانا یقیناً قادر مطلق کا کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ وہ جو کامل قرینے سے لاتعداد سبزیوں کی اقسام اور حیوانی خوراک کو خاص اجسام میں ہر ایک اور مختلف اجسام والے ارکان کے لیے' ان سے ایک فقید المثال کھال بن کر تمام چیزوں کی شکلوں کو تبدیل کرتا ہے' یقیناً قادر مطلق اور مطلق علیم ذات [*] ہے۔

[*] ان گنت مخلوقات ایک ہی قسم کی خوراک کھاتی ہیں اور ایک ہی عناصر سے مرکب ہوتی ہیں اور پھر بھی ہر ایک کا فقید المثال چہرہ' انگلیوں کے نشانات' کردار' آرزوئیں' احساسات وعلی ھذا القیاس ہوتے ہیں' یہ علیم اور طاقتور خالق کی ہستی اور توحید کا ناقابل تردید ثبوت ہے جس کا مطلق ارادہ ہے اور وہ جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور جس طریقے سے چاہتا ہے کرتا ہے۔

زندگی اور موت کا خالق دنیا کی اس ورکشاپ میں اپنی حکمت کے مطابق زندگی کا انتظام کرتا ہے۔ وہ اپنے تخلیقی احکام کی سلطنت سے صادر ہونے والا ایسا اعجازی قانون استعمال کرتا ہے کہ اسے لاگو اور نافذ کرنا اس کا فقید المثال وظیفہ ہے جو کائنات کو اپنی انتظامی طاقت اور مطلق غیر مشروط اختیار میں تھامے ہوئے ہے۔ چنانچہ اگر تم وہ دماغ اور دل رکھتے ہو جو غور سے دیکھتا ہے' تو تم سمجھ لو گے کہ مکمل آسانی اور سلیقے سے ہر ایک چیز کو ایک چیز سے پیدا کرنا اور مکمل ہم آہنگی اور سلیقے سے ماہرانہ انداز میں کئی چیزوں کی ایک چیز بنانا کارساز حقیقی' ہر ایک چیز کے خالق کی بے نظیر چھاپ یا مہر ہے۔

اگر تم دیکھتے ہو کہ' کپڑے کی پٹی اور دوسرے مواد جیسے ایک ذرہ روئی اور کتان کے ساتھ عجوبہ سازی کرنے والا اس سے کئی غذائیں جیسے حلوہ اور پیسٹریاں بھی بناتا ہے اور اگر تم دیکھتے ہو کہ وہ مہارت سے لوہے اور پتھر' شہد اور مکھن اور پانی اور مٹی میں سے سونا بناتا ہے۔ جسے وہ اپنے ہاتھ میں تھامتا ہے۔ تم خیال کرو گے کہ اس کے پاس ایک خاص فن' کام کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے اور یہ کہ تمام ارضی عناصر اور چیزیں اس کے حکم اور اختیار کے تابع کر دی گئی ہیں۔ سچ مچ زندہ شکلوں میں ربانی طاقت اور حکمت کی تابانی اس مثال سے کہیں زیادہ حیران کن اور تعجب خیز ہے۔

تیسری شعاع: زندہ مخلوقات کو اس ہمیشہ سے متحرک کائنات میں حرکت کرتے ہوئے اور ان گردش کرتے ہوئے اجسام میں دیکھو۔ ہمیشہ سے زندہ اور اپنی ذات کے ساتھ قائم یعنی حی قیوم نے ہر ایک پر کئی مہریں ثبت کر دی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ ایک شخص کائنات کا ایک چھوٹے پیمانہ پر نمونہ ہے اور اس دنیا کے بیج کی طرح تخلیق کے درخت کا پھل۔ کیونکہ ہر ایک شخص اکثر موجودات کی جنسوں کے نمونوں پر مشتمل ہے۔ یہ ایسے ہے گویا کہ ہر زندہ شخص سب سے زیادہ عمدہ اور حساس ترازو کے ساتھ کائنات میں سے کشید کیا ہوا ایک قطرہ ہے۔ اس زندہ مخلوق کو پیدا کرنا اور اس کا آقا ہونا اس امر کا متقاضی ہے کہ خالق کائنات پر مکمل کنٹرول رکھتا ہے۔

کیا تم سمجھ نہیں سکتے کہ شہد کی مکھیوں کے چھتے کو (طاقت کا ایک لفظ) اکثر چیزوں کے لیے ایک قسم کا انڈیکس یا اشاریہ بنانا' انسانیت کے (ایک صفحہ) پر کائنات کے اکثر خدوخال لکھنا' ننھے سے انجیر کے بیج (ایک نقطہ) میں پورے ایک انجیر کے درخت کے پروگرام کو سمونا' اپنے دل میں (ایک حرف) تمام کائنات میں تاباں تمام ربانی ناموں کے کارناموں کی نمائش کرنا' انسانی یادداشت میں قلم بند کرنا' جو مسور کے دانے کے برابر جگہ میں واقع ہے۔ ایک لائبریری کو بھرنے کے لیے کافی تحریریں' کائنات میں تمام واقعات کا مفصل انڈیکس اس میں شامل کرنا سب سے زیادہ یقیناً تمام چیزوں کے خالق اور کائنات کے شاندار آقا کے لیے فقید المثال چھاپ ہے؟

چنانچہ اگر جاندار موجودات کی حضوری کی ایک مہر اپنی روشنی کا مظاہرہ کرتی ہے اور اس ذاتِ

باری تعالیٰ کے نشانوں کو ایسی وضع میں پڑھے جانے کے قابل بناتی ہے تو ان تمام اکٹھی مہروں پر غور و فکر کرو۔ تم کس طرح یہ اعلان نہیں کر سکتے ''اس کی تعریف ہے جو اپنے اعجاز کی تختی سے مخفی ہے''۔

چوتھی شعاع: آسمانوں کے سمندر میں تیرتی ہوئی اور زمین کی سطح پر پھیلی ہوئی تم قسم کی رنگین مخلوقات کو غور سے دیکھو۔ ہر ایک ابدی سورج کے ناقابلِ تقلید دستخطوں کی حامل ہے۔ جس طرح زندگی اور زندہ مخلوقات پر اس کی مہریں عیاں ہیں۔ اسی طرح زندگی بخشنے کے فعل پر اس کے دستخط ہیں۔ جیسا کہ مقابلے شاندار معانی کو زیادہ آسانی سے سمجھے جانے والے بناتے ہیں۔ میں ایک مناسب مقابلہ یا تقابل پیش کرتا ہوں۔

سورج پر غور کرو۔ سیاروں سے لے کر پانی کے قطروں اور چمکتے ہوئے برف کے گالوں' سورج کی تصویر اور عکس سے دستخط' سورج کے ساتھ خاص ایک روشن کام (اثر) تک نمایاں ہے۔ اگر تم ان ننھے سے سورجوں کو ان لاتعداد چیزوں میں سورج کے عکس کی تابانیاں تسلیم نہیں کرتے تو تمہیں اس بے سروپا بیان کو ضرور تسلیم کر لینا چاہیے کہ ایک سچ مچ کا سورج ان چیزوں میں موجود ہے۔

بالکل اسی طریقے سے' ابدی سورج کی تابانیوں کے درمیان سے زندگی بخشنے کے لحاظ سے' اس ذاتِ باری تعالیٰ نے ہر ایک زندہ مخلوق میں ایسا ایک نشان یا دستخط رکھا ہے۔ خواہ تمام علتیں اکٹھی آ جاتیں اور ہر ایک جو یہ چاہتی ہے' کرنے کے قابل آزاد کارندہ ہوتی' تو وہ اس دستخط کی نقل نہ کر سکتیں۔ زندہ مخلوقات (ربانی طاقت کے معجزات) میں سے ہر ایک ربانی اسماء کی تابانیوں کے لیے مرکزی شعاع کا نقطہ ہے جو ابدی سورج کی کرنوں کی طرح ہیں۔

اس لیے اگر حیرت انگیز فن کی نقش کاری حکمت کی وہ عمدہ ترتیب' زندہ مخلوقات کی ظاہر کردہ یکتائی کے راز کی اس تابنا کی کو ایک اور ہمیشہ سے مقصود و مطلوب ذات کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب مکمل گواہی اور توہم میں مبتلا ہونا ہے۔

مثال کے طور پر' اس کا مطلب ہر زندہ مخلوق کو ایک لامتناہی طاقت' جامع علم اور مطلق ارادہ بخشنا ہے۔ جس سے وہ تمام کائنات پر حکومت کرے۔ القصہ ہر ایک کے پاس تمام ابدی صفات ہوں گی جو لازمی ہستی باری تعالیٰ کے لیے فقید المثال ہیں۔ اس طرح سے' اس چیز کے ہر ایک ذرے کو ربانی ہونا پڑے گا کیونکہ ہر ذرے کو خاص طور پر بیجوں کو' ایک ایسی خاصیت یا خواص دیئے جاتے ہیں کہ وہ بالکل اس کے مطابق مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ ایسے ہے گویا کہ وہ بلا واسطہ پوری جنس کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔ جس کے ساتھ اس سے بڑھنے والی مخلوق تعلق رکھتی ہے کیونکہ ایک بیج اس طرح سے عمل کرتا دکھائی دیتا ہے کہ یہ ٹھیک ٹھیک اس جگہ کاشت کیا جاتا ہے جو اس کی جنس کے تواتر اور جنس کی گھاس لگانے کے لیے مناسب ہو۔

ہم یہاں تک کہہ سکتے ہیں کہ بیج ایک مقام حاصل کر لیتا ہے تاکہ زندہ مخلوق تمام دوسری مخلوقات کے ساتھ اپنی کارروائیاں اور تعلقات جاری رکھے جس کے ساتھ یہ اپنی ضروری غذا لینے کے لیے وابستہ ہے۔ پھر اگر وہ بیج یا ذرہ مطلق طاقتور ہستی کے تحت عمل نہیں کرتا اور اس کا رابطہ اس ہستی سے کاٹ دیا جاتا ہے' اسے ایک ایسی آنکھ حاصل کرنا پڑے گی جس کے ساتھ یہ تمام چیزوں کو دیکھے اور ایک ایسا شعور جو تمام چیزوں کا احاطہ کیے ہوئے ہو۔

القصہ' اگر پانی کے قطروں' شیشے کے ٹکڑوں اور رنگ برنگے پھولوں میں سورج کی تصویروں یا عکسوں کو سورج کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا تو ہمیں لاتعداد سورجوں کے وجود کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ یہ ایک ناقابلِ تصور وہم ہے۔ اسی طرح اگر ہر ایک چیز' جو وجود رکھتی ہے' قادر مطلق ہستی کی طرف منسوب نہیں کی جاتی تو ہمیں کائنات میں اتنے زیادہ دیوتاؤں کو تسلیم کرنا پڑے گا جتنے کہ ذرات ہیں۔ ایسا خیال واضح طور پر قابلِ تقسیم نہیں ہے۔

تو پھر' خلاصہ کے طور پر' ہر ذرے کی توحید اور لازمی ہستی کے ابدی سورج کی روشنی کی طرف کھلتی ہوئی تین کھڑکیاں ہیں۔

پہلی کھڑکی: ایک سپاہی فوج کی تمام سطحوں پر تعلقات' ان تعلقات کے مطابق فرائض اور ان فرائض اور فوج کے قواعد کے مطابق افعال رکھتا ہے۔ یہی معاملہ تمہارے جسم میں ہر ذرے کے ساتھ ہے۔ مثال کے طور پر' تمہاری آنکھ کی پتلی کا ذرہ یہی تعلقات اور فرائض تمہاری آنکھوں' سر' پیداوار جدید کشش اور شکست' نسوں اور شریانوں اور موٹر اور حسی رگوں کے ساتھ' جو تمہارے خون کو گردش دیتی اور تمہارے جسم کو چلاتی ہیں۔ اور تمہارے باقی جسم کے ساتھ رکھتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ ہر جسمانی ذرہ ایک ابدی اور قادرِ مطلق ذات کا کام اور اس کے حکم کے تحت عمل کرتا ہے۔

دوسری کھڑکی: ایک ہوا کا مالیکیول یا سالمہ کسی پھول یا پھل کے اندر دیکھ' داخل' اور عمل کر سکتا ہے۔ اگر یہ قادر مطلق ذات کے زیرنگیں اور اس کے حکم کے تحت کام نہ کر رہا ہوتا تو اسے تمام پھولوں اور پھلوں کے تمام نظاموں اور ڈھانچوں کو اور ان کی تشکیل کو ان کی محیطی لائنوں تک جاننا پڑتا۔ چنانچہ وہ سالمہ ربانی توحید کی روشنی کی کرن کو سورج کی مانند ظاہر کرتا ہے۔ یہ روشنی' زمین اور پانی کے بارے میں درست ہے۔ سائنس بتلاتی ہے کہ چیزوں کے اصلی مصادر ہائیڈروجن' آکسیجن' کاربن اور نائٹروجن ہیں۔ یہ سب زمین' ہوا' پانی اور روشنی کے اجزائے ترکیبی ہیں۔

تیسری کھڑکی: پھول اور پھل دینے والے پودوں کے بیج کاربن' نائٹروجن اور آکسیجن سے مرکب ہوتے ہیں۔ ان کے درمیان واحد فرق ان کے پیشرو کا پروگرام ہے جسے ربانی تقدیر نے ان میں

ودیعت کر رکھا ہے۔ اگر ہم مٹی سے بھرے ہوئے برتن کو مختلف اقسام کے بیجوں سے بھریں جو مخصوص یا خاص عناصر سے مرکب ہو تو ہر ایک پودا حیران کن صورت، شکل اور حیرت انگیز ارکان کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اگر یہ ذرات اس خدا کے زیر نگیں اور اس کے حکم کے تابع نہ کیے جاتے جو ہر ایک چیز کو اس کے خدوخال، ڈھانچوں، زندگی کے ادوار اور اس کی شرائط کے ساتھ جانتا ہے، اس خدا کو جو ہر ایک چیز کو مناسب وجود اور وہ سب کچھ بخشتا ہے جس کا وہ محتاج ہے اور جس کی طاقت کے تحت، بغیر مزاحمت کے ہر چیز ہے تو مندرجہ ذیل نتائج سے اجتناب نہیں کیا جاسکتا۔

- مٹی کے ہر ایک ذرے کو اپنے اندر ناقابل لحاظ فیکٹریوں کو، جو تمام پودوں کی آئندہ زندگیوں کو مقرر کرتی ہیں اور اتنی تعداد میں ورکشاپوں کو جو پھول اور پھل والے پودوں کے برابر ہیں، سمونا ہوگا۔ تاکہ ہر ایک ان مختلف مخلوقات کا منبع ہو سکے۔ یہ مت بھولو کہ ہر ایک پودا شکل، ذائقہ، رنگ اور ارکان میں مختلف ہے۔
- ہر ایک پودے کو ایک جامع علم رکھنا پڑے گا اور اپنے آپ کو بنانے کے قابل ہونا ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں، اگر کسی مخلوق کا تعلق اللہ تعالیٰ سے کاٹ دیا جائے تو تمہیں مٹی کے ذرات کی تعداد کے برابر دیوتاؤں کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ یہ لازمی ہے۔

تاہم جب تم تسلیم کرتے ہو کہ تمام ذرات قادر وعلیم خداوند کریم کے حکم کے تحت کام کر رہے ہیں، تو ہر ایک چیز بڑی آسان ہو جاتی ہے۔ بادشاہ کے نام پر اور اس کی طاقت پر بھروسہ اور انحصار کرنے سے، ایک عام سپاہی پوری قوم کو ترکِ وطن پر مجبور کر سکتا ہے۔ دو سمندروں سے (ان کے درمیان نہر بنا کر) مل سکتا ہے یا ایک دوسرے بادشاہ کو قابو کر سکتا ہے۔ اسی نہج پر، ابدی بادشاہ کے حکم اور اذن سے، ایک مکھی ایک ظالم کو قتل کر سکتی ہے۔ ایک چیونٹی ایک دوسرے ظالم کے محل کو تباہ کر سکتی ہے۔ اور ایک انجیر کا بیج ایک انجیر کے درخت کا بوجھ سہار سکتا ہے[⊛]۔

ہر ایک ایٹم یا ذرہ کارسازِ حقیقی کے وجود اور اس کی توحید پر مزید سچے گواہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس کی مطلق بے بسی کے باوجود ہر ایک ایٹم کئی اہم فرائض ادا کرتا ہے۔ اپنے بے جان ہونے کے باوجود، ہر ایک ایٹم، عالمگیر دستور کے مطابق عمل کر کے، ایک عالمگیر شعور کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس طرح سے ہر ایک ایٹم، اپنی ناطاقتی کے ذریعے، کائنات کے نظام کے مطابق عمل کر کے مطلق ذاتِ باری تعالیٰ کے لازمی وجود اور اس کی توحید کی تصدیق کرتا ہے۔

⊛ ایک مکھی یا مچھر نے نمرود کی ناک میں داخل ہو کر اور اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے جان سے مارنے کا سبب بنا اور چیونٹیوں نے فرعون کا محل تباہ کیا۔

ہر ایک زندہ مخلوق اپنے یہ دو نشانات بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے کہ وہ ذات پاک ایک ہے اور ابدی طور پر ہر ایک کی مقصود و مطلوب ہے۔ ہر ایک کے اندر ربانی توحید کی مہر اور اس کی ابدی طور پر ہر ایک کے مقصود و مطلوب ہونے کی چھاپ ہے کیونکہ ہر ایک زندہ مخلوق اپنے آئینے میں سے کائنات کے اکثر حصوں میں تاباں ربانی اسماء یا ناموں کو منعکس کرتی ہے۔ ایک مرکزی نقطے کی طرح یہ عظیم ربانی اسماء میں سے دو الحئی اور القیوم کے جلووں کو منعکس کرتی ہے۔ چونکہ یہ الحئی یعنی زندگی عطا کرنے والے نام کے پردے کے پیچھے ربانی جوہر کی توحید کے مظاہرے کو منعکس کرتی ہے۔ یہ ربانی توحید کی چھاپ رکھتی ہے۔

پھر ملاحظہ ہو' چونکہ ایک زندہ مخلوق کائنات کی چھوٹی تصویر اور تخلیق کے درخت کے پھل کی طرح ہے۔ اس کی نا ختم ہونے والی ضرورتوں کی آسان تسکین ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کا مقصود و مطلوب ہے۔ دوسرے الفاظ میں' مخلوق کا ایک مالک ہے جو اس سے متعلق ہے اور ہمیشہ اس کی نگہداشت کرتا ہے۔ ایسی تشویش اور نگہداشت اس کے لیے دنیا کی کسی بھی چیز سے زیادہ قیمتی ہے۔

ہر چیز کے خلاف اللہ تعالیٰ کی کسی چیز کی نگہداشت کافی ہے جبکہ تمام چیزیں (خواہ ان کو رسی سے باندھ دیا گیا ہو) اللہ تعالیٰ کے خلاف ایک چیز کے لیے کافی نہیں ہوسکتیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام چیزوں کے مالک کو کسی چیز کی حاجت نہیں اور یہ کہ ان کی حاجات کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کی دولت کو ختم نہیں کرتا اور یہ کہ باری تعالیٰ کی طاقت کے سامنے کوئی چیز مشکل نہیں۔ یہ اس کے ہر ایک کے مقصود و مطلوب ہونے کی ایک قسم کی چھاپ ہے۔ زندگی کی زبان کے ذریعے ہر ایک زندہ مخلوق یہ تلاوت کرتی ہے۔ کہو' "وہ اللہ یکتا ہے۔ وہ ہر ایک کا مقصود و مطلوب ہے"۔ (الاخلاص:112:1-2)

دوسری اہم کھڑکیاں یا کھلی جگہیں ہیں۔ میں ان کا اختصار سے تذکرہ کروں گا۔ یہ دیکھ کر کہ ہر ایک ایٹم لازمی موجود ذات کے لیے تین کھڑکیاں کھولتا ہے اور یہ کہ زندگی دو دروازے کھولتی ہے۔ غور کرو کہ کس طرح تمام مخلوقات کی سطحیں علیم و خبیر ذات کے لیے روشنی کی شعاعیں دیتی ہیں۔ اس کے ذریعے تم اللہ تعالیٰ کے علم میں ترقی کے درجوں اور اس کے ذریعے حاصل شدہ امن کے رتبوں کو سمجھ سکتے ہو۔

پانچویں شعاع: ایک کتاب کو ہاتھ سے لکھنے کے لیے ایک قلم کافی ہے۔ البتہ اسے چھاپنے کے لیے' ہر ایک صفحے کے لیے دھات کے سینکڑوں قلموں کا ضرور انتظام کرنا چاہیے۔ مزید برآں' اگر کتاب کے زیادہ حصے کو انتہائی عمدہ دستی تحریر جیسے ٹائپ میں خاص حروف میں جیسا کہ سورۂ یٰسین کے

ابتدائی دو حروف ''یا'' اور ''سین'' میں لکھے جاسکتے ہیں (اور لکھے جاتے رہے ہیں) نقش کیا جاتا ہو تو چھوٹے قلم ضروری ہیں۔ اسی طرح سے اگر تم تسلیم کرو کہ کائنات کی یہ کتاب اس ہستی کی ملکیت ہے جس نے اسے اپنی طاقت کے قلم سے لکھا ہے' تو تم اتنے آسان راستے پر چلو گے جتنا کہ ضروری اور ناگزیر ہے۔ لیکن اگر تم اسے اتفاق اور فطرت کی طرف منسوب کرو گے تو تم ایسے مشکل راستے پر چلو گے جو ناممکن ہونے کی طرح سخت ہوگا اور توہم پرستی کے ساتھ اتنا پہیلی بجھوانے کی طرح ہوگا کہ سب سے زیادہ وہمی ذہن تک بھی اسے تسلیم نہیں کرے گا۔

یہ دعویٰ کہ فطرت از خود پیدا ہوتی ہے' کا مطلب ہے ہر مٹی کا ایٹم' پانی کا قطرہ اور ہوا کا سالمہ اپنے اندر لاکھوں چھاپنے کی مشینیں اور لامحدود غیر مادی فیکٹریوں (فطرت میں تمام چیزوں کی جانوں کو مقرر کرنے کی تقدیر کے قائم مقام بنانے) کو سموئے ہوئے ہے تاکہ فطرت پھولدار اور پھلدار کو وجود میں لائے (اور ان کی جانوں پر حکومت کرے) یا پھر ایک جامع علم اور ہر ایک ہوا' پانی اور مٹی کے ایٹم کو ہر کام کرنے کے قابل ایک طاقت ہو تاکہ فطرت حقیقی طور پر اپنی تخلیق کر سکے۔

اکثر پودے کسی بھی مٹی میں نشوونما پاسکتے ہیں اگر کافی پانی اور ہوا ہو لیکن ان کی بناوٹ اور ساخت اتنی باقاعدہ' متوازن اور خوش سلیقہ ہے اور ان کی شکلیں اتنی بے مثال ہیں کہ ہر ایک کے لیے ایک خاص فیکٹری یا پرنٹنگ مشین ضروری ہوگی۔ اس لیے' اپنے آپ کو تخلیق کرنے کے لیے ہر ایک چیز کو بنانے کے لیے فطرت کو ایک مخصوص مشین کی ضرورت ہوگی۔ ایسے لوگوں کو تلاش کرنا جو ایسی وہم پرستی کو تسلیم کریں' بہت مشکل ہے۔

القصہ' کتاب کا ہر ایک حرف صرف ایک حرف ہونے تک اور اپنے وجود اور معنی کے ایک پہلو تک اپنی طرف اشارہ کرتا ہے۔ تاہم یہ اپنے لکھنے والے کو بیان کرتا ہے اور اسے کئی طریقوں سے دکھاتا ہے۔ مثال کے طور پر ''وہ جس نے مجھے تحریر کیا' عمدہ قلم کاری رکھتا ہے۔ اس کا قلم سرخ ہے''۔ اسی طریقے سے' کائنات کی اس وسیع کتاب کا ہر ایک حرف اپنے سائز اور صورت کی حد تک اپنی طرف اشارہ کرتا ہے لیکن ابدی ڈیزائنر کے اسماء یا ناموں کو اتنا واضح طور پر جتنا کہ ایک قصیدہ بیان کرتا ہے' اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے نامون کو اپنی شہادت کی انگلیوں (اپنی خوبیوں) کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ چنانچہ کوئی شخص یہاں تک کہ بے وقوف سوفسطائی بھی جو خود اپنا اور کائنات کا انکار کرتے ہیں' شاندار کارساز کا انکار نہیں کر سکتے۔

چھٹی شعاع: بالکل اسی طرح جس طرح شان وشوکت والے خالق نے اپنی توحید کی چھاپ اپنی مخلوقات کی پیشانیوں پر لگائی ہے' اسی نے سب سے زیادہ مرئی وضع میں تمام جنسوں پر اور تمام مخلوقات کی تمام سلطنتوں پر اپنی توحید کی مہریں ثبت کی ہیں اور تمام دنیا پر اپنی یکتائی کے دستخط ثبت

کیے ہیں۔ آؤ ہم ان میں سے موسم بہار میں زمین کی سطح پر ثبت کی ہوئی ایک مہر کو دیکھیں۔ ربانی توحید کی یہ مہر اتنی واضح اور تاباں ہے جتنا کہ موسم بہار جس کے دوران ابدی ڈیزائنر انگنت پودوں اور حیوانات کی جنسوں کو مکمل امتیاز اور تخصیص کے ساتھ لامحدود خلط ملط اور الجھاؤ کے درمیان مکمل سلیقے اور تنہائی کے ساتھ دوبارہ زندہ کرتا ہے۔

کیا یہ تصور کرنا اتنا مشکل ہے کہ موسمِ بہار میں مردہ زمین کو زندگی اور تازگی دینا' مکمل باقاعدگی کے ساتھ زندہ کرنے کے اَن گنت نمونے دکھانا اور بغیر خامی اور بھول اور غلطی اور کمی کے لاتعداد جنسوں کے انفرادی ارکان کو زمین کی سطح پر تحریر کرنا اور سب سے زیادہ متوازن اور کافی متناسب' خوش سلیقہ اور کامل طور طریقے سے اس صاحبِ شان وشوکت' کامل' قادرِ مطلق اور صاحبِ فضل وحسن ہستی کے نزدیک ایک بے نظیر مہر ہے جو بے انتہا طاقت کی مالک' جامع علم رکھنے والی اور کائنات پر حکومت کرنے کے قابل ارادے کی مالک ہے؟

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار کو دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ یقیناً یہ ہستی مردوں کو ضرور زندہ کرے گی اور وہ تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ (الروم:50:30)

مردوں کو زندہ کرنا تخلیق کرنے والی طاقت کے لیے ایک ایسا سادہ معاملہ ہے کہ چند دنوں کے اندر زمین کو تیز کرنے سے اس کی بے شمار مثالیں دیتا ہے۔ مثال کے طور پر' کیا یہ مناسب ہے کہ ایک معجزہ سازی کرنے والی ذات سے کہا جائے' جو ایک اشارے پر' کوہِ عرفات پر چڑھاتی ہے آیا تمہارے راستے میں حائل ایک چٹان کو ہٹا سکتی ہے؟ اسی طریقے سے' کیا یہ مناسب ہے کہ (ایک طریقے سے جہاں شک کا مفہوم نکلتا ہو) حکیم' قادر' رؤف اور رحیم ذات کو' جس نے آسمانوں' زمین اور پہاڑوں کو چھ دن میں پیدا کیا اور جو انہیں مسلسل بھرتا اور خالی کرتا ہے' یہ کہا جائے' کیا تم ہمارے اوپر سے مٹی کی تہہ کو' جو تمہارے دوام کی طرف تیار کردہ اور لگائی گئی بڑی دعوت کی طرف ہمارے راستے کو بند کرتی ہے' ہٹا سکتے ہو؟ کیا تم اسے ہموار کر سکتے ہو اور ہمیں اس کے پار جانے دے سکتے ہو؟

یقیناً تم زمین کی سطح پر ربانی توحید کی چھاپ دیکھ چکے ہو۔ موسم بہار کے دوران سب سے زیادہ حکمت والے' دور اندیش اور زبردست ربانی ذات کی کارروائیوں میں زمین کی سطح پر ایک ربانی مہر صاف طور پر نظر آتی ہے۔ یہ سرگرمی مطلق طور پر وسیع' تیز رفتار' دریا دل یا فیاضی ہے اور مطلق سلیقے سے کی جاتی ہے۔ اسے' جو کہ فن کا سب سے زیادہ مکمل حسن ہے' تخلیق کی سب سے زیادہ مکمل شکل میں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ صرف وہ جس کے پاس لامحدود علم اور بے حد طاقت ہے' ایسی مہر کا

مالک ہوسکتا ہے۔ وہ مہر اس ذات کی ملکیت ہے جو اگرچہ کہیں نہیں ہے' لیکن ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں اور اس کے لیے مشکل نہیں۔ اس کی طاقت کے لحاظ سے' ذرات اور ستارے برابر ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سخاوت و فیاضی والی مشفق ذات والے کے باغ میں' میں نے (انگور کے) گچھے جو انگور کی بیل سے لٹک رہے تھے' گنے۔ میں نے اسے اس کے معجزات کے گچھوں کے درمیان (سیب وغیرہ کے) بیج کی طرح دیکھا۔ ایک سو چپن گچھے تھے اور ایک گچھے میں تقریباً ایک سو بیس انگور کے دانے تھے۔ میں نے سوچا اگر یہ انگور کی بیل ٹونٹی ہوتی جس میں سے شہد ملا پانی لگاتار بہتا' صرف اسی وقت اس گرمی میں گچھوں کے لیے پانی کافی ہوتا جس پر رحمت کے شربت کے سینکڑوں چھوٹے چھوٹے پمپ لٹکتے ہیں لیکن یہ انگور کی بیل صرف تھوڑی نمی کے ساتھ تھوڑے سے پانی سے انتظام کر لیتی ہے۔ جسے یہ وقتاً فوقتاً حاصل کرتی ہے۔ اس لیے وہ ذات' جو یہ کرتی ہے' ضرور تمام چیزوں پر غالب ہوگی۔ تعریف اس ذات کی ہے جس کے کارنامے پر ذہن حیران ہو جاتے ہیں۔

ساتویں شعاع: تھوڑی سی توجہ اور کوشش سے تم زمین کی سطح پر ہمیشہ کے لیے سب کے مطلوب کی مہروں کو دیکھ سکتے ہو۔ جب تم کائنات کی عظیم کتاب کو دیکھنے کے لیے اپنا سر اٹھاؤ گے' تو تم اس پر اللہ تعالیٰ کی توحید کی مہر کو اتنا بڑا اور صاف جتنی کہ یہ ہے' دیکھو گے۔ ایک فیکٹری کے اجزائے ترکیبی یا ایک محل کے تعمیر کے بلاکوں کی طرح تمام مخلوقات۔ مکمل سلیقے سے۔ ایک دوسرے کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اکٹھے ایک دوسرے کی حمایت' مدد اور کام کرتے ہیں۔ اجتماعی کوششیں زندہ مخلوقات کی خدمت کرتی ہیں۔ باہمی تعاون سے ایک منزل مقصود کی طرف وہ حکمت والے منتظم کی اطاعت کرتے ہیں۔ باہمی امداد کے اصول پر عمل کر کے' جو پوری کائنات میں نافذ ہے' وہ غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لیے یہ مظاہرہ کرتے ہیں کہ وہ اکیلی ذاتِ باری کی طاقت' سب سے زیادہ فیاض اور پالنے والے کے ذریعے اور اکیلے سب سے زیادہ حکمت والے منتظم کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

ایسی باہمی حمایت اور مدد' ایک دوسرے کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی' قریبی تعاون' اطاعت' تابعداری' اور نظم و ضبط اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ تمام مخلوقات کا واحد منتظم کی تنظیم اور اکیلے نشو و نما کرنے والے کی ہدایت کے ذریعے انتظام کیا جاتا ہے۔ مزید برآں عالمگیر حکمت میں شامل عالمگیر فضل ربی اور خیر جو چیزوں کی پر معنی تخلیق میں صریحاً ظاہر ہے اور اس کی رحمت کی متقاضی تمام زندہ مخلوقات کو کھلانے کے لیے جامع رحمت جو فضل ربی اور عالمگیر خوراک سے ظاہر ہے' اتنی تابناک ربانی توحید کی مہر کی تشکیل کرتی ہیں کہ کوئی بھی دور اندیش اور غور و فکر والا اسے دیکھتا اور سمجھتا ہے۔

حکمت کا سوت نیت' ادراک اور ارادہ ظاہر کرتے ہوئے کائنات کو ڈھانپ لیتا ہے' فضل ربی

اور جالی کا پردہ لطف' زینت' سجاوٹ اور شفقت دکھاتے ہوئے اس کے اوپر رکھا جاتا ہے۔ اس کے اوپر رحم کی قبا پھیلا دی جاتی ہے جو معلوم اور محبوب مخلوق کے ارادے پر شعاعیں ڈالتی ہے اور کائنات کو ملفوف کرتے ہوئے الطاف اور تحائف کے ساتھ مہربانی کرتے ہوئے اور اس کے اوپر تمام مخلوقات کی کفالت کرتے ہوئے خوراک کا دسترخوان بچھایا جاتا ہے جو آقا کی عنایت' عطا' خیر خواہی' مکمل توجہ' مناسب تربیت' کرم اور شفقت کا مظاہرہ کرتی ہے۔ یہ سب کچھ صاف طور پر اس رحمان کی ذات کو ظاہر کرتا ہے جو حکیم' کریم' مشفق اور رزاق ہے۔

کیا ہر ایک چیز کو خوراک کی ضرورت ہے؟ ہاں ان کو ضرورت ہے۔ زندہ رہنے کے لیے خوراک کی محتاج ایک انفرادی مخلوق کی طرح' تمام مخلوقات' خاص طور پر زندہ مخلوقات' خواہ عالمگیر ہوں یا مخصوص۔ مجموعی طور پر ہوں یا جزوی طور پر کے کئی مادی اور غیر مادی مطالبے اور ضرورتیں ہوتی ہیں۔ انہیں ضرور پورا کیا جانا چاہیے۔ اگر انہیں زندگی جاری رکھنی ہے اگرچہ خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی حاجت بھی پوری نہیں کر سکتے' ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی تمام ضروریات ایک غیر متوقع طریقے سے اور ایک غیر متوقع ماخذ سے مکمل سلیقے سے اور مناسب وقت پر مکمل حکمت کے ساتھ پوری کی جاتی ہیں۔ کیا یہ امر صاف صاف حکیم اور شان و شوکت والے مربی اور لطف فراہم کرنے والے کامل مشفق کی طرف دلالت نہیں کرتا؟

آٹھویں شعاع: کھیت میں بوئے ہوئے بیج یہ بتلاتے ہیں کہ کھیت اور بیج اس کی ملکیت ہیں جو دونوں کا مالک ہے۔ اسی طرح سے بنیادی عناصر (مثلاً ہوا' پانی اور مٹی) اپنی سادگی اور یکسانیت کے باوجود عالمگیر اور حاضر و ناظر ہیں۔ پودے اور حیوانات بھی' جو رحمت اور طاقت کے معجزات اور حکمت کے الفاظ ہیں۔ باوجود اپنی لازمی فطرت اور زندگی کی آمنے سامنے مختلف حالتوں کے ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ یہ امر ظاہر کرتا ہے کہ وہ تنہا معجزہ ساز کارساز کی ملکیت ہیں اور یہ کہ ہر پھول' پھل اور جانور اس کارساز کی ایک چھاپ' ایک مہر اور ایک دستخط ہے۔

محل وقوع کے لحاظ کے بغیر' ہر ایک اپنی ہستی کی زبان میں کہتا ہے "اس نے جس کی چھاپ کا میں حامل ہوں' اس محل وقوع کو بھی بنایا ہے۔ اس نے جس کی مہر کا میں حامل ہوں' اس جگہ کو بھی بطور خطاب تخلیق کیا ہے۔ اس نے جس کے دستخط کی میں نشاندہی کرتا ہوں' اس زمین کے تانے بانے کو بھی بنا"۔

صرف وہ جو تمام عناصر کو اپنی طاقت کی گرفت میں تھامے ہوئے ہے' مخلوقات میں سے چھوٹی سے چھوٹی مخلوقات کا مالک بن سکتا ہے اور انہیں سہارا دے سکتا ہے اور ان میں سے سادہ ترین پر حکومت کر سکتا ہے۔

دوسرے افراد کے ساتھ مشابہت کی زبان میں' ہر ایک مخلوق کہتی ہے "صرف وہ جو میری جنس کا مالک ہے' میرا مالک ہو سکتا ہے"۔ دوسری جنسوں کے ساتھ زمین کی سطح پر پھیلنے والی زبان میں' ہر ایک جنس کہتی ہے "صرف وہ جو زمین کی سطح کا مالک ہو سکتا ہے' دوسرے سیاروں اور اس کے آسمانوں

سے باہمی تعلقات کے ساتھ' سورج کے ساتھ وابستہ ہونے کی زبان میں' زمین کہتی ہے ''صرف وہ جو ان تمام کا مالک ہے' میرا مالک ہوسکتا ہے''۔ فرض کرو کہ سیب سمجھ دار ہوتے اور کسی نے ان میں سے ایک کو کہا ہوتا ''تم میرے فن کا کارنامہ ہو''۔ سیب پکار اٹھتا ''خاموش ہو جاؤ۔ اگر تم زمین پر تمام سیبوں کو بناتے' بلکہ اگر تم زمین پر تمام ثمر آور درختوں اور رحمان کے ان تمام تحفوں کے مالک ہوتے جو رحمت کے خزانے سے چلتے ہیں' صرف تب تم اپنی حکومت کا مجھ پر دعویٰ کر سکتے تھے''۔

نویں شعاع: مکمل کوائف اور ان کے حصوں' آفاقی صداقتوں اور امورِ مسلمہ پر کچھ مہروں' چھاپوں اور دستخطوں اور امور مسلمہ' دنیا' زندگی' زندہ مخلوقات اور زندگی عطا کرنے کی نشاندہی کرنے کے بعد' میں جنسوں پر لامحدود چھاپوں کی طرف اشارہ کروں گا۔

چونکہ ایک درخت کے انگنت پھلوں کا دارومدار ایک مرکز سے نشوونما کے ایک قانون پر ہوتا ہے' ان کو اٹھانا اتنا آسان اور سستا ہوتا ہے جتنا کہ ایک پھل کو۔ دوسرے الفاظ میں کثیر العناصر مراکز اکیلے پھل کے لیے اتنی زیادہ مشکل' خرچ اور ساز وسامان کے متقاضی ہوں گے جتنا کہ ایک پورے درخت کے لیے کیونکہ ایک سپاہی کو ایک پوری فوج کے لیے تمام فیکٹریاں درکار ہوں گی۔ پہلا معاملہ توحید کے ایک مرکز سے تمام جنسوں کے تخلیق کرنے کی غیر معمولی آسانی کی تشریح کرتا ہے۔ دوسرا معاملہ ناممکن اور انگنت مشکلات کو ظاہر کرتا ہے جو اگر تخلیق کا دارومدار کثیر العناصر مراکز پر ہوتا تو پیدا ہوتیں۔

اس لیے' مختصراً ایک جنس کے ارکان اور قبیلے کے گروہوں کے درمیان بنیادی ارکان میں میل ملاپ اور مشابہت یہ ثابت کرتی ہے کہ وہ ایک ہی کارساز کے کارنامے ہیں۔ کیونکہ ایک ہی قلم سے ان کی نقش کاری کی گئی ہے اور وہ ایک ہی چھاپ کے حامل ہیں۔ ان کی تخلیق کی مطلق آسانی' جو انہیں ضروری اور ناگزیر بناتی ہے' اس امر کی متقاضی ہے کہ وہ ایک ہی کارساز کا کارنامہ ہیں۔ ورنہ بعد میں آنے والی مشکلات اس قبیلے اور اس جنس کے عدم کا فتویٰ دیں گی۔

یہ امر واقعی ہے کہ ہر ایک چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا تمام چیزوں کو اتنا آسان بنا دیتا ہے جتنا کہ ایک چیز کو جب علتوں کی طرف منسوب کیا جائے تو ایک چیز ناممکن طور پر مشکل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ کائنات میں نظر آنے والے غیر معمولی کم خرچی اور آسانی اور نہ ختم ہونے والی کثرت صاف طور پر توحید کی چھاپ دکھاتی ہیں۔ اگر یہ کثیر اور سستے پھل توحید والی ذات پر دلالت نہیں کرتے تو ہم ایک انار بھی نہیں خرید سکتے خواہ ہم بدلے میں دنیا بھی دے دیتے۔ ہم کیسے مختلف عالمگیر عناصر (جیسے مٹی' ہوا' پانی' سورج کی روشنی اور حرارت) اور بیج کے بامقصد اور باخبر تعاون کی قیمت ادا کر سکتے ہیں؟ ایک انار یا کسی دوسرے پھل کی قیمت تمام کائنات ہے۔

دسویں شعاع: بالکل اسی طرح جس طرح زندگی' ربانی لطف وکرم کا اظہار کرتی ہے' ایک دلیل اور

ربانی توحید کے لیے ایک ثبوت ہے۔ حتیٰ کہ ربانی توحید اور موت کا' جو ربانی شان وشوکت کا مظاہرہ کرتی ہے' اسی طرح ایک قسم کا مظاہرہ ہے اور ربانی یکتائی کے لیے ایک دلیل اور ثبوت ہے ●۔

اس پر غور کرو: بہت بڑے دریا پر بلبلے' سورج کی تصویر اور روشنی کو اسی طرح منعکس کرتے ہیں جس طرح سطح زمین پر جھلملاتے شفاف اجسام کرتے ہیں۔ دونوں سورج کی موجودگی کی شہادت دیتے ہیں۔ اگرچہ بعض اوقات بلبلے غائب ہو جاتے ہیں۔ (جیسے کہ پل کے نیچے سے گزرتے ہوئے)' تو بعد میں آنے والے بلبلوں کے غول سورج کے عکس کو چمکانا جاری رکھتے ہیں اور اس کی روشنی دکھاتے ہیں' یہ امر ثابت کرتا ہے کہ سورج کی چھوٹی تصویریں' جو ظاہر ہوتی ہیں' غائب ہو جاتی ہیں اور پھر ظاہر ہوتی ہیں' ایک پائیدار' دائمی اور اکیلے سورج کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو اپنے آپ کو اوپر سے روشن کرنا جاری رکھتا ہے۔ چنانچہ وہ چمکنے والے بلبلے سورج کے وجود کو ثابت کرتے ہیں اور ان کے غائب ہونے اور ختم ہونے کے ذریعے اس کے جاری رہنے اور اس کی توحید کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

اسی طریقے سے مسلسل بے ثباتی میں ان مخلوقات کا وجود اور ان کی زندگی لازمی موجود ہستی کے ضروری وجود اور یکتائی نیز ان کے سڑنے گلنے اور مرنے کے ذریعے ذاتِ باری تعالیٰ کی توحید' ابدیت اور ثبات کی تصدیق کرتے ہیں۔ خوبصورت اور نازک مخلوقات جن کی تجدید اور نئی بھرتی کی جاتی ہے' دن اور رات' موسم گرما اور موسم سرما کے بدلنے اور صدیوں اور زمانوں کے گزرنے سے' ہستی' توحید اور ایک ارفع اور ابدی ذات کے ثبات کو ظاہر کرتی ہیں۔ اسی طریقے سے' ان کی زندگیوں کے لیے ظاہری علتوں کے ساتھ ان کا گلنا سڑنا اور مرنا یہ ظاہر کرتے ہیں کہ (مادی یا طبیعی) علتیں محض حجابات ہیں۔ یہ امر ثابت کرتا ہے کہ یہ فنون' نقش کاریاں اور تابانیاں مسلسل تجدید یافتہ فنون' تغیر پذیر نقش کاریاں اور کامل جمیل شان وشوکت والی ہستی کے متحرک آئینے ہیں جن سب کے اسماء یا نام مقدس اور خوبصورت ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ذاتِ باری تعالیٰ کی چھاپیں ہیں اور یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے پیچھے آتی ہیں اور اس کی مہریں ہیں جو حکمت سے بھری ہوئی ہیں۔

کائنات کی یہ کتاب' کائنات کی تخلیق اور کارروائی میں مرئی ربانی ہستی اور توحید کے نشانوں کی بابت ہمیں نصیحت کرتی ہے اور کامل شان وشوکت والی ہستی کے کمال' حسن' عنایت اور شان وشوکت کی گواہی دیتی ہیں۔ یہ علامات بغیر کسی خامی اور نقص کے ربانی ہستی کے لازمی کمال کو بھی ثابت کرتی ہیں۔

● یکتائی (احدیت) اور توحید (وحدیت) میں اختلاف ہے۔ یکتائی کے معنی ایک چیز پر تمام یا اکثر ربانی اسماء یا ناموں کی بیک وقت تجلیاں ہیں۔ مثال کے طور پر' زندگی کئی اسماء یا ناموں کی تجلیوں کا نتیجہ ہے جیسے خالق' مصور' غفار' رحمان اور رزاق' توحید کے معنی تمام چیزوں پر ایک ربانی اسم یا نام کا جلوہ ہے جیسے موت تمام زندہ مخلوقات کے لیے مشترک ہے اور ربانی نام مُمیت یا موت دینے والے کے جلوے سے منتج ہوتی ہے۔

کیونکہ ایک کارنامے کی تکمیل اس کارنامے کے ماخذ میں واقع عمل کے کمال کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کام کا کمال نام کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو وصف کے کمال کی نشان دہی کرتا ہے جو لازمی استعداد کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو لازماً صاف صاف طور پر اور صریحاً اس لازمی استعداد والی ذات کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

مثال کے طور پر' ایک مکمل محل کے مکمل ڈیزائن اور زیب و زینت ماہر معمار کے اعمال کے کمال کو ظاہر کرتے ہیں اعمال کا کمال ممتاز معمار کے خطابات کا کمال ظاہر کرتے ہیں' جو اس کے منصب کو مخصوص کرتے ہیں۔ خطابات کا کمال معمار کی صفات کا کمال ظاہر کرتے ہیں جو کہ فن کا ماخذ ہیں۔ فن کا کمال اور صفات ماہر کی قابلیتوں اور لازمی استعداد کے کمال کو ظاہر کرتے ہیں' ان لازمی قابلیتوں اور استعداد کا کمال ماہر کی لازمی فطرت کے کمال کو ظاہر کرتے ہیں۔

اسی طریقے سے' کائنات میں مرئی بے عیب کام جن کے بارے میں قرآنِ مجید پوچھتا ہے: بھلا تم کو کوئی خلل نظر آتا ہے؟ (الملک 3:67) کائنات کی باسلیقہ مخلوقات مؤثر طاقتور کارندے کے مکمل اعمال کی طرف اشارہ کرتے ہیں' اعمال کا کمال اس شان و شوکت والے کارندے کے ناموں کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ناموں کا کمال ناموں کے ساتھ معروف شان و شوکت والی ذات کی صفات کے کمال کی طرف اشارہ کرتا اور اس کی تصدیق کرتا ہے۔ صفات کا کمال لازمی استعداد اور ان صفات سے متصف مکمل ذات کے کمال کی نشان دہی اور تصدیق کرتا ہے۔

لازمی استعداد اور خوبیوں کا کمال ایسی استعداد اور خوبیوں والی ذات کے کمال کی طرف ایسے یقین کے ساتھ اشارہ کرتا ہے کہ ساری کائنات میں مرئی کمال کی تمام اقسام صرف باری تعالیٰ کی ذات کے کمالات ہیں اور اس کی شان و شوکت اور اس کے حسن کی طرف اس ذات کی مکمل حقیقت کے تقابل کے وقت' اشارات کرتا ہے۔

سورج کی طرح منور گیارھویں شعاع: جیسا کہ انیسویں لفظ یا کلمے میں ظاہر کیا گیا' ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ ⊛ ' امانتدار یا امین کائنات کی عظیم کتاب کی سب سے بڑی آیت' فضا یا عالم ظہور کے اس قرآنِ مجید میں دکھایا گیا اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم' تخلیق کے درخت کا بیج اور سب سے زیادہ منور پھل'

⊛ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں کسی بھی اشاعت میں' آپ ؐ کا احترام ظاہر کرنے کے لیے آپ ؐ کے نام اور لقب کے بعد الفاظ' آپ پر درود و سلام ہو' آتے ہیں کیونکہ یہ ایک دینی تقاضا ہے۔ آپ ؐ کے صحابہ کرام اور دوسرے معروف مسلمانوں کے لیے ''رضی اللہ عنہ'' یا ''رضی اللہ عنہا'' کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ تاہم غیر مسلم قارئین کے لیے یہ حیران کن ہو سکتا ہے۔ یہ جملے اس کتاب میں نظر نہیں آتے اس مفہوم کے پیش نظر کہ یہ الفاظ اختیار کر لیے گئے ہیں اور کسی قسم کی بے ادبی مراد نہیں ہے۔

دنیا کے محل کا سورج' اسلام کی دنیا کا روشن بدر اور ربانی آقا کی شہنشاہیت کا نقیب ہیں وہ تخلیق کے راز کے داتا دریافت کنندہ ہیں' جو رسالت کے پروں پر صداقت کی سطحوں میں اڑتے ہیں جو پہلے اور اسلام کے پیغمبروں کو اپنی آغوش میں لیتی ہے جو دنیائے اسلام کو اپنی حفاظت میں لیتی ہے۔

انبیاء ورسل' اولیاء وصدیقین' حق کے متلاشی اور مخلص علماء کی حمایت سے' انہوں نے اپنی پوری قوت سے ربانی توحید کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ کے عرش کا راستہ کھولا' کیا تصور یا شک اللہ تعالیٰ پر ایمان کو منحرف کر سکتا ہے جس کا انہوں نے مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے اس راستے کو بند کر سکتا ہے جسے انہوں نے ثابت کیا؟ چونکہ میں نے کسی حد تک انیسویں لفظ یا کلمے' میں اور 'انیسویں حرف' کی انیس علامات کے ذریعے ان کے علم کی زندگی کے پانی سے چودہ ناچیز قطروں کے ذریعے اس واضح ثبوت اور معجزانہ کارکردگی کو بیان کیا ہے۔ ان کی امانتداری کی شہادت کے طور پر میں اللہ تعالیٰ سے ان پر درود وسلام بھیجنے کی استدعاء کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

اے اللہ تعالیٰ! اس ذات پر' جو تیرے وجود اور تیری توحید کی ضرورت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور تیری شان وشوکت' فضل اور کمال کی تصدیق کرتی ہے۔ برکتیں بھیج' سچا اور مصدق گواہ اور ثابت شدہ اور صاف ثبوت اور رسولوں اور نبیوں کے امام' ان کے اجماع دعوے اور معجزات کے معنیٰ کا حامل' بزرگوں اور فائدہ پہنچانے والوں کا قائد جو ان کے معاہدوں' تصدیقات اور عجوبہ سازیوں کے معنیٰ رکھتا ہے اور واضح معجزات' صاف عجائبات اور فیصلہ ثبوت جو اس کی تائید اور تصدیق کرتے ہیں۔

اے اللہ تعالیٰ! نعمتیں فرما

اس پر جو اپنی ذات میں عظیم خوبیوں والا' اپنے فرض میں باوقار اخلاق والا اور اپنی شریعت میں ارفع خوبیوں والا اور کامل اور اختلاف بیان سے پاک ہے۔ مرکز ہے جہاں ربانی وحی اتری جیسا کہ اس نے اتفاق کیا جس نے وحی نازل کی اور جو نازل کیا گیا' اور وہ ذات جو اس کے پاس وحی لائی' غیب کے جہانوں اور چیزوں کی جسامت کے اندر سے سفر کرنے والا' روحوں کا مشاہدہ کرنے والا جس نے فرشتوں سے بات چیت کی اور تخلیق میں تمام کمالات تمام کا نمونہ افراد' جنسوں (تخلیق کے درخت کا سب سے درخشندہ پھل) اور قبیلوں کے لحاظ سے۔

اے اللہ تعالیٰ! برکتیں نازل فرما

صداقت کے لیپ' حقیقت کے ثبوت' مجسمۂ رحمت' محبت کے نمونے' تخلیق کے راز کا انکشاف کرنے والے' ربانی حکومت کے اقتدار کے نقیب پر' اس پر جس نے اپنی روحانی شخصیت کی رفعت کے ذریعے اس امر کا مظاہرہ کیا کہ کائنات کی تخلیق پر وہ اس دنیا کے خالق کی آنکھوں کے سامنے تھا

اور اس پر جو ایک ایسی شریعت لایا کہ جو جامعیت اور اصولوں کی صحت وسلامتی کے ذریعے ایک ایسی شریعت لایا کہ وہ دنیا کے ترتیب دینے والے کا نظام ہے اور کائنات کے خالق کا قائم کردہ ہے۔

وہ ذات جس نے کائنات کو مکمل اس مکمل ترتیب سے بنایا' اس دین (اسلام) کو اپنی عمدہ ترین اور سب سے زیادہ خوبصورت ترتیب سے مرتب کیا۔ وہ ہمارا' حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی قوموں کا آقا' ہمارا ایمان کا مؤمنون طبقوں کا رہنما ہے یعنی حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ﷺ' ان پر بہترین برکتیں اور رحمتیں ہوں جب تک زمین اور آسمان موجود ہیں' دوسرے تمام گواہوں کے رہنما اور تمام انسانی نسلوں کے ناصح کے طور پر' اس صادق اور موثوق گواہ نے شہادت دی اور اپنی تمام قوت' سب سے زیادہ متانت' انتہائی ثابت قدمی' یقین کی طاقت اور ایمان کے کمال کے ساتھ اعلان کیا: ''اللہ تعالیٰ یکتا کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں ہے''۔

سورج کی طرح منور بارہویں شعاع: یہ گیارہویں شعاع صداقتوں کا ایسا سمندر ہے کہ سب بائیس لفظ یا کلمے اس کے صرف بائیس قطرے ہیں' نور کا ایسا منبع ہے کہ وہ اس میں صرف بائیس کرنیں ہیں۔ ہر ایک لفظ قرآنِ مجید کے آسمانوں میں چمکنے والی آیات کے ستاروں میں سے ایک میں سے صرف ایک کرن ہے۔ ہر ایک حق اور باطل کے درمیان امتیاز کرنے والے کے اس سمندر سے بہتی ہوئی ایک آیت میں سے ایک قطرہ' آیت میں سے ایک موتی ہے جس میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین خزانے سے جواہرات کا صندوق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب۔

اللہ تعالیٰ کے اس لفظ یا کلمے کے انیسویں لفظ کے چودہ چھوٹے قطروں میں سے ایک چھوٹا قطرہ (یعنی چھوٹے قطرے) میں تھوڑے سی تعریف کی گئی ہے۔ اس کے اسم اعظم میں سے پیدا ہو کر یہ سب سے اعلیٰ ربانی عرش سے ربانی حکومت کی سب سے بڑی تجلی کے طور پر نیچے آیا۔ احاطہ کرنے میں اتنا ارفع اور جامع ہے کہ پھر وقت سے بھی تجاوز کر گیا اور زمین کو سب سے بڑے ربانی عرش سے باندھ کر اپنی پوری طاقت اور اپنی آیات کے مطلق یقین کے ساتھ یہ بار بار اعلان کرتا ہے: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' کائنات کو اس کی تصدیق کرنے کے لیے' اس کے تمام مشتملات ہم آواز ہو کر نغمہ سرا ہوتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔

اگر تم صحیح دل کی آنکھ سے قرآنِ مجید کو دیکھو تو تمہیں پتہ چلے گا کہ اس کی چھ سمتیں اتنی روشن اور شفاف ہیں کہ اس میں کوئی اندھیرا اور گمراہی' شک' شبہ یا مکروفریب سرایت نہیں کر سکتے۔ نہ ہی اس میں کوئی شگاف یا دراڑ ہے جس میں سے ایسی چیزیں پاکیزگی کے کُرّے میں سرایت کر سکیں۔ اس کے اوپر اعجاز کی چھاپ ہے' اس کے نیچے ثبوت اور شہادت اس کے پیچھے تائید کا نقطہ۔ خالص ربانی وحی' اس کے آگے اس دنیا اور آخرت میں خوشی' اس کے دائیں طرف انسانی عقل سے اس کی صداقت

کے متعلق استفسار اور اس کی تصدیق کی یقین دہانی اور اس کے بائیں طرف اس کی صداقت کی تصدیق کرنے کے لیے اور اس کی اطاعت کو پختہ کرنا' اس کے اندر ذات رحمان کی خاص ہدایت اور اس کے باہر ایمان کا نور ہے۔

اس کے ثمرات' مشاہدے پر مبنی یقین کے ساتھ پاک کیے ہوئے اور صداقت کے شیدائی عام انسانی کمالات اور کارناموں سے مزین علماء اور بزرگ ہیں۔ اگر تم اس غیب کی زبان۔قرآنِ مجید۔کو سنو تو تم گہرائیوں سے سب سے زیادہ باخبر اور قائل کر لینے والی ایک انتہائی سنجیدہ اور ارفع ثبوتوں سے آراستہ آسمانی آواز سنو گے جو بار بار یہ اعلان کرتی ہے: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔ یہ حقیقی تجربہ پر مبنی ایسے مطلق یقین اور یقینِ کامل کے ساتھ یہ بیان کرتی ہے کہ اس کی صداقت کے متعلق یہ بلا واسطہ شہادت اور مشاہدے سے آنے والا یقین کے درجے تک تمہیں علم کا یقین عطا کرتی ہے۔

القصہ' پیغمبر اور سچ اور جھوٹ کے درمیان امتیاز کرنے کا مضبوط ترین معیار (قرآنِ مجید) ایک ''سورج'' ہے۔ اول الذکر ایک ہزار معجزات کی تائید اور تمام پیغمبروں کی تصدیق کے ساتھ مرئی مادی دنیا کی زبان' پاک کیے ہوئے علماءِ اسلام اور پیغمبروں کی انگلی کے ساتھ ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں'' کی طرف اشارہ کرتی ہے اور اسے اپنی تمام طاقت کے ساتھ ظاہر کرتی ہے۔ مؤخر الذکر' اعجاز کے چالیس پہلو رکھنے والی اور تخلیق کے ربانی نشانوں اور کائنات کی کارروائی سے تصدیق شدہ' غیب کی دنیا کی زبان حق اور رہنمائی کی انگلیوں کے ساتھ اسی صداقت کی طرف اشارہ کرتی ہے اور اس کا سب سے زیادہ سنجیدہ طریقے سے مظاہرہ کرتی ہے۔ چنانچہ وہ صداقت سورج سے زیادہ صاف اور دن کی روشنی سے زیادہ تابناک ہے۔

اے گمراہی میں مستغرق ضدی جو قرآنِ مجید کا انکار اور اسے منسوخ کرنے کی کوشش کرتا ہے! تم اپنے ذہن کے مدہم لیمپوں سے ان سورجوں کی کیسے مخالفت کر سکتے ہو؟ تم کیسے لاتعلق رہ سکتے ہو' کیا تم انہیں پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہو! تمہارا انکار کرنے والا دماغ کافی ہے! تم قرآنِ مجید اور رسولِ اکرم ﷺ کے بیان کردہ الفاظ اور تقاضوں کا تمام جہانوں کے پروردگار اور کائنات کے مالک کے نام پر کیسے انکار کر سکتے ہو تم کون ہو جو کائنات کے شان و شوکت والے مالک کے انکار کی کوشش کرو؟

اختتام

اے چوکس دماغ اور متوجہ دل والے دوست! اگر تم نے یہ لفظ سمجھ لیا ہے تو ان بارہ شعاعوں کو اپنے ہاتھ میں لو تا کہ تم صداقت کے لیمپ کو' جو اتنی روشنی دیتا ہے جتنی کہ ہزار برقی لیمپ' حاصل کر سکو'

اللہ تعالیٰ کے عرش عظیم سے نازل ہونے والی قرآنی آیات کو مضبوطی سے تھامو‘ ربانی مدد کے گھوڑے پر سوار ہو کر‘ صداقت کے آسمانوں کی طرف اوپر چڑھ جاؤ۔ ربانی علم کے تخت تک اٹھو اور اعلان کرو: ’’میں شہادت دیتا ہوں کہ تمہارے سوا کوئی معبود نہیں تم اکیلے ہو‘ تمہارا کوئی شریک نہیں۔‘‘ اس کے علاوہ یہ اعلان کرو:

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ تمام کائنات کی ہستی اسی کی سلطنت ہے اور تمام تعریف اسی کے لیے ہے وہ اکیلا زندہ کرتا اور مارتا ہے‘ وہ زندہ ہے اور مرتا نہیں‘ اسی کے ہاتھ میں تمام بھلائی ہے‘ وہ ہر ایک چیز پر غالب ہے‘ تیری ہی حمد ہے۔ ہمارے پاس علم نہیں ہے سوائے اس کے جو تم نے ہمیں سکھایا۔ یقیناً تم ہی علیم و حکیم ہو۔ ہمارے پروردگار تم ہمارا مواخذہ نہ کرنا اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں۔

اے ہمارے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو تم نے ہم سے پہلوں پر ڈالا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم پر وہ ذمہ داری نہ ڈال جسے ہم برداشت نہیں کر سکتے ہمیں بخش دے۔ ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما تم ہماری حفاظت کرنے والے ہو۔ ہمیں کافروں پر فتح عطا فرما۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو نہ پھیر۔ ہم پر اپنے پاس سے رحم فرما کیونکہ تم عطا کرنے والے ہو۔ اے پروردگار! تم وہ ہو جو انسانوں کو اس دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدے میں کبھی ناکام نہیں ہوتا۔

اے اللہ تعالیٰ! درود اور سلام اس پر اور اس کی آل [49] پر اور اس کے صحابۂ کرام پر بھیج جسے تم نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہم پر اور اس کی امت پر اپنے‘ رحمت للعالمین کے واسطے رحم فرما اے رحمان اور رحیم! آمین!

ان کی صدا کا نتیجہ یہ ہوگا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے۔

[49] رسول اکرم ﷺ کی آل یا خاندان: رسول اکرم ﷺ‘ حضرت علیؓ‘ حضرت فاطمہؓ‘ حضرت حسن اور حضرت حسینؓ یہ لوگ اہل بیت کہلاتے ہیں گھر کا خاندان (یا لوگ) رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات اس لقب میں شامل نہیں ہیں۔

بتیسواں لفظ
ربانی توحید اور یکتائی
انسانی خوشی اور مصیبت

نوٹ: یہ لفظ یا کلمہ تین مرکزوں پر مشتمل ہے، پہلا مرکز بتیسویں لفظ کی آٹھویں شعاع اور پچپن زبانوں میں سے ایک کی وضاحت کرنے والا ایک انڈیکس یا اشاریہ ہے جس کے ذریعے عالمگیر اکائیاں اللہ تعالی کی یکتائی کی شہادت دیتی ہیں، خیالی گفتگو کی شکل میں، یہ کئی صداقتوں میں سے ایک کی مندرجۂ ذیل آیت میں وضاحت بھی کرتی ہے:

اگر زمین اور آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ خدا ہوتے تو فساد برپا ہوجاتا۔ (الانبیاء 22:21)

تین مراکز:

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

پہلا مرکز: اگر زمین اور آسمانوں میں اللہ تعالی کے سوا کچھ خدا ہوتے تو فساد برپا ہوجاتا، اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی سلطنت ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ تمام بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے وہ ہر چیز پر غالب ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

رمضان المبارک کے دوران ایک رات میں نے ذکر کیا کہ توحید کے دعووں کے ان گیارہ بیانات میں سے ہر ایک میں (مومنوں کے لیے) ربانی توحید کا ایک پہلو اور ایک خاص خوشخبری شامل ہے، میں نے ایک تمثیل کے پیرائے میں صرف الفاظ، بغیر کسی شریک کے، کی تشریح کی۔ اب میں

نے مسجد کے بھائیوں اور اپنے ملنے والے دوستوں کی فرمائش پر اس گفتگو کو قلم بند کر لیا۔

اس شخص کا تصور کرو، جو، کفار کی جانب سے (جو ہر ایک چیز کو فطرت یا مادی علتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں یا جو مشرک اور دہریئے ہیں) یہ اظہار کرتے ہوئے کہ وہ (مرد یا عورت) مالک ہے یا حکومت کرتا ہے یا کنٹرول کرتا ہے یا تخلیق کا ایک جزو مرتب کرتا ہے، آقا ہونے یا حکومت کرنے کا خیال کرتا ہے۔ ایٹم یا ذرے کی طرف آنے پر وہ (مرد یا عورت)، اسے مادی سائنس اور طبیعی فلسفے کی زبان میں یا اس کے مطابق اطلاع دیتا ہے کہ وہ (مرد یا عورت) اس کا اصلی ماہر اور مالک ہے۔ ایٹم صداقت کی زبان اور نازل کردہ حکمت کے مطابق یہ جواب دیتا ہے:

میں اپنے فرائض یا کام ایک لامحدود قسم کی پیدا کردہ، متواتر اور ارتقاء پذیر موجودات کے اندر اندر موقع پر اور شانہ بشانہ سرانجام دیتا ہوں۔ کیا تمہارے پاس مجھے ان کاموں میں ہدایت دینے کا علم اور طاقت ہے؟ میں کام کرتا ہوں اور اس کے ساتھ مشابہ دوسرے ان گنت ذرات کے ساتھ نپے تلے تعلق سے چلتا ہوں [10]۔ کیا تم ان سب پر حکم چلا سکتے ہو اور ان سب کو کام میں لگا سکتے ہو؟ اگر تم موجودات کی لامحدود پیچیدگی کو اپنا سکتے ہو، مرتب کر سکتے ہو اور اس کا بندوبست کر سکتے ہو، مثلاً خون کے سرخ ذرات، جس کے ایٹموں میں سے میں بھی ایک ہوں اور ایسا مکمل نظم و نسق کے ساتھ کرتا ہوں اور پھر اسے آقا ہونے کا قیاس کرتا ہوں اور صرف تب مجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب ہونے کے قابل خیال کرو۔ لیکن تم ایسا نہیں کر سکتے۔ پس خاموش رہو! تم مجھے اپناتے نہیں اور اس لیے میری کارروائی میں مداخلت نہ کرو کیونکہ میری تمام حرکات اور سرگرمیاں اتنی با مقصد اور منظم ہیں کہ صرف لامحدود حکمت اور جامع علم والی ذات انہیں چلا سکتی ہے۔ اگر کسی دوسرے کا اس میں دخل ہوتا، تو پیچیدگی پیدا ہو جاتی۔ کس طرح کوئی، جو تمہاری طرح تمہیں زندگی تک نہیں دے سکتا، جس کی بصارت اور احساس صداقت کے لیے اندھے ہیں جو خود تم کو فطرت کے اتفاق اور حادثے کی پیداوار خیال کرتا ہے، قیاس بھی کر سکتا ہے کہ میرے وظائف میں دخل اندازی کرے؟

[10] ہر حرکت کرنے والی چیز، ننھے ذرات سے لے کر سیاروں تک، ہر ایک کے ہمیشہ کے مقصود و مطلوب کی چھاپ اور توحید دکھاتی ہے۔ مزید برآں، اس کی حرکت کی بنا پر ہر ایک اس مقام کا قبضہ لیتی ہے جس میں یہ توحید کے نام پر داخل ہوتی ہے، اس طرح سے اس جائیداد کو اس کے سچے مالک کی جائیداد میں ضم کر دیتی ہے۔ ہر غیر متحرک جسم، پودوں سے لے کر ستاروں تک توحید کی اس مہر کی طرح جو اس کے محل وقوع کو اس کے کارساز حقیقی کے مراسلات کی طرح ظاہر کرتی ہے۔ ہر ایک پودا اور پھل توحید کی ایک چھاپ اور مہر ہے، جو توحید کے نام پر بحث کرتی ہے کہ اس کی اصلی جگہ اس کے کارساز کا مراسلہ ہے۔ القصہ، توحید کے نام پر حرکت کرنے سے ہر ایک مخلوق تمام مخلوقات کا قبضہ لے لیتی ہے جس کے معنی ہیں کہ وہ ذات جو تمام ستاروں کو قابو نہیں کر سکتی، وہ ایک ذرے پر بھی قابو نہیں پا سکتی۔

جھوٹا دعویٰ کرنے والا، جیسا کہ تمام مادہ پرست جواب دیتے ہیں، یہ جواب دیتا ہے: پھر اپنے آقا خود ہو جاؤ! تم کسی دوسرے کی ملازمت میں ہونے کا دعویٰ کیوں کرتے ہو؟ ایٹم یہ جواب دیتا ہے:

اگر میرے پاس ایسے علم والا دماغ ہوتا، اتنا جامع جتنی کہ سورج کی روشنی اور ایسی طاقت ہوتی، اتنی شدید جتنی کہ اس کی حرارت، اگر میرے پاس احساس کی قوتیں ہوتیں، اگر میرے پاس ہر ایک مخلوق اور جگہ کی طرف، چہرے اور آنکھیں پھیرنے کے لیے ہوتیں جن کے ساتھ میرا وجود اور میرا مقام وابستہ ہے اور اگر میرے پاس ان تمام روابط پر اختیار ہوتا۔ تو پھر شاید، شاید میں خو اپنا مالک ہونے کا دعویٰ کرسکتا۔ تاہم۔ پھر بھی، اگر میں ایسا کرتا تو میں صرف اتنا بیوقوف ہوتا جتنے کہ تم ہو۔ اب تم میرے پاس سے چلے جاؤ کیونکہ تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے.....! ایٹم کی بات ترک کرتے ہوئے، جھوٹا مدعی ایک زندہ جسم کے سوراخ میں اینٹوں کے ایک خاص اور ہم آہنگ جھنڈ تلاش کرتا ہے۔ خون کے ایک سرخ ذرے پر آ کر (اور یہ خیال کر کے کہ) وہ (مرد یا عورت) اس کی فطرت پر قابو پاسکتا ہے اور اس کی کارروائیوں کو کنٹرول کرسکتا ہے۔) وہ (مرد یا عورت) اس سے مادی سانچے اور طبیعی فلسفے کے نام پر بات کرتا ہے: ''میرا تم پر قبضہ ہے۔ میں تمہارا آقا ہوں اور تم میرے لیے کام کرتے ہو'' خون کا سرخ ذرہ ربانی حکمت اور صداقت کی زبان سے جواب دیتا ہے: لیکن میں اکیلا نہیں ہوں۔ اگر تم خون کی فوج میں میرے تمام ساتھیوں پر بھی قبضہ رکھتے ہو، جس کے ساتھ میں اپنے کارساز کی طرف نشان دہی کرتا ہوا اسی تشکیل اور الٰہی فرائض اور وظائف کا حصہ پاتا ہوں اور اگر تمہارے پاس مکمل اور مفصل علم، ہیبت ناک اور عمدہ طاقت اور جسم کے تمام خلیوں کی ہدایت کے لیے مکمل دانش مندی، جس کے ذریعے ہم حرکت کرتے ہیں اور جن میں ہم کارروائی کرتے ہیں، ہے، تو پھر تمہارے حیلوں میں کوئی مفہوم ہوسکتا ہے۔ لیکن چونکہ تم اندھی اور بہری فطرت یا فطرتی قوتوں پر انحصار کرتے ہو، تم ہم پر کوئی اثر نہیں رکھ سکتے، مجھ پر آقائی کا تو کہنا ہی کیا ہمارا نظم و ضبط اتنا مکمل ہے جتنا کہ یہ پیچیدہ ہے۔ صرف ایک ذات جو دیکھتی ہے، سنتی ہے اور آگے پیچھے، وقت کے دھارے میں اور فضا کی تمام سمتوں میں تمام چیزوں کو جانتی ہے صرف وہ ہے جو ہستی اور سب چیزوں کی کارروائی پر، جو ہیں، حکومت کرتی ہے، صرف وہی ہمارا شہنشاہ اور آقا ہوسکتا ہے۔ سو تم اپنی راہ لو کیونکہ میرے پاس کرنے کے لیے بہتر اور زیادہ اہم چیزیں ہیں بہ نسبت اس کے کہ میں تمہارے نامعقول حیلوں بہانوں کا جواب دوں!

خون کے سرخ ذروں کو دھوکا دینے کے ناقابل ہو کر جھوٹے دعوے کرنے والا آگے چلتا ہے اور ایک زیادہ بڑی مخلوق موسوم بہ ''سیل یا خلیہ'' سے سامنا کرتا ہے۔ طبیعی فلسفے کی زبان میں اس سے مخاطب ہو کر وہ (مرد یا عورت) یہ کہتا ہے: ''یہ درست ہے کہ ایٹم یا خون کے سرخ ذرے نے میری بات غور سے نہیں سنی۔ مجھے امید ہے کہ تم میری بات سمجھ سکتے ہو جیسا کہ میں دیکھ سکتا ہوں، تمہاری کئی

چھوٹے چھوٹے عناصر سے تشکیل کی گئی ہے جیسے کمرے میں ترتیب دی گئی چیزیں۔ میں اس بندوبست میں حصہ لے سکتا ہوں اور اسے ترتیب اور مکرر ترتیب دے سکتا ہوں، تم میری مخلوق ہو سکتے ہو اور میں تم پر غلبہ پا سکتا ہوں۔" جسم کا خلیہ دانش مندی سے اور صداقت کی زبان میں یہ جواب دیتا ہے:

اگرچہ میں چھوٹا ہوں لیکن میں اہم کام سرانجام دیتا ہوں میں اپنے ہمسائے میں تمام خلیوں اور پودے میں نامیاتی جسم سے جنس کا میں، ایک حصہ ہوں، نفیس ترین لیکن مضبوط ترین تعلقات رکھتا ہوں، میں اہم وظائف ادا کرتا ہوں مثلاً نسوں اور رگوں حسی اور حرکی یا متحرک اعصابوں، کشش اور مزاحمت کی قوتوں اور اپنے سائز، شکل اور جدید پیداوار کی حد بندی کرنے والے اصولوں یا عناصر کے ساتھ۔ اگر تم پورے نامیاتی جسم بنانے، رگوں نسوں اور اعصاب کو منظم اور درست کرنے اور ہماری حالت اور وظائف کا بندوبست کرنے والی تمام مختلف قوتوں اور اصولوں کا علم اور طاقت رکھتے ہو اور اگر تم ناقابل مزاحمت طاقت اور کامل جامع حکمت کی مہارت اور خوبی میں مجھ سے مشابہ ان گنت خلیوں کو ہدایت کر سکتے ہو، تو پھر اپنی قابلیت دکھاؤ۔ پھر شاید اور شاید تم مجھ پر آقائی کا دعویٰ کر سکو۔ لیکن چونکہ تم یہ کر نہیں سکتے۔ تو مجھے چھوڑ دو۔ اب بھی میرے لیے خون کے سرخ خلیے غذا اٹھاتے اور خون کے سفید خلیے، جو مجھے دھمکی دے سکیں بیماریوں کی مزاحمت کرتے ہوئے، موجود ہیں، میں مصروف ہوں، اس لیے اپنے غرور میں، میرا مزید وقت ضائع نہ کرو، کوئی تم جیسا صحیح فہم، صحیح سماعت اور صحیح بصارت سے خالی کبھی ہماری ہستی میں دخل نہیں دے سکتا۔ ہمارا نظام اتنا مختصر، نازک اور کامل ہے کہ صرف وہی مطلق حکمت، علم اور طاقت والی ذات ہمیں کنٹرول کر سکتی ہے [61]۔ اگر یہ بصورت دیگر ہوتا، تو ہمارا اتصال اور نظام موجود نہ ہوتا یا وہ تیزی سے انحطاط پذیر ہوتا۔

مایوس ہو کر، چھوٹا دعویٰ کرنے والا اور بھی بڑی ذات کو تلاش کرتا ہے اور، انسانی جسم سے مقابلہ کرتے ہوئے، غیر منور فطرت اور نظام کی طبیعی زبان میں یہ جواب دیتا ہے: کیا تم مجھ سے مشابہ تمام انسانی اجسام کو کنٹرول کرنے اور ہدایت دینے کا علم اور طاقت رکھتے ہو جو عظیم ترین طاقت اور تخلیق کے انہی نشانات کو عیاں کرے؟ کیا تمہیں روشنی، ہوا اور پانی نیز پودوں اور حیوانات پر فرماں روائی

---

[61] کامل حکمت والے کارساز نے انسانی جسم کو ایک خوش مرتب شہر کی مانند تخلیق کیا ہے۔ اعصاب ٹیلی فونوں اور ٹیلی گرافوں کے طور پر وظائف ادا کرتے ہیں جبکہ خون کی بعض نالیاں پانی کے حامل نلوں کو ایک جرثوے کی طرف پانی لے جانے کا وظیفہ ادا کرتے ہیں جس کے ذریعے خون (زندگی کا پانی) بہتا ہے۔ خون میں دو قسم کے ذرات شامل ہوتے ہیں۔ سرخ ذرات جسم کے خلیوں کو غذا کا کام دینے والے بہم پہنچاتے ہیں جو کہ (خوراک تقسیم کرنے والے تاجروں اور افسروں سے ملتے جلتے) ربانی قانون کے مطابق ان کی خوراک ہے، سفید ذرات جو کہ تعداد میں چند ایک ہیں (سپاہیوں سے مشابہ) بطور بیماری حملہ آوروں کے خلاف مدافعت کرتے ہیں۔ جب وہ سرگرمی سے دفاع میں مصروف ہوتے ہیں، وہ مولاوی درویشوں کی طرح دوانقلابات سرانجام دیتے ہیں اور غیر معمولی اور تیز روسیالیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

حاصل ہے جو میرے رزق اور خوراک کی اراضی اور گودام ہیں؟

کیا تمہارے پاس بے حد حکمت اور لا محدود طاقت ہے جس سے ایسی انمول غیر مادی مخلوقات جیسے کہ دماغ، شعور اور روح ایک تنگ جسمانی لفافے ہیں، جیسا کہ میں ہوں، اتنے یقین سے مرتب کی جاتی اور انتہائی اہم کاموں کے سرانجام دینے سے عبادت کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے؟ اگر تمہارے پاس ایسی طاقت، علم اور حکمت ہے تو اس کا مظاہرہ کرو۔ صرف تب مجھے اپنانے اور قابو میں رکھنے کا دعویٰ کرو۔

لیکن چونکہ تم نہیں کر سکتے، اس لئے خاموش ہو جاؤ! میرا بنانے والا قادرِ مطلق، علیم وبصیر ہے۔ اس کی اس کمال کے ساتھ تصدیق کی جاتی ہے جس کے ساتھ میری تنظیم کی جاتی ہے اور یکتائی کی اس علامت کے ساتھ جو میرے چہرے میں ہے۔ ایک وجود، جو اتنا جاہل اور نااہل ہے جیسے کہ تم ہو، کبھی بھی اس ذات باری تعالیٰ کے فن میں کم ازکم دخل بھی نہیں دے سکتا۔

جھوٹا دعویٰ کرنے والا، حیران وششدر کہ انسانی جسم کے تمام نقاط اس (مدعی یا مدعیہ) کے اس میں کوئی دخل رکھنے کے دعوے کو رد کرتے ہیں، آگے چلتا ہے اور انسانیت پر بطور ایک جنس کے طائرانہ نظر ڈالتا ہے اور یہ سوچتا ہے:

وہ ایسے گوناگوں اور پیچیدہ معاشروں میں رہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ شیطان ان کے ارادے اور معاشرتی تعلقات میں مداخلت کرنے کا طریقہ پاتا ہے۔ کیا میرے لیے کوئی راستہ ہے کہ ان کے اجسام کی تخلیق، ساخت اور عمل میں داخل ہو جاؤں؟ اگر میں کوئی ایسا نقطہ تلاش کر سکتا ہوں، تو میں جسم اور اس کے خلیوں کو، جنہوں نے مجھے ناکام کیا ہے، کنٹرول کرنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ اس نیت کے ساتھ، وہ (مرد یا عورت) اس جنس سے اندھی فطرت اور مخفی فلسفے کی واقف زبان میں خطاب کرتا ہے:

''تم بڑے گوناگوں اور بڑے اختلافات والے ظاہر ہوتے ہو، میں تمہارا آقا اور مالک ہوں یا کم ازکم، تمہارے بنانے میں میرا حصہ ہے''۔

انسانیت صداقت اور حقیقت کی زبان میں اور حکمت اور نظم ونسق کی زبان میں جواب دیتی ہے: کیا تمہارے پاس مالا مال ساخت بنانے کے لیے جو گوناگوں صورتوں سے کامل حکمت کے ساتھ معدنی چیز، نباتات اور حیوانات کی ہزاروں جنسوں سے بنی ہوئی، بشمول بنی نوع انسان کے، زمین کی سطح کو ڈھانپنے کے لیے طاقت، علم اور حکمت ہے؟

کیا تم اسی طرح کی حکمت سے، اس ساخت کی تجدید کر سکتے ہو اور مسلسل ایسا کر سکتے ہو کیا تم

بالکل وسیع طاقت اور جامع سائنس رکھتے ہو جو زمین کا نظام چلاتی ہے جس کا ہم ایک پھل ہیں، اور کائنات کا نظام چلاتی ہے جس کا ہم بیج ہیں؟

کیا تم کائنات کے اس پار سے ہمیں وہ چیزیں بھیج سکتے ہو جن کی ہمیں اپنی خوراک کے لیے ضرورت ہے کیا تم میری طرح زمانہ ماضی اور زمانہ مستقبل کے تمام افراد پیدا کر سکتے ہو جن کے چہروں پر میرے چہرے کی طرح اعلیٰ ترین شان وشوکت والے کی وہی علامت ہو اگر ایسا ہے، تو پھر شاید تم مجھ پر آقائی کا دعویٰ کر سکتے ہو۔

لیکن چونکہ تم نہیں کر سکتے، اس لیے تم خاموش ہو جاؤ۔ یہ کہنے کی جرائت نہ کرو کہ تمہارا مجھ میں دخل ہے صرف میری قسم میں تنوع پر غور کر کے۔ کیونکہ تنوع ہماری تنظیم یا ترتیب کا کمال ہے۔ تنوع اور کثرت ایک مکمل قاعدے سے منزل مقصود (ایک مکمل قاعدے کے تحت مخلوقات کے ماخذ سموئے ہوئے) کی کتاب سے طاقت کے ذریعے بنائی ہوئی نقول ہیں۔ کیونکہ پودوں اور جانوروں (جو ہماری بیدار مغزی میں ہم سے گھٹیا ہیں اور جن کا ہم مطالعہ کرتے ہیں) کا مکمل تنوع اور ترتیب بھی تصدیق کرتے ہیں۔

کیا یہ بالکل بظاہر معقول نہیں ہے کہ وہ ذات جو اس دنیا کی بافت کے اوپر پھیلی ہوئی اور اس کے ذریعے قسم قسم کی بافت بُنتی ہے، اس کے بنانے والے کے علاوہ کوئی اور ہے اور یہ کہ ایک پھل کا خالق اس درخت کے خالق کے علاوہ کوئی اور ہے جو اسے اگاتا ہے اور یہ کہ ایک بیج کا خالق اس درخت کے، خالق کے، جو اسے پیدا کرتا ہے، علاوہ کوئی اور ہے؟

تم اندھے ہو کیونکہ تم میرے چہرے میں اس کی قدرت کاملہ کے معجزات اور میرے ڈھانچے میں اس کے عجائبات کو نہیں دیکھتے۔ اگر تم نے دیکھا ہوتا تو تم سمجھ جاتے کہ میرے کارساز کے مشاہدے سے کوئی چیز بچ کے نہیں جاتی یا متلون مزاجی سے اسے کام تفویض کرتی ہے وہ ستاروں کو اتنی آسانی سے بناتا ہے جتنی آسانی سے ایک ایٹم کو بناتا ہے۔ وہ موسم بہار کے وقت کو اتنی شائستگی سے پیدا کرتا ہے جتنا کہ ایک پھول کو، اس نے وسیع کائنات کے انڈیکس کو میرے ڈھانچے میں مکمل مناسبت کے ساتھ رکھا ہے۔ کیا کوئی جو، جیسے تم ہو، مادی، نااہل، اندھا اور بہرا ہے، ایسی ہستی کے فن میں دخل دے سکتا ہے اس لیے خاموش ہو جاؤ اور چلے جاؤ!

جھوٹا دعویٰ کرنے والا، پھر، مزین چوغے کی طرح زمین کی سطح پر پھیلے ہوئے بافت کی طرف مڑتا ہے اور اس سے حادثے کے نام پر اور طبیعی فلسفے کی زبان میں گفتگو کرتا ہے: "میں تمہیں قابو کر سکتا ہوں۔ میں تمہارا مالک ہوں یا کم از کم میرا تم میں حصہ ہے۔" صداقت کے نام پر اور حکمت کی زبان میں بافت

جواب دیتی ہے [44] ''اگر تمہارے پاس تمام بافتوں کو پیدا کرنے اور بُننے کی مہارت اور قوت ہے جو گزرے ہوئے وقت کی لائن پر لٹکے ہوئے بغیر سلامتی کے تمام وقت کے دوران رکھی ہوئی اور نہ رکھی ہوئی اور دوبارہ رکھی ہوئی ہیں اور یہ کہ وہ مستقبل کے وقت کی لائن پر عظیم ترین باضابطگی سے پہلے وضع کردہ پروگراموں اور نمونوں اور ہر ایک بامقصد اور بے نظیر طریقے سے تقدیر کے سہارے کے مطابق لٹکائی ہوئی ہوگی۔ اگر تمہارے پاس غیر مادی ہاتھ ہیں جو زمین کی تخلیق سے اس کی تباہی تک پہنچ سکتے ہیں بلکہ ازل سے ابد تک، اگر تمہارے پاس تمام افراد کو اس بافت کے اندر پیدا کرنے اور انہیں ٹھیک ٹھیک ترتیب اور حکمت میں ذخیرہ کرنے اور ان کی تجدید کرنے طاقت اور سائنس ہو، اور اگر تم خود زمین کو جو کہ میرے لیے ایک نمونہ ہے، اور جیسے یہ تھی بھی، اور مجھے ایک حجاب کی طرح پہنتی ہے۔ صرف اگر تم کر سکتے ہو، تب مجھ پر آقائی کا دعویٰ کرو۔ اور اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو چھوڑ دو! تمہارا یہاں کوئی کام نہیں ہے۔

میری مالا مال اور قسم قسم کی یکتائی کی واضح علامات اور ذاتِ باری تعالیٰ کی بے مثال چھاپ کا ظہور ہوتا ہے۔ صرف وہ ذات جو تمام عالمِ ظہور کو کنٹرول کرتی ہے، جو ایک ہی وقت میں فوراً لاتعداد داخلی اور خارجی کام کر سکتی ہے جو کہ ہر جگہ موجود اور چوکس ہے جبکہ وقت، خلا اور جسامت سے غیر محدود ہو کر اور جو بے انتہا حکمت، سائنس اور طاقت رکھتی ہے۔ صرف ایسی ہستی ہی میری مالک ہو سکتی اور مجھ پر غلبہ پا سکتی ہے۔ جھوٹا دعویٰ کرنے والا، اس امید پر کہ اسے دھوکا دے [45] 'زمین کی طرف کرتا ہے اور ''میں دیکھتا ہوں کہ تم کائنات میں بیکار مٹرگشت کرتے ہو۔ یقیناً تمہارا کوئی آقا نہیں ہو سکتا، اور اس لیے میں تمہارا مدعی ہوتا ہوں''۔ یہ سن کر زمین صداقت کے نام پر اور حکمت کی، زبان میں گرج کی طرح دھاڑتی ہے، [46]

احمق نہ بنو! میں ایک آقا کے بغیر کیسے مٹرگشت کر سکتی ہوں؟ کیا تم نے کبھی میرے لباس کے بنانے یا کسی چھوٹے نقطے یا اس کے سوت میں کوئی بدنظمی، حکمت یا مہارت کی کمی دیکھی ہے کہ تم یہ کہنے کی جرأت کرو کہ میں بیکار اِدھر اُدھر گھومتا ہوں کیا تم میرے مدار کے مالک بننا چاہتے ہو جیسے

---

[44] درحقیقت، بافت یا ساخت میں، شعوری طور پر باقاعدہ وضع میں زندگی کی علامات دے کر، جان ڈالی جاتی ہے۔ اس کی کشیدہ کاریوں کی، مسلسل، متنوع اور ہمیشہ فرق کرتی ہوئی اور بُننے والی ذات کے ناموں کی تجلیوں کو ظاہر کرنے کے لیے، تجدید کی جاتی ہے۔

[45] مختصر طور پر، ذرے یا ایٹم کے ساتھ شروع کرنے کے، ہر ایک چیز نے دیکھا اور جھوٹا دعویٰ اسی بحث کو اتفاق کے نام پر اور محض فطرت پرستی کی زبان میں دہراتا ہے:

[46] مختصر طور پر، ذرے یا ایٹم کے ساتھ شروع کرنے کے، ہر ایک چیز نے دیکھا اور جھوٹا دعویٰ کرنے والے کو اگلی سطح۔ ذرے یا ایٹم سے بالترتیب خون کے سرخ ذرے، خلیے، جسم، کائنات، زمین کے بیرونی لباس، زمین کے بطور گولا، سورج اور ستاروں کا حوالہ دیا۔ ہر ایک نے کہا: ''دور ہو جاؤ! اگر تم مجھ سے اگلے کو زیرِ نگیں کر سکتے ہو، تو ایسا کرو اور پھر مڑو اور مجھ کو تسخیر کرنے کی کوشش کرو، اگر تم اس سطح تک قابو نہیں پا سکتے، تو تم مجھ پر بھی قابو نہیں پا سکتے چنانچہ وہ ذات، جس کا اختیار ستاروں کو نہیں گھیرتا، ایک واحد ذرے پر قابو پانے کا قابلِ قبول دعویٰ نہیں رکھتی۔ اگر ایک دائرے کا آدھا قطر اندازاً پچیس ہزار سال کی مسافت طے کرے گا (پیدل چلنے کے لیے بشرطیکہ کوئی چار کلومیٹر (2.4 میل) ایک گھنٹے میں طے کرتا ہے اور روزانہ پانچ گھنٹے چلتا ہے۔)

انسان کی چال یا رفتار میں پار جانے میں تقریباً پچیس ہزار سال لگیں گے لیکن جسے میں اپنے سالانہ دور میں مکمل نظم وضبط اور صحت کے ساتھ پورا کر لیتی ہوں؟ کیا تم میرے اس ساتھی سیاروں کے مالک بننے کا دعویٰ کرتے ہو جو اپنے مقررہ فرائض اپنے انفرادی مداروں پر بجا لاتے ہیں جیسے کہ میں کرتی ہوں یا تم سورج کو تخلیق کرنے اور اس کو کنٹرول کرنے کے لیے غیر محدود علم اور طاقت رکھتے ہو جس کے ہم رحم کی گردش کے ذریعے اور مجھے اور دوسرے سیاروں کو اس کے گرد گردش کرنے کے پابند ہیں؟

چونکہ تم چرب زبانی سے ایسا دعویٰ نہیں کر سکتے، مجھے چھوڑ دو، کیونکہ میرے پاس کرنے کو کام ہے۔ ہمارا پرجلال دائرے میں حرکت کرنا، پر مقصد توکل اور عالی شان نظم وضبط یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا بنانے والا ایک ایسی ہستی ہے جس کے سامنے تمام مخلوقات حکم بجالاتی ہیں اور مکمل طور پر اس کا حکم بجالاتی ہیں۔ جیسے کہ ایک فرض کا پابند سپاہی اپنے اعلیٰ افسر کے احکام کو بجالاتا ہے۔ وہ حکمت والا اور مطلق شان وشوکت والا حکمران ہے جو سورج اور سیاروں کو اپنے مناسب نظم وضبط میں اتنی آسانی سے رکھتا ہے جتنا کہ وہ ہر درخت کو اس کے مناسب پھل کے ساتھ مزین کرتا ہے۔

حکمرانی کرنے والی زمین میں ایک مقام حاصل کرنے میں ناکام ہو کر جھوٹا دعویٰ کرنے والا سورج کی طرف اس امید میں رخ کرتا ہے کہ وہ وہاں ایک راستہ کھولتا ہے۔ چونکہ سورج ایک اتنی بڑی کائنات ہے، اسے امید ہے کہ وہ اسے زمین پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے اسے استعمال کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شکر کرنے کے طریقے کے نام پر اور شیطانی فلسفے کی زبان میں، سورج کو خطاب کرتے ہوئے، جیسا کہ سورج کے پجاری کرتے ہیں، جھوٹے دعوے کرنے والا کہتا ہے: ''تم ایک شہنشاہ ہو۔ تم اپنے خود آقا ہو۔ جو، کچھ تم چاہتے ہو، وہ کرتے ہو۔'' سورج صداقت اور حقیقت کے نام پر اور ربانی حکمت کی زبان میں جواب دیتا ہے: ''نہیں، کیا واقعی ایسا ہوا تھا! تم کیسے ایسا جھوٹ بول سکتے ہو! میں تو صرف ایک تابعدار افسر ہوں، اپنے آقا کے مہمان خانے کی شمع سے زیادہ نہیں۔ میں اتنے کا بھی مالک نہیں ہو سکتا جتنی کہ ایک مکھی، حتیٰ کہ اس کا پر کیونکہ ایسی چھوٹی چیز بھی فن کی ایسی غیر مادی دماغی قوتیں اور فن کے ایسے نفیس کارنامے، جیسے اس کی آنکھ اور کان، رکھتی ہے۔ میرے کسی بھی ورکشاپ میں اس جیسا نہیں ہے۔ میں ان میں سے سب سے چھوٹا تک نہیں بنا سکتا۔

اگرچہ سورج سے ملامت زدہ جھوٹا دعوے کرنے والا فرعونوں اور مغرور لوگوں کے پیرائے میں بحث کرتا ہے جو اپنے آپ کو دیوتاؤں کی طرح فروغ دیتے ہیں:

''میں حادثے کے طور پر تم پر اپنا حق رکھتا ہوں کیونکہ تم اپنے خود مالک نہیں بلکہ محض ایک نوکر یا خادم ہو'' سورج صداقت کے نام پر اور خالق کے اطاعت کی زبان میں جواب دیتا ہے: ''میں صرف اس ہستی کی ملکیت ہو سکتا ہوں جس نے مجھے اور میری طرح تمام درخشاں ستاروں کو پیدا کیا ہے، جو

ان کو اپنی کامل حکمت سے ان کے مرکزوں میں نصب کر کے انہیں شان سے گھماتا ہے اور اس سے وسیع آسمانوں کو زینت بخشتا ہے۔''

پھر جھوٹے دعوے کرنے والا ستاروں کے درمیان آتا ہے اور سوچتا ہے: شاید میں کچھ گاہکوں کو یہاں پاسکتا ہوں''۔ ان سے حادثے اور اس کے شریکوں کے نام پر اور فاسق فلسفے کی زبان میں جیسا کہ ستاروں کے پجاری کرتے ہیں، وہ کہتا ہے: ''تم ضرور کئی مختلف حکمرانوں کے کنٹرول میں ہوگے، یہ دیکھ کر کہ تم ایک دوسرے سے ایسے وسیع فاصلوں پر واقع ہو''۔ اس پر، ایک ستارہ، تمام دوسروں کی طرف سے بات کرتے ہوئے، جواب دیتا ہے:

ہماری فطرت میں خالق کی یکتائی کے نشانوں اور اس کے بے مثال ہونے کی چھاپ کو نہ دیکھ یا سمجھ کہ، تم کتنے ناسمجھ اور کوڑھ مغز ہوگے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہماری تنظیم کتنی خودمختار ہے اور وہ قوانین کتنے محفوظ ہیں جن کی ہم پابندی کرتے ہیں؟ تمہارا خیال ہے کہ ہمارا کوئی نظم وضبط نہیں ہے۔ درحقیقت ہم ایک بے نظیر اور ناقابل تقسیم ہستی کی دستکاری اور خادم ہیں جو آسمانوں (ہمارے سمندر)، کائنات (ہمارے درخت) اور خلاء کی وسعت (ہماری وسیع چال کے میدان) کا حامل ہے۔ انسانی میلوں کی نشان دہی کرنے والے کئی رنگ برنگے لیمپوں کی طرح، ہم اس کی مکمل سلطنت کے تاباں گواہ اور اسکی بادشاہت اور حکومت کے بے حد خلا کے پار بہت چمکنے والی روشن شہادت ہیں۔

ہم میں سے ہر ایک ایک چمکدار خادم ہے جو قریب و بعید، اس دنیا اور اگلی دنیا میں اور کئی اس پار دنیاؤں میں، اس کی لامحدودیت میں ذاتِ باری تعالیٰ کی شان وشوکت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک اس ذاتِ باری تعالیٰ کی طاقت کا ایک معجزہ ہے، تخلیق کے درخت پر ایک مکمل منظم پھل، خداوند کریم کی توحید کا ایک چمکتا ہوا جلوہ، اس کے فرشتوں کے لیے ایک گھر، ایک سواری اور ایک مسجد، اعلیٰ جہانوں کا ایک لیمپ اور ایک سورج، ایک زیور، ایک پھول، آسمانی کُرّے کا ایک محل، آسمانی سمندر کی ایک چمکدار مچھلی اور ہر ایک آسمانوں کے چہرے میں نصب کی ہوئی ایک آنکھ [۱۰] ہے۔ ہماری وسیع قوم کے درمیان آسودگی کے درمیان خاموشی، حکمت میں حرکت نور کا زیور شان و شوکت والی آن بان کے ساتھ سب سے زیادہ متنوع حسن کامل آہنگی میں اور اعلیٰ ترین فن مطلق العنان توازن میں موجود ہے۔

[۱۰] دوسرے الفاظ میں ہم ایک پوائنٹر یا تختہ نما ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے عجائبات دیکھ رہے ہیں اور دوسروں کو ان کی طرف دیکھنے کا اشارہ کر رہے ہیں۔ آسمان ان گنت آنکھوں کے ساتھ زمین کے ربانی فن کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جس طرح فرشتے آسمانوں میں کرتے ہیں، ستارے زمین کا جو کہ ایک عجائبات کی نمائش کا ہال ہے، مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کا ایسا کرنا صاحب شعور مخلوقات کو اس توجہ سے مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

چونکہ تم ہمیں بدنظمی اور خالی مسافتوں کا جن کا کوئی فرض اور آقا نہیں ہے جبکہ ہم لاتعداد زبانوں میں اپنے شان وشوکت والے کارساز کی توحید اور اس کے ہمیشہ کے لیے سب کے مقصود و مطلوب ہونے اور اس کے کمال، فضل اور جمال کی صفات کا اعلان کرتے ہیں۔ چونکہ تم ہمیں جن کی طہارت بے داغ ہے اور جن کی اطاعت اور خادمیت کامل ہے۔ تمہاری دیدہ دلیری کے بدلے میں تمہارا انعام تمہارے منہ پر ایک طمانچہ ہے!

شیطان کو پتھر مارنے کے اشارے کی طرح، ستارہ جھوٹے دعوے کرنے والے کے چہرے پر ٹکر مارتا ہے اور اسے ستاروں کی سلطنت سے جہنم کی تہہ میں پھینک دیتا ہے۔ یہ طبیعی فلسفے کو بھی غیر یقینی [45] طوفانوں میں پھینک دیتا ہے اور حادثے کو عدم کے کنوئیں میں یہ ان تمام کو جو اپنے آپ کو خلاف قیاسی اور امرِ محال انتہائی اندھیرے میں اللہ تعالیٰ کی حکومت میں کچھ حصے کا مالک اور دین کے خلاف ہر دلیل کو سب سے نیچا سمجھتے ہیں۔ پھر ستارے اکٹھے ہو کر اس مقدس فرمان کی تلاوت کرتے ہیں:

اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ خدا ہوتے تو فساد برپا ہو جاتا (الانبیاء 22:21)

اور اعلان کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، نہ ہی مکھی کے بازو کی درز میں اور نہ آسمانوں کے ستاروں اور خلاؤں کے درمیان۔ ''تیری حمد ہے۔ ہمیں علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ بیشک تو ہی سب کچھ جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

اے اللہ تعالیٰ! درود وسلام بھیج ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر جو تیری مخلوقات کی کثرت کے درمیان تیری توحید کا لیمپ ہے اور جو کائنات کے نمائش کے ہال میں تیری یکتائی کا نقیب، اور آپ ﷺ کی آل پر اور آپ ﷺ کے صحابہؓ پر۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ٹھپوں یا چھاپوں کو دیکھو کہ وہ زمین کو اس کی موت کے بعد کیسے زندہ کرتا ہے۔

نکاف (الروم 50:30)

[45] بھول چوک کے بعد فطرت پچھتائی۔ یہ سمجھ کر کہ اس کا مناسب مقصد اور ذمہ داری سرگرم نہ ہونا اور اثرات یا نتائج کا سبب بننا نہیں ہے بلکہ اس کا حصول اور اس پر عمل کرنا ہے، اس نے محسوس کیا کہ یہ ربانی تقدیر کی ایک قسم کی نوٹ بک ہے۔ انتقال اور تبدیلی کے لیے اثر پذیر پروردگار کی طاقت کا ایک قسم کا پروگرام، شان وشوکت والے رب قدیر کی قائم کردہ تخلیق کے قواعد کے مجموعے سے ملتا جلتا ذاتِ باری کے قوانین کا ایک مجموعہ ہے۔ اس نے مکمل تابعداری کے ساتھ درکشاپ کے اپنے فرض کو اختیار کر لیا اور اپنی مکمل ناطاقتی کو تسلیم کر کے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے لقب اور پروردگار کی کاریگری کو حاصل کر لیا۔

مندرجہ ذیل اس آیت کے ابدی باغ کے پھول کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

ہر درخت کھلتے وقت ایک تال دار اور ترکیب دیا ہوا ایک قصیدہ ہوتا ہے۔

خالق کی اعلیٰ اور تابناک تعریفوں کی نغمہ سرائی کرتا ہوا یا کئی آنکھوں والی کوئی چیز جو دیکھے اور دوسروں کو خدائے کارساز کے آشکارا عجائبات دیکھنے کا باعث بنے۔

یا اس نے اس کے ارکان کو سبزے میں ان کے تہوار کے لیے ملبوس کر دیا ہے تاکہ اس کا مالک اس پر اپنے شاندار کارناموں اور تحفوں کو دیکھ سکے جبکہ یہ خود کو نمائش کے ہال میں نمایاں کرتا ہے۔

زمین انسان کی آنکھوں کے سامنے اس کی رحمت کی زیب و زینت، اس سے اس کی تخلیق کی حکمت کا اعلان کرتے ہوئے ہے وہ اہم خزانے اس کے پھلوں کے پروردگار کی فیاضی اور سخاوت اس میں ذخیرہ کئے گئے ہیں۔

اس کی تعریف ہے اس کی شفقت کتنی سخی ہے اس کے لیے دلائل کتنے واضح ہیں، اس کے ثبوت کتنے تابناک ہیں!

تصور ان ہزاروں بنسریوں سے ملتے جلتے ان درختوں (کی شاخوں) سے جسموں میں ملبوس فرشتوں کو دیکھتا ہے جس سے ہمیشہ سے زندہ ذاتِ باری تعالیٰ کی تعریفوں کے نغمے سنے جاتے ہیں۔

ہر ایک ورق ایک زبان ہے جو یہ تلاوت کرتی ہے:

''اے ہمیشہ سے زندہ (یاحی)!'' اور سب مل کرلئے سے پڑھ رہے ہیں: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔

کہہ دیجئے: ''اے اللہ، بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہے حکومت چھین لیتا ہے۔ (آل عمران 26:3)

وہ متواتر بولتے ہیں: ''اے صداقت''، اعلان کردو: ''اے ہمیشہ سے زندہ (یاحیُّ)! اور مل کر اعلان کرتے ہیں: ''اللہ''!

اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا۔ (قٓ 9:50)

ایک مختصر ضمیمہ:

مندرجہ ذیل آیت کو سنو۔

کیا انہوں نے کبھی آسمان کو اپنے اوپر نہیں دیکھا؟ ہم نے اس کو کس طرح بنایا اور آراستہ کیا؟ (قٓ 6:50)

آسمان کے چہرے کو دیکھو' تم خاموشی کو پرسکون متانت میں دیکھتے ہو۔ ایک بامقصد حرکت'

شان وشوکت میں تابانی' زینت میں مسکراہٹ' تمام تخلیق کی حسن ترتیب اور فن کی ہم آہنگی میں ملے ہوئے۔ اس کی شمع کی آب وتاب' اس کے لیمپ کا چندھیانا اور اس کے ستاروں کی چمک دمک ان کے لیے لامحدود مطلق العنانیت ظاہر کرتے ہیں جن کے پاس دور اندیشی اور استدلال ہوتا ہے۔ سورہ قٓ کی آیت 6 مندرجہ بالا کی سطروں کی تفسیر مندرجہ ذیل تشریح ہے۔ آیت آسمان کے مزین اور خوبصورت چہرے کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ وہ لوگ' جو اس کا غور سے مشاہدہ کرتے ہیں' انہیں اس غیر معمولی سکوت کی خاموشی اور وہاں مشاہدے میں آنے والے سکھ پر ضرور غور کرنا چاہیے۔ اور یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہیے کہ آسمان نے اس شکل کو ایک مطلق العنان طاقت والی ذات کے حکم اور اس کی ماتحتی نے اختیار کیا ہے۔ اگر آسمانی اجسام اپنے بڑے سائز اور حرکت کی رفتار سے بلا سوچے سمجھے بے مقصد پھرتے تو نتیجہ پذیر شور ہر ایک شخص کو بہرا کر دیتا۔ وہ ایسا کہرام اور پیچیدگی برپا کر دیتے کہ کائنات دھڑام سے گر پڑتی۔ اگر بیس بھینیس اکٹھی ایک ہی رقبے پر چلیں پھریں' تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ وہ کیا شور وغوغا اور ابتری بپا کر دیں گی۔ تاہم' علم فلکیات کے ماہروں کے مطابق کچھ حرکت کرنے والے ستارے زمین سے ایک ہزار گنا بڑے ہیں اور بڑی توپ کے گولے سے ستر گنا تیزی سے چلتے ہیں۔

یہ امر مسلم ہے کہ سکوت اور آرام سے آسمانی اجسام کی خاموشی سے شان وشوکت والے کارساز کی طاقت اور محکومی کی حد اور کمال والے قادرِ مطلق اور ستاروں کی اللہ تعالیٰ کے حضور اطاعت اور فرمانبرداری کو تم سمجھ سکتے ہو۔

ایک بامقصد نقل وحرکت:

یہ آیت ہمیں آسمان میں بامقصد نقل وحرکت پر غور کرنے کا حکم دیتی ہے۔ وہ عجیب وغریب اور زوردار نقل وحرکت غیر معمولی طور پر عمدہ اور جامع مقصد پر مطلق انحصار کرتے ہوئے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ ایک فیکٹری کی وسعت اور نظام' جس کے پہیے حکمت' مکمل نظم وضبط سے اور دانش مندانہ مقاصد کے لیے پھرتے اور زور مارتے ہیں' ظاہر کرتے ہیں کہ کس حد تک اس کا انجینئر تعلیم یافتہ اور ماہر ہے۔ اسی طریقے سے سورج کا مرکز میں ہونا اور سیاروں کا کئی دانش مندانہ مقاصد کے لیے ایک مکمل اور عمدہ طریقے سے اس کے گرد گردش کرنا' شمسی نظام قادرِ مطلق کی ذات طاقت اور حکمت کی حد آشکارا کرتا ہے۔

شان وشوکت کی تابانی اور زینت کی مسکراہٹ:

آسمان ایسی شان وشوکت کی تابانی اور زینت کی ایسی مسکراہٹ سموئے ہوئے ہے کہ یہ عالی شان شہنشاہی اور خوبصورت فن کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جیسے شان وشوکت والا کارساز کنٹرول کرتا

ہے۔ اسی طرح سے جس طرح خاص موقعوں پر مستعمل لاتعداد درخشانیاں بادشاہ کی شان و شوکت اور اس کے ملک کا برتر تمدن دکھانے کے لیے اپنے شاندار چمکنے والے ستاروں کے ساتھ وسیع آسمان توجہ کرنے والی آنکھوں کو جلال والے کارساز کی شہنشاہی اور اس کے فن کی خوبصورتی کا کمال دکھاتے ہیں۔

تخلیق کے قرینے اور فن کی ہم آہنگی میں تمام یکجا:

یہ آیت بتلاتی ہے: آسمان میں تنظیم اور توازن کو دیکھو اور جان لو کہ خالق کتنا طاقتور اور حکمت والا ہے۔ جب تم کسی کو متعدد اجسام کو ایک مکمل ترتیب اور ایک خاص نازک توازن کے ساتھ، کئی دانش مندانہ مقاصد کے لیے یکے بعد دیگرے پھراتے ہوئے دیکھو، تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ وہ کتنا حکمت والا، طاقتور اور ماہر ہے۔

اسی طرح اپنے ہیبت ناک سائز اور رفتار والے ان گنت ستاروں کے ساتھ اپنی ہولناک کشادگی کے ساتھ وسیع آسمانوں نے اربوں سالوں سے اپنے فرائض ایک قائم شدہ معیار اور ایک خاص حساس توازن کے ساتھ سرانجام دیے ہیں۔ انہوں نے کبھی اپنی حدود سے تجاوز نہیں کیا اور کبھی ذرہ برابر بھی انتشار کا ارتکاب نہیں کیا۔ یہ کھلی آنکھوں والے لوگوں پر واضح کرتا ہے کہ بالکل اسی طرح سے یہ کتنا حساس اور ٹھیک ٹھیک پیمانہ ہے جس کے مطابق ان کا شان و شوکت والا کارساز اپنی حکومت کو نافذ کرتا ہے۔

سورۃ النبا کی آیات کے مشابہ اسی طرح منجملہ دوسری باتوں کے، یہ آیت اس بات کی بھی نشاندہی کرتی ہے کہ شان و شوکت والے خالق نے سورج، چاند اور دوسرے اجرامِ فلکی کو مسخر کیا ہے۔

اس کی شمع کی تابانی، اس کے لیمپ کا چمک دکھلانا اور اس کے ستاروں کی چمک دمک ان کے لیے لامحدود شہنشاہی عیاں کرتے ہیں جو بصیرت اور صحیح استدلال رکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مزین چھت پر ایک سورج کا لیمپ لٹکایا ہوا ہے جو حرارت اور روشنی دیتا ہے۔ وہ اسے بطور ایک روشنی کے لیمپ کے ہمیشہ سے سب کے مقصود و مطلوب کے حروف کو دن اور [illegible]ں اور موسموں کے صفحات پر لکھنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

ایک اونچے مینار پر گھڑیال کی روشن گھنٹے کی سوئی کی طرح، اس نے چاند کو آسمان کے گنبد میں وقت کی سب سے بڑی گھنٹے کی سوئی بنایا ہے۔ ایک مکمل ماپ اور عمدہ حساب کے مطابق وہ اسے اس

کی محل سراؤں کے ذریعے چلاتا ہے۔ ایسے گویا کہ وہ ہر رات کے پاس ایک ہلال چھوڑ دیتا ہے اور پھر ان سب کو اس میں (غیر مرئی بنا کر) تہہ کر دیتا ہے۔ مزید برآں' اس نے آسمان کے خوبصورت چہرے کو ان ستاروں سے جڑ دیا ہے جو اس گنبد میں چمکتے اور مسکراتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی غیر محدود شہنشاہی اور اس کی ربانی عظمت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور غور و فکر کرنے والے لوگوں کو اس کی ہستی اور توحید میں ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔

کائنات کی کتاب کے رنگ برنگے صفحے کو دیکھو اور ملاحظہ کرو کہ کس طرح طاقت کے سنہری قلم نے اس پر قلم کاری کی ہے! ان کے لیے کوئی صفحہ سیاہ نہیں چھوڑا گیا جو اپنے دل کی آنکھوں کے ساتھ دیکھ سکتے ہیں۔ یہ ایسے ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نشانات روشنی سے لکھے ہیں۔ غور کرو کہ کائنات حکمت کا کیا ہی ہکا بکا کر دینے والا معجزہ ہے! دیکھو کہ کائنات کی فضائے بسیط کیسا ہولناک چشمہ ہے!

ستاروں کی بات پر کان دھرو اور ان کی خوبصورت نصیحت پر غور کرو!

غور کرو کہ ان تابناک حکمت کے سرکاری مراسلے پر کیا لکھا ہوا ہے!

وہ تمام کے تمام مل کر یہ مفید لیکچر دے رہے ہیں۔

ہم میں سے ہر ایک شان والے قادر مطلق کی شان و شوکت والی شہنشاہی کے لیے ایک چمکتا ہوا ثبوت ہے۔

ہم کارساز مطلق کی ہستی اور اس کی توحید اور طاقت کی شہادت دیتے ہیں۔

ہم زمین کے چہرے پر جس پر فرشتے سیریں کرتے ہیں' سونا چڑھانے کے لیے روشنی بھیجنے والے لطیف معجزات ہیں

ہم آسمانوں کی بھانپنے والی' جنت کا پتہ بتانے والی اور زمین کی نگرانی کرنے والی لاتعداد آنکھیں ہیں۔

ہم تخلیق کے درخت کی آسمانی شاخ اور کہکشاں کی ٹہنیوں سے لگے ہوئے نہایت پاکیزہ پھل ہیں جنھیں شان و شوکت والے رحمان کی حکمت والے ہاتھ نے لگایا ہے۔

بہشت کے باسیوں کے لئے ہم چلتی پھرتی مساجد' گردش کرتے ہوئے مکانات' عظیم گھر' روشنی بکھیرنے والے لیمپ' بڑے بڑے بحری جہاز اور ہوائی جہاز ہیں۔

ہم قادر مطلق' کمال والی ذات اور شان و شوکت والے حکیم کے معجزات ہیں۔

ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے تخلیقی فن' اس کی حکمت کی ندرت' اس کی تخلیق کا عجوبہ اور روشنی کا ایک جہان ہیں۔ اس کے لیے جو سچ مچ انسان ہے' ہم ان گنت زبانوں میں بے شمار ثبوت پیش کرتے ہیں۔

دہریوں کی آنکھیں، خواہ وہ اندھی ہوں، ہمارے چہروں کو کبھی نہیں دیکھ پاتیں، نہ ہی ان کے کان ہماری گفتگو سنتے ہیں

ہم وہ نشان ہیں جو سچ بولتے ہیں۔ ہم پر وہی چھاپ اور مہر ہے۔ ہم اپنے پروردگار کی اطاعت اور تعریف کرتے ہیں اور عبادت میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم کہکشاں کے وسیع ترین دائروں میں دلربا عاشق ہیں۔ وہ دائرے جو ہمارے پروردگار کے اسماء یا ناموں کی تلاوت کرتے ہیں۔

دوسرا مرکز:

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

کہہ دیجئے! ''وہ اللہ یکتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں۔ (الاخلاص 112:1-2)

یہ مرکز تین مقاصد پر مشتمل ہے۔

پہلا مقصد:

(ایک ستارے کے ذریعے نیچے پھینکے جانے پر' ان کے نمائندوں نے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں، تخلیق کا ایک حصہ تلاش کرنے کی کوشش کو ترک کر دیا جو اس (مرد یا عورت) کو اللہ کا شریک تسلیم کرتا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی توحید کے متعلق شک ابھارنے کے لیے، اس (مرد یا عورت) نے اس کے ساتھیوں کے ذہنوں میں، یہ تین سوالات کر کے، شک پیدا کرنے کی کوشش کی)

سوال: دہریوں کی زبان میں، وہ (مرد یا عورت) پوچھتا ہے ''میں نے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے کوئی شہادت نہیں پائی لیکن تم لامحدود طاقت والی اکیلی ذات کا وجود کیسے ثابت کر سکتے ہو؟ تم کیوں کائنات کی تخلیق اور کارروائی میں ہر ایک چیز کا سوائے اس ذات کی طاقت کے انکار کرتے ہو؟

جواب: جیسا کہ بائیسویں لفظ یا کلمے میں بآسانی ثابت کیا گیا تھا، ہر ایک مخلوق لازی طور پر موجود اور مطلق طور پر ایک ذات کی ضروری ہستی کے لیے ایک کھلا ثبوت ہے۔ تخلیق کے سلسلے کی ہر ایک کڑی اس ذاتِ باری کی توحید کو ثابت کرتی ہے۔ کئی قرآنی دلائل میں سے خاص طور پر جیسے ان آیات میں۔

(الف) اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔ (الزمر 39:38) اور

(ب) اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا فرمانا اور تمہاری زبانوں اور

رنگوں کا مختلف ہونا ہے۔(الروم:22:30)

آسمانوں اور زمین کی تخلیق کو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید کے ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ باشعور لوگوں کو جو آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں' شان وشوکت والے خالق کی ہستی کی ضرور تصدیق کرنی چاہیے۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ ان کا خالق کون ہے تو ان کا جواب ہوتا ہے "اللہ تعالیٰ"۔

پہلے مرکز میں ہم نے ایٹم سے شروع کیا تھا اور اجرامِ فلکی پر ربانی توحید کی چھاپ دکھائی تھی۔ جہاں تک آسمانوں اور ستاروں کا تعلق ہے' قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کو مسترد کرتا ہے اس کے معنی ہیں کہ (چونکہ کائنات ایک شخص کی مانند ہے کیونکہ دونوں نامیاتی جسم ہیں جن کے اجزاء اکٹھے کام کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے مربوط ہیں) قادرِ مطلق ذات کو' جس نے آسمانوں اور زمین کو ایک مکمل نظام میں تخلیق کیا' ضرور اس حیران کن نظامِ شمسی کو اس ذاتِ باری کی طاقت کی گرفت میں خیال کرنا چاہیے۔

چونکہ وہ قادرِ مطلق ذات سورج اور اس کے سیاروں کا بندوبست کر کے اور اس کی حرکات کو باقاعدہ رکھ کر' اپنی طاقت کی گرفت میں رکھتی ہے' زمین کو ضرور اس کی طاقت کی گرفت اور بندوبست میں ہونا چاہیے۔ یہ امر واقعی ہے کہ اس کی تمام مخلوقات جو اس کا پھل ہے اور جنہیں اس کے پھل اس کی ہستی کا منزل مقصود سمجھا جانا چاہیے۔

اس مالک کی گرفت (اٹھانا' انتظام کرنا' اور اٹھائے رکھنا) میں ہیں۔ زمین پر پھیلی ہوئی اور کچھ عرصہ بعد سجا کر رکھی گئی تمام مخلوقات' ایک ایک کر کے یا گروہوں کی شکل میں زمین کو ایک مسلسل دور یا چکر میں بھرتی اور خالی کرتی ہیں۔ چونکہ وہ سب کی سب ذات باری تعالیٰ کی طاقت اور علم کی گرفت میں ہیں اور ان کا اللہ تعالیٰ کے عدل اور حکمت کے مطابق انتظام و انصرام کیا جاتا ہے۔ ہر ایک جنس کا ہر ایک فرد' جن میں سے ہر ایک کو اچھی شکل میں ڈھالا گیا اور مکمل طور پر کائنات کا ایک چھوٹا نمونہ بنایا گیا ہے۔ اس کی جنسوں کا ایک ننھا سا نمونہ اور کائنات کی کتاب کا ایک ننھا سا انڈیکس ذاتِ باری تعالیٰ کی حکومت کی گرفت' ایجاد' تعمیر اور بندوبست میں ہے۔

یہ امرِ واقع ہے کہ ہر جاندار مخلوق کے خلیے' خون کے ذرات' اعضا اور اعصاب باری تعالیٰ کے حکم کے تابع اور اس کے اختیار میں ہیں اور اس کے قوانین کے مطابق حرکت کرتے ہیں۔ آخر میں' ذرات یا ایٹم' لازمی تعمیر کے بلاک' جو تمام مخلوقات اور ان کے حصوں کو وجود دیتے ہیں' اور ان کے ڈیزائن اور ان کی تشکیل کے ذرائع ہیں۔ اس ذاتِ باری تعالیٰ کی گرفت اور اس کے علم کے دائرے میں ہیں۔ وہ سب سے زیادہ باقاعدگی سے حرکت کرتے ہیں اور اس کے حکم' اجازت اور قوت سے

مکمل فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

ہر ایک ایٹم اس کے قانون' اذن اور حکم سے حرکت کرتا اور وظیفہ ادا کرتا ہے۔ اس لیے اس کا علم اور حکمت ہر ایک چہرے کو بے نظیر بنا کر امتیاز کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی آوازیں اور زبانیں مختلف ہیں۔ اس آیت پر غور کرو جو اولین اور سب سے زیادہ عالمگیر اور آخری اور سب سے زیادہ منفرد رابطے کا ذکر کر کے' تخلیق کے اس سلسلے اور تخلیق میں اس کے نشانات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

> اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں کا اور زمین کا پیدا فرمانا اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا ہے۔ بلاشبہ اس میں بھی علماء کے لیے نشانیاں ہیں۔ (الروم: (22:30

اب ہم کہتے ہیں ''اے ان کے نمائندو! جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں! یہ شہادتیں اتنی قوی ہیں جتنے کہ تخلیق کے سلسلے' جو قادرِ مطلق ذات کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور اس کی توحید کو ثابت کرتی ہیں''۔

چونکہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق مطلق کا طاقتور کارساز اور اس کی بے حد اور لامحدود طور پر کامل طاقت کی طرف اشارہ کرتی ہے' وہ قطعی طور پر شریکوں سے پاک ہے جبکہ اس کو ان کی کوئی ضرورت نہیں تو تم اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے سیاہ راستے پر کیوں چلتے ہو؟ چونکہ وہ اپنی خدائی میں کوئی شریک نہیں رکھتا۔ اس کی خدائی اور تخلیق میں کوئی شراکت ناممکن ہے۔ کائنات اور زمین کے حقیقی کارساز کی طاقت بے حد اور لامحدود طور پر مکمل ہے اور اس کے سامنے ہر ایک چیز برابر ہے۔ اگر کوئی شریک ہوتا تو اس کا تقاضا ہوتا کہ ایک محدود طاقت ایک بے حد اور لامحدود کامل طاقت کو شکست دیتی یا کسی طرح اس کی تجدید کر دیتی اور اسے نااہلیت کے ساتھ اسے بگاڑ دیتی۔ ایسے بیانات نامتحکم ہیں۔

شریکوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور ان کا فرضی وجود ناقابل تصور ہے۔ ایسے دعوے ٹھونسے ہوئے اور یک طرفہ فیصلے ہیں جن کو دلیل اور منطق سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ یہ علم دین یا دینیات اور تحقیق کے اسلوب کا اصول ہے کہ شہادت سے نہ پیدا ہونے والے احتمال اور امکان پر غور نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ کہ یہ علم پر مبنی یقینِ کامل اور یقینی بات کو مجروح نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر' نظریاتی طور پر یہ قابلِ تصور ہے کہ جھیل ایڈگر ڈر تیل یا سیب کے رس میں تبدیل ہوسکتی ہے۔

لیکن چونکہ یہ محض واقعاتی شہادت کی بنا پر اٹھایا گیا ایک امکان ہے۔ یہ ہمارے یقین کو' کہ جھیل میں پانی ہے' نقصان نہیں پہنچاتا۔

اسی طرح سے ہم نے کائنات کے ہر حصے' ذرات سے لے کر ستاروں تک سے پہلے مرکز میں

اور آسمانوں اور زمین سے لے کر بے نظیر چہروں کی تخلیق تک' دوسرے مرکز میں پوچھا ہے۔ ہر حصے نے اللہ تعالیٰ کی یکتائی کی تصدیق کی۔ ہر حصے نے اللہ تعالیٰ کی یکتائی کی تصدیق کی اور اس کی توحید کی چھاپ دکھائی۔ اس لیے کوئی واقعاتی نشان نہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی شرک پایا جا سکے۔ یہ امر واقع ہے کہ یہ دعویٰ ٹھونسا ہوا' بے معنی اور غیر واقعی ہے اور ایسے تمام دعوے واضح' بے معنی اور خالص جہالت ہیں۔

سوال: وہ' جو ربانی توحید کو مسترد کرتے ہیں' ایک دوسرا مسئلہ کھڑا کر دیتے ہیں۔ ہر ایک چیز ایک علت پر انحصار کرتی ہے اور علت اور نتیجے کے دور یا دائرے کے مطابق ظہور پذیر ہوتی ہے۔ چونکہ حادثہ یا اتفاق پوری کائنات میں ظاہر ہوتا ہے' علتوں کو چیزوں کی تخلیق اور کارروائی میں ضرور حصہ لینا چاہیے۔ اگر وہ حصہ لیتی ہیں تو وہ حصہ دار یا شریک ہو سکتی ہیں۔

جواب: جیسا کہ ربانی مشیت اور حکمت کا تقاضا ہے اور جیسا کہ ربانی اسماء یا نام اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ نتائج کا انحصار علتوں پر ہوتا ہے۔ تاہم' جیسا کہ ''رسالہ نور'' میں یقینی طور پر بحث کی گئی ہے' علتیں کوئی تخلیقی اثر نہیں رکھتیں۔ یہاں ہم مندرجہ ذیل کا اضافہ کرتے ہیں:

نتائج کو ظہور میں لانے کے لیے باشعور مخلوقات سب سے زیادہ متاثر کرنے والی علتیں ہیں۔ انسانیت' جو آزاد اور سب سے زیادہ جامع قوت ارادی اور اسے نافذ کرنے کے لیے وسیع میدان رکھتی ہے۔ سب سے زیادہ باوقار' باشعور مخلوق ہے۔ گفتگو کرنا' سوچنا اور کھانا ہماری آزاد مشیت کے سب سے زیادہ نمایاں اعمال ہیں۔ وہ اپنے آپ میں واقعات کے خوش ترتیب یافتہ سلسلے سموئے ہوئے ہیں۔ لیکن صرف ایک بلاواسطہ ہماری آزاد مرضی سے مربوط ہے۔ مثال کے طور پر' کھانا اور اس کے خلیوں میں خوراک بننے سے متعلق سب طریقوں میں سے صرف ان کو چھپانا ہماری آزاد مرضی پر منحصر ہے۔ بھوک' پیاس' اور کھانے کی خواہش آزاد مرضی سے خارجی یا بیرونی ہے جیسے کہ جسم کی آزادانہ کارکردگی ہے۔ گفتگو کرنے کے معاملے میں آزاد مرضی صوتی اعضاء کے ذریعے آوازیں پیدا کرنے کے لیے ضروری ہوا کو سانس اندر کھینچنے اور باہر نکالنے تک محدود ہے۔ ایک لفظ جو منہ میں ایک بیج کی طرح ہے' جب بولا جائے تو ایک درخت کی طرح بن جاتا ہے اور لاکھوں پھل پیدا کرتا ہے جو اس لفظ واحد سے ملتے جلتے ہیں اور لاکھوں کانوں میں داخل ہوتا ہے۔ ہم اس کثرت کا صرف تصور کر سکتے ہیں۔ جب یہ لفظ کہہ دیا جاتا ہے تو پھر آزاد مرضی کا کوئی زیادہ دخل نہیں ہوتا۔

اگر انسانیت سب سے زیادہ باوقار علت اور نمائندہ' ارادے کو استعمال کرنے میں سب سے زیادہ آزاد کا تخلیق میں کوئی کردار نہیں' تو فطرت (مثلاً بے جان اجسام' عناصر' پودے' حیوانات) کیسے تخلیق میں کوئی حقیقی اثر یا کردار ادا کر سکتی ہے؟

کس طرح سے فطری قوانین، جن کے پاس کوئی شعور، ارادہ یا علم اور فرضی وجود نہیں۔ کائنات جیسا معجزاتی نظام پیدا کر سکتے ہیں، جس کی تخلیق اور کارروائی لامحدود علم، ارادے اور طاقت کی متقاضی ہے؟ وہ کس طرح سے ایک مرد یا عورت کی طرح ایک معجزانہ زندگی، باشعور، ناطق، استدلالی اور علمی نامیاتی جسم تخلیق کر سکتے ہیں؟

فطرت صرف پروردگار کی مخلوقات کے لیے ایک غلاف اور رحمان کی ذات کے تحائف کے لیے ایک طشت ہے۔ تحفے کا حامل طشت، کپڑا جس میں یہ لپیٹا ہوا ہے حتیٰ کہ وہ جو اسے لاتا ہے، بادشاہ کی حکومت میں حصہ دار یا شریک نہیں ہوسکتا۔ وہ جو اس کو نہیں سمجھتا، فریب سے اندھا ہو جاتا ہے۔ اسی طریقے سے، ظاہری علتیں اور ذرائع ربانی حکومت میں کوئی کردار نہیں رکھتے، ان کا فرض صرف عبادت کرنا ہے۔

دوسرا مقصد:

(ناامیدی میں، یہ ہستی شک کے ذریعے ربانی توحید میں ایمان کو منہدم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔)

سوال: تم دلیل دیتے ہو کہ کائنات کا مقصود و مطلوب ہے۔ وہ اکیلا ہے، تاہم وہ ہر چیز پر مطلق اور آزادانہ کنٹرول رکھتا ہے۔ وہ بیک وقت تمام چیزوں پر اپنا مطلق اختیار نافذ کرتا ہے اور ایک ہی وقت میں بے شمار کام کر سکتا ہے۔ ہم ایسے گمراہ کن دعوے پر کس طرح یقین کر سکتے ہیں؟ کس طرح سے ایک ہستی بے شمار جگہوں پر ان گنت کام ایک ہی وقت میں بغیر مشکل کے کر سکتی ہے؟

جواب: ایک جواب کا تقاضا ہے کہ ہم ایک انتہائی شاندار اور نفیس اور بہت ارفع اور جامع، اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے اور سب کے مقصود و مطلوب ہونے کے راز کا تجزیہ کریں۔ ذہن اس راز کی تہہ تک صرف تقابل سے پہنچ سکتا ہے۔ اگرچہ اس کے جوہر اور اس کی صفات کے مشابہ یا برابر کوئی نہیں اور وہ تقابل کے قابل نہیں ہیں، اس کے اعمال پر مقابلے کے ذریعے غور کیا جا سکتا ہے۔

پہلا جائزہ:

جیسا کہ سولہویں لفظ یا کلمے میں قائل کرتے ہوئے استدلال کیا گیا۔ لوگ کئی آئینوں کے ذریعے عالمگیریت حاصل کر سکتے ہیں جبکہ اصل میں خاص ہوتے ہوئے، وہ ایک ہی وقت میں متعدد پہلو اختیار کر کے عالمگیر ہو سکتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح سے چیزیں جیسے شیشہ اور پانی ان آئینوں میں عالمگیر ہو جاتے ہیں، زیادہ مصفّٰی اور شفاف مواد (جیسے ہوا، پتھر، رموز کی دنیا کے بعض اجسام اور غیر مادی شکلیں) نور کے اجسام اور روحانی مخلوقات کے آئینوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ ایسا

مادہ انہیں، اتنا تیز سفر کرنے کی جتنی کہ روشنی اور تصور ہے، اجازت دیتے ہوئے لے جاتا ہے۔

ان پر بیٹھ کر، نور کے یہ اجسام اور روحانی مخلوقات ایسی صاف سلطنتوں میں جیسی کہ غیر مادی شکلوں کی دنیا ہے، تصور کی رفتار سے سفر کرتی ہیں اور ایک ہی وقت میں ہزاروں مقامات پر موجود ہوسکتی ہیں۔ چونکہ وہ نور کے ہیں اور ان کے عکس خود آپس میں ہو بہو ہیں اور ٹھیک وہی خوبیاں رکھتے ہیں، وہ ہر جگہ عمل کرتے ہیں گویا کہ وہ ذاتی طور پر وہاں موجود ہیں۔ ٹھوس مادی اجسام خود آپس میں ہو بہو نہیں ہوتے اور اپنی ہی طرح وہی خوبیاں نہ رکھتے ہوئے، بے جان ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر سورج ایک خاص چیز ہے جو شفاف چیزوں پر چمکنے سے عالمگیریت حاصل کرتا ہے۔ یہ اپنے عکس اور سائے زمین پر چمکنے والی چیزوں کو، ہر ایک کی سکت کے مطابق ادھار دیتا ہے۔ حتیٰ کہ پانی کا ایک قطرہ اور شیشے کا ٹکڑا سورج کے سائے کو منعکس کرتا ہے۔ سورج زمین پر اپنی روشنی، حرارت، عکس اور اپنی روشنی کے سات رنگوں کے ذریعہ ہر جگہ موجود ہے۔

اگر اس کے پاس علم اور شعور ہوتا، ہر ایک جسم، خاص طور پر چمکنے والی اور شفاف، ایک نشست یا کرسی ہوتا جس کے ذریعے یہ ہر ایک چیز سے رابطہ کر سکتا۔ یہ تمام باشعور مخلوقات کے ساتھ تمام دوسروں کے ساتھ خط و کتابت آئینوں یا ایک دوسرے کی آنکھ کے ذریعے میل ملاپ بھی کر سکنے کے قابل ہوتا۔ اپنے علم، طاقت اور دوسری صفات کے ذریعے زمین پر موجود اور ہر جگہ کام کرتے وقت یہ کہیں بھی اصالتاً نہ ہوتا۔ سورج صرف شان و شوکت والی ٹھوس، خاص اور بے جان شان و شوکت والی ہستی کے ایک ہزار اور ایک اسماء میں سے اسم ''النور'' کے ٹھوس خاص اور بے جان آئینے کی طرح ہے۔ ایسے عالمگیر وظائف کے ساتھ اس کی عزت افزائی کی گئی ہے۔ چنانچہ باوجود اس کے اصل میں اکیلے ہونے کے، شان و شوکت والی ہستی کیوں ایک ہی وقت میں اَن گنت چیزوں کے کرنے کے ناقابل ہونی چاہیے۔

دوسرا جائزہ:

چونکہ کائنات ایک درخت کی طرح ہے۔ ہر ایک درخت کائنات کی حقیقتوں کی مثال ہوسکتی ہے۔ بہت بڑے درخت کو بطور کائنات کے ایک ننھے سے نمونے کو اپنے کمرے کے سامنے لے جا کر ہم کائنات میں ربانی یکتائی کے جلوے کا مظاہرہ کریں گے۔ اس درخت کے تقریباً ایک ہزار پھل ہیں اور ہر ایک پھل کے کم از کم ایک سو بیج ہیں۔ تمام پھل اور بیج ایک ہی وقت میں پیدا کیے گئے تھے۔ تاہم وہ درخت اس کے بنیادی بیج، جڑوں اور تنے میں زندگی کے اس جوہری مرکز کی وہی اکیلی گٹھلی رکھتا ہے۔ اس گٹھلی میں ربانی مشیئت اور ربانی حکم سے صادر ہونے والے اس کی

ساخت کے قوانین شامل ہیں اور ہر ایک پھل اور بیج میں موجود ہونے سے درخت کے تمام حصوں میں نفوذ کرتی ہے۔

روشنی، حرارت اور ہوا کے ناموافق زندگی کا یہ جوہری مرکز، جو کہ اکیلا ربانی مشیئت اور ربانی حکم کے قانون کا مظاہرہ کرتا ہے، جو منتشر نہیں ہوتا لیکن یہ ہر ایک حصے میں موجود ہے۔ اس کے کئی گنا افعال اس کے اکیلے پن کے خلاف نہیں ہیں۔ درحقیقت ربانی مشیئت کی درخشانی کہ ربانی حکم اور زندگی کا جوہری مرکز ہر ایک حصے میں اور اسی وقت کہیں بھی نہیں موجود ہوسکتا۔ یہ ایسے ہے گویا کہ ربانی حکم قانون کی اتنی آنکھیں اور کان ہیں جتنے کہ اس شاندار درخت کے پھل اور بیج یا یہ ایسے ہے گویا کہ درخت کا ہر ایک حصہ اس ربانی حکم کے قانون کے حواس اور جذبات کے لیے ایک کنٹرول مرکز رکھتا تھا۔ درخت کی رگیں اور حصے جیسے کہ شاخیں اس آپشن یا وظیفے کی ادائیگی میں ٹیلی فون کی تاروں کی طرح ہیں۔

یہ امرِ واقع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت کی صفت کا ایک خاص جلوہ ایک ہی وقت میں لاکھوں مقامات پر قابل مشاہدہ ہونے کے طور پر لاکھوں اعمال کا ذریعہ ہے۔ ہم قائل ہیں، گویا کہ اسے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر، کہ شان و شوکت والی ہستی تخلیق کے درخت اور اس کے تمام حصوں اور ایٹموں کو اپنی طاقت اور ارادہ دکھا کر کنٹرول کرتی ہے۔

جیسا کہ سولھویں لفظ یا کلمے میں، یقینی طور پر قائل کر کے، دلیل دی گئی، ایسے اکیلے، غیر تغیر پذیر اور مجبور روشنی پھیلانے والے اجسام، جیسے سورج، مادے، اس کے حکم کے قوانین اور اس کے ارادے کی تجلیوں کی پابند جیسے کہ وہ جو اس درخت کی زندگی کے مرکزی جوہر پر مشتمل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق حرکت کرتے ہیں، بیک وقت اور کئی مقامات پر موجود اور متعدد کام سرانجام دیتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ اگرچہ ایسا ہر ایک جسم مادے کا پابند ایک خاص چیز ہے، یہ ایک عالمگیر چیز سے ملتا جلتا ہے اور فوراً کئی چیزیں انجام دے سکتا ہے۔ تم اسے خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور اس لیے اس کا انکار نہیں کر سکتے۔

مقدس ذات مادے سے پاک پابندیوں اور گاڑھے پن کی سیاہی سے مستثنیٰ ہے۔ تمام روشنیاں اور روشنی دینے والی چیزیں اور خالص نور کی تمام مخلوقات ذاتِ مقدس کے اسماء کے نور کا تن تنہا سایہ ہے۔ ہستی اور زندگی۔ روحوں کے جہان، غیر مادی شکلیں اور رموز اور درمیانی قبر کی دنیا (عالمِ برزخ) ذات باری کے جمال اور فضل کے نیم شفاف آئینے ہیں۔ اس کی صفات ہمہ گیر احاطہ کرنے والی ہیں۔ اس کے افعال عالمگیر ہیں۔

کیسے کوئی چیز اس ذاتِ باری تعالیٰ سے چھپ سکتی ہے جو اکیلا ہے، جو اپنی صفات اور افعال

کار' اپنے عالمگیر ارادے' مطلق طاقت اور جامع علم کے ذریعے جلوہ دکھاتا ہے؟ کون اس سے دور ہوسکتا ہے یا بغیر عالمگیریت کے حصول کے اس کے قریب آ سکتا ہے؟ اسے کون کچھ اور کرنے سے روک سکتا ہے؟

جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا ہے' اسے کیوں نہ غیر مادی آنکھیں اور کان رکھنے چاہئیں جو مخلوقات کو دیکھ اور سن سکتے ہیں؟ کیوں چیزوں کے' سلسلے' نسوں اور تاروں کی طرح نہیں ہونے چاہئیں' جو تیزی سے اس کے قوانین اور احکام کی اطلاع دیتے ہیں؟ کیوں وہ چیزیں' جو رکاوٹیں اور مزاحمتیں خیال کی جاتی ہیں' ذاتِ باری کی تخلیق کے آزاد فیصلے کے ذرائع نہیں ہوسکتیں؟ کیوں علتیں اور ذرائع صرف (کائنات اور آزاد کارروائی کے ذاتِ باری کے بلا واسطہ کنٹرول کے) ظاہری حجابات نہیں ہوسکتے؟

کیوں اسے ہر جگہ موجود نہیں اور کسی ایک جگہ محیط یا محدود نہیں ہونا چاہیے؟ کیوں اسے کسی ایک جگہ رہائش رکھنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے؟ کیوں مسافت' سائز اور وجود کی سطحوں کے پردے ذات باری تعالیٰ کی قربت کی یا ان کو دیکھنے اور کنٹرول کرنے کی' جیسا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے' رکاوٹیں ہونی چاہئیں؟ کیوں تغیر' تبدل' تقسیم' خلا اور حصے کی گنجائش (تمام طبعی' محدود' اتفاقی' ٹھوس' اور بڑھنے والی مخلوقات کی حقیقی خوبیاں) حادثاتی ذاتِ مقدس' روشنیوں کی روشنی' توحید والی ذات' لازمی طور پر موجود ذات' جو مادے' پابندی' نقص اور خطا سے مبرا ہے' کے لیے ضروری ہیں؟ کیا ناطاقتی کبھی اس کے شایانِ شان ہوتی ہے؟ کیا نقص کبھی اس کی عزت اور شان میں ظاہر ہوتا ہے؟

دوسرے مقصد کا اختتام:

اپنے کُرے کے سامنے درخت کے پھل کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یکتائی پر غور کرنے سے' عکسوں کے مندرجہ ذیل سلسلے میرے ذہن میں آئے۔

اس ذاتِ باری تعالیٰ کی تعریف ہے جس نے اپنی زمین کے باغ کو اپنے فن کے لیے ایک نمائش کا ہال بنایا۔ وہ اسے اپنی حکمت کی نمائش کرنے' اپنی طاقت کو آشکارا کرنے' اپنی رحمت کے پھلنے پھولنے' اپنی جنت کے بیجوں کو بوئے جانے اور اپنی مخلوقات کو آنے اور جانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

مزین حیوانات' سجے ہوئے پرندے' ثمر بار درخت اور پھول دینے والے پودے اس کے فن کے عجائبات' اس کی مہربانی کے تحائف' اور اس کی مہربانی کی پیشکشیں ہیں۔ خوبصورت پھلوں کی وجہ سے پھولوں کا مسکرانا' پرندوں کا صبح کو بادِ صبا کی وجہ سے چہچہانا' بارش کے قطروں کا پھولوں کے

چہروں پر چمکنا' ماؤں کی اپنے شیر خوار بچوں کے لیے شفقت--- یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ محبت کرنے والی ذات اپنے آپ کو متعارف کرانا چاہتی ہے۔ رحمان ذات اپنے آپ کو محبوب بنانا چاہتی ہے۔ ذاتِ رؤف چاہتی ہے کہ اس کی شفقت کو جانا جائے اور کرم کرنے والی ذات چاہتی ہے کہ اس کی شفقت کو انسان' جن' فرشتے اور دوسری روحانی مخلوقات جان لیں۔

ہر ایک پھل اور بیج' ربانی حکمت کا ایک معجزہ' ربانی فن کا ایک عجوبہ' ربانی رحمت کا تحفہ اور ربانی یکتائی کا ثبوت اور قیامت کو اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا ایک نشان ہے۔ وہ اس کی جامع طاقت اور ہر چیز پر محیط علم اور اس انواع واقسام کی دنیا میں یکتائی کے آئینے ہیں کیونکہ اپنے وجود کی زبان میں ہر ایک کہتا ہے "یہ مفصل درخت مجھ میں شامل ہے۔ محنت کے ساتھ اس کی تکمیل میں منہمک نہ ہو جاؤ۔ اس کے تمام اجزاء اور خدوخال مجھ میں جھلی دار لفافے یا کیپسول کی طرح رکھے جاتے ہیں"۔ ایک بیج پھل کے درخت کی طرح ربانی یکتائی کا معجزہ ہے۔ اپنے وجود کی زبان میں یہ اپنے دل میں پورے درخت کی تلاوت کردہ ربانی اسماء یا ناموں کو اپنے دل میں تلاوت کرتا ہے۔

بیج ربانی تقدیر کے نشانات اور ربانی طاقت کے مجسم رموز ہیں۔ ان کے ذریعے تقدیر اور طاقت اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ہر مفصل درخت ایک بیج سے اگایا جاتا ہے اور اس لیے وہ اپنے کارساز کی یکتائی کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا اس کی تخلیق اور تشکیل میں کوئی شریک نہیں۔ اس کے اگ جانے اور پوری طرح مکمل ہو جانے کے بعد یہ اپنے تمام قوانین' حقائق اور سوانح کو ایک پھل میں سمیٹ لیتی ہے۔ جیسا کہ اس کے تمام معنی ایک بیج میں سموئے ہوئے ہیں۔ یہ شان و شوکت والے خالق کی حکمت کو اس کی تخلیق اور حکومت میں ظاہر کرتی ہے۔

اس درخت کے معاملے کی طرح' یکتائی درخت کے خالق کے وجود اور نشوونما کا منبع بھی ہے۔ اسی طرح سے' کائنات کا پھل ہونے سے' انسانیت مخلوقات کے گوناگوں تنوع میں توحید کی طرف اشارہ کرتی ہے اور انسانی دل توحید کے معنی کو یقین کی آنکھ سے انواع واقسام میں دیکھتا ہے۔ یہ پھل اور بیج ربانی حکمت کی لوحیں بھی ہیں جن کے ذریعے حکمت باشعور مخلوقات سے اس طرح بات چیت کرتی ہے۔

اس کی نشوونما پر صرف کی گئی اس درخت کی زندگی اور کوششوں کا مقصد اس کے پھل ہیں جو اس کی نمائندگی کرتے اور اس کی نشوونما کی تمنا کرتے ہیں۔ اس کی زندگی کا مقصد اس کے بیج ہیں کیونکہ ہر ایک بیج درخت کے پورے معنی کا حامل انڈیکس ہے۔ چنانچہ وہ ذات' جو درخت اور اس کی نشوونما کے لیے ضروری حالات پیدا کرتی ہے اس کی ہستی کے مقصدِ تخلیق کے پھل سے درخت کی زندگی کے متعلق اس کے اسماء کی تمام تجلیوں کی آرزو کرتی ہے۔ مزید برآں' اس بڑے درخت کی

بعض اوقات اس کی نشوونما کو کنٹرول کرنے اور اسے کئی سالوں کے لیے بہتر پھل دینے کے لیے کانٹ چھانٹ کی جاتی ہے۔ اس کے کچھ حصوں کو کاٹ دیتے ہیں تاکہ اس کے شباب کا اعادہ ہو۔

اسی طرح سے' چونکہ ہم تخلیق کے درخت کا پھل ہیں' ہم کائنات کی تخلیق اور ہستی کی وجہ ہیں اور انسانی دل کائنات کے کارساز سب سے زیادہ منور اور جامع آئینہ ہے۔ اس وجہ سے' انسانیت اینٹھنوں' انقلابات' طوفانوں اور طبعی اور معاشرتی تبدیلیوں سے متعدد دفعہ گزرتی ہے اور یہ کائنات کی تخریب اور جدید تشکیل کا باعث بنے گی اور اس کے فیصلے کے لیے اس دنیا کا دروازہ بند ہوگا اور ایک نئی دنیا کا دروازہ کھلے گا۔

یہاں قیامت سے متعلق قرآنی پیرایہ ہائے اظہار کی فصاحت اور قوت کی نشاندہی کرنے والے نقطے کی تشریح کرنا مناسب ہے۔ جیسا کہ اوپر بحث کی گئی' انسانیت کے فیصلے کے لیے کائنات کو ضرور تباہ کیا جائے گا اور ایک نئی کائنات تعمیر کی جائے گی۔ ایک طاقت ہے جو اسے کرے گی۔ تاہم قیامت مرحلہ وار برپا کی جائے گی۔ ہمیں بعض دوسرے مراحل میں یقین کرنا چاہیے اور ان کا علم حاصل کرنا چاہیے۔ دوسرے مراحل کو سمجھنے اور ان کا علم حاصل کرنے کے لیے ہمیں روحانی اور شعوری طور پر ضرور نشوونما پانی چاہیے۔ سادہ ترین مرحلے کو ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید ہماری توجہ ایک ایسی طاقت کی طرف دلاتا ہے جو قیامت کا وسیع ترین دائرہ کھولے گی۔

یہ سادہ ترین مرحلہ ہے جسے تمام لوگوں کو ضرور جاننا اور اس میں یقین کرنا چاہیے۔

جب لوگ مر جاتے ہیں تو ان کی روحیں دوسرے ٹھکانوں پر چلی جاتی ہیں۔ ان کے جسم زمین کے نیچے گل سڑ جاتے ہیں لیکن ایک ننھا سا حصہ (بیج) ویسے ہی رہتا ہے۔ قیامت کے دوران اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں سے دوبارہ پیدا کرتا ہے اور روح کو اس کی طرف لوٹاتا ہے۔

یہ مرحلہ اتنا آسان ہے کہ اس کی اَن گنت مثالیں ہر موسم بہار میں نظر آتی ہیں۔ کئی قرآنی آیات ہماری توجہ اس طاقت کی کارروائیوں کی طرف دلاتی ہیں جو تمام ذرات کو اکٹھا کرے گی اور پھر منتشر کر دے گی۔ بعض اوقات وہ ایک ایسی طاقت اور حکمت کے کارناموں کو دکھاتے ہیں جو تخلیق کو کالعدم کر دیں گے اور پھر اسے دوبارہ پیدا کریں گے یا آسمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے اور ستاروں کو بکھیر دیں گے۔ وہ ایک طاقت اور حکمت کی کارروائیوں اور تجلیوں کو ظاہر کرتے ہیں جو تمام زندہ مخلوقات کو فوراً صدائے واحد کے ذریعے ماریں گے اور پھر زندہ کریں گے یا ایک طاقت اور حکمت کے کارنامے' جو پہاڑوں کو ہوا میں اچھالیں گے' دنیا کو مکمل طور پر ہموار کر دیں گے اور اس دنیا کے بدلے ایک نئی اور زیادہ خوبصورت دنیا کو مقام دیں گے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ اس مرحلے کے ساتھ جس میں تمام لوگ دوبارہ پیدا کیے جائیں گے اور

جس پر تمام لوگوں کو ضرور ایمان لانا اور اس کا علم رکھنا چاہیے' اللہ تعالیٰ قیامت سے متعلق تمام کام اسی طاقت اور حکمت کے ساتھ سرانجام دے گا۔

سوال: الفاظ میں تم --- تمثیلات کی شکل میں قیاسات کو اکثر استعمال کرتے ہو۔ منطق کے مطابق ایسے قیاسات یقینی بات پیش نہیں کرتے اور عقیدے کے لیے یقینِ کامل کے متقاضی مسائل کو ضرور منطقی ثبوتوں پر مبنی ہونا چاہیے۔ قیاس کو اصول فقہ میں امکانی حلوں اور ان معاملات کے لیے جن میں ایک ٹھیک ٹھیک متعین مفروضہ کافی ہو' استعمال کیا جاتا ہے۔ مزید برآں تم قیاسات اور تقابلات کو بطور تمثیلات پیش کرتے ہو جو تعریف کی رو سے حقیقی نہیں ہیں۔

جواب: منطق کے مطابق قیاسات یقین پیش نہیں کرتے لیکن ایک قسم کا قیاس منطقی ثبوت سے زیادہ منطقی ہوتا ہے اور استخراج سے زیادہ بڑا یقین دیتا ہے۔

ایک عالمگیر صداقت کے انعام کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ایک خاص قیاس کا استعمال اور اپنے نتیجہ کو اس صداقت پر مبنی کرنا' اس صداقت کو سکھانے اور خاص واقعات اور حقائق سے اس کے مطابق نبٹنے کے لیے تم عام یا عالمگیر قانون دکھاتے ہو جس پر صداقت ایک یقینی خاص مقصد کے لیے مبنی ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر اس قیاس کے ذریعے کہ سورج ایک اکیلا جسم ہے جو فوراً تمام چمکتی ہوئی چیزوں میں موجود ہوسکتا ہے' ہم ایک صداقت کا قانون دکھاتے ہیں۔

روشنی اور روشنی کی چیزیں مقید نہیں ہیں۔ مسافت' سائز اور مقدار ایسی چیزوں پر کوئی فرق نہیں ڈالتیں اور وہ فضائے بسیط میں سموئی نہیں جاسکتیں۔

ایک درخت کے پتے اور پھل ایک ہی مرکز اور ایک ہی وقت میں ایک ربانی حکم کے ذریعے آسانی سے اور مکمل طور پر تشکیل پاتے ہیں۔ یہ امر ایک زبردست صداقت اور عالمگیر قانون کا اشارہ ظاہر کرتا ہے اور اس صداقت اور قانون کو ثابت کرتا ہے۔ ایک درخت کی طرح یہ وسیع کائنات اس قانون اور یکتائی کی تجلی کا نتیجہ ہے۔ الفاظ میں تمام قیاسات اور جائزے اس قسم کے ہیں۔ وہ منطقی ثبوتوں سے زیادہ بڑے یقینِ کامل اور یقینی بات پیش کرتے ہیں۔

جہاں تک دوسرے حصے کا تعلق ہے' تو علمِ فصاحت کے مطابق استعارہ ایک لفظ یا مرکب ناقص ہوتا ہے جو اس کے اصلی معنی کے علاوہ دوسرے معنی کو تجویز کرنے یا بیان کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ایسے بیانات میں استعاریہ (نہ کہ اصلی) معنی کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اگر استعاریہ معنی حقیقت کے مطابق ہوتا ہے تو تم سچ کہہ رہے ہوتے ہو۔ مثال کے طور پر بلندی اس مرکب ناقص سے ادا کیا جاسکتا ہے۔ ''فلاں فلاں کی تلوار کی میان لمبی ہے'' اگر وہ آدمی لمبے قد والا ہے' یہ بیان سچ

ہے خواہ اس کے پاس ایسی تلوار ہے یا نہیں ہے کیونکہ مرکب ناقص معنوں میں مجازی ہے۔ ایسی تمثیلات جیسی کہ دسویں اور بائیسویں الفاظ میں ہیں' ان حقیقتوں کو سموئے ہوئے ہیں' جن کو استعاروں میں تلاش کیا جاتا ہے۔ ان کے اصلی معانی دوربینوں کی طرح ہیں جن کے ذریعے صداقت کو بیان ہوتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے۔ ہم تمثیلات کی زبان میں گفتگو کرتے ہیں تا کہ قارئین لطیف حقائق کو ایسے تقابلات کے ذریعے سمجھ سکیں۔ تاہم ان کو ہر ایک کے لیے قابلِ فہم بنانے کے لیے کیفیتوں اور رغبتوں کو گفتگوؤں کی شکلوں میں پیش کیا جاتا ہے اور لوگوں کے کردار کو ایک خاص فرد کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

تیسرا مقصد:

(دوسرے سوال کا ایک یقین بخش جواب پا کر' گمراہ طبقہ پوچھتا ہے)۔

سوال: قرآنی بیانات جیسے خالقوں میں سے بہترین اور رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا دوستوں کے وجود کا خیال دلاتے ہیں۔ مزید برآں' تم دعویٰ کرتے ہو کہ اعلیٰ ترین درجے کے کمالات کا احاطہ کر کے کائنات کا خالق لامحدود کمالات رکھتا ہے لیکن کمالات کو نمایاں فرقوں سے جانچا جاتا ہے۔ خوشی کا کمال بغیر درد کے نہیں سمجھا جاتا۔ اجالے کو بغیر اندھیرے کے پہچانا نہیں جاتا اور ملاپ کوئی مزا نہیں دیتا اگر جدائی نہ ہو۔

جواب: ہم پہلے حصے کا جواب پانچ اشاروں کے ذریعے دیتے ہیں۔

پہلا اشارہ:

ایک کتاب ہو کہ جو ربانی توحید پر زور دیتی ہے' قرآن مجید ان مرکبات ناقصہ کو استعمال نہیں کرسکا ہے' جیسے تم ان کو سمجھتے ہو۔ بلکہ سب سے بہترین خالق کے معنی ہیں کہ خالق تخلیقیت کا سب سے بڑا منصب رکھتا ہے۔ یہ امر دوسرے خالقوں کی ہستی کا خیال نہیں دلاتا۔ کیونکہ دوسری صفات کی طرح تخلیقیت تجلیوں کے مدارج رکھتی ہے۔ چنانچہ اس مرکبِ ناقص کا مطلب ہے کہ وہ شان و شوکت والا خالق ہے جس کے پاس تخلیقیت کا آخری مرتبہ ہے۔

دوسرا اشارہ:

خالقوں میں سے بہترین' جیسے مرکبات ناقصہ خالقوں کی کثرتوں کا خیال نہیں دلاتے بلکہ وہ مخلوقات کی جنسوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا مطلب ہے کہ وہ ایک خالق ہے جو چیزوں کو بہترین اور سب سے زیادہ مناسب وضع میں پیدا کرتا ہے۔ آیات جیسے--- جس نے خوب بنائی ہر چیز بھی

جو بنائی (السجدہ: 7:32)--- کے یہی معنی ہیں۔

تیسرا اشارہ:

ایسے مرکبات ناقصہ جیسے خالقوں میں سے بہترین اللہ تعالیٰ عظیم ترین ہے۔
جنوں میں سے بہترین اور
مہربانوں میں سے بہترین

اللہ تعالیٰ کے ان افعال اور اوصاف کا موازنہ نہیں کرتے جو کائنات میں ان مخلوقات کے ساتھ آشکارا ہوتے ہیں جو صرف اپنی سایہ دار پرچھائیں نمایاں کرتی ہیں۔ مخلوقات کے پاس جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے۔

(ہم دیکھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ البصیر ہے اور ہم سنتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ السمیع ہے) انسانوں، فرشتوں اور جنوں کے تمام کمالات اللہ تعالیٰ کے تعلق سے نامعلوم سائے ہیں، جو تقابل سے ماوراء ہیں۔

لوگ خصوصاً گمراہ مناسب طور پر اللہ تعالیٰ کا اندازہ نہیں لگا سکتے اور عام طور پر اس سے غافل ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک پرائیویٹ شخص اپنے دفعدار کی عزت کرتا ہے لیکن اس بادشاہ سے تغافل شعار ہوتا ہے۔ جب وہ دفعدار کا کسی چیز پر شکریہ ادا کرتا ہے اسے تنبیہ کی جانی چاہیے:

''بادشاہ تمہارے دفعدار سے زیادہ عظیم ہے، اس لیے تمہیں بادشاہ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے''۔

اصل میں ہر ایک چیز بالآخر بادشاہ کی طرف سے آتی ہے۔ دفعدار محض ایک قاصد ہے۔ بادشاہ کے حقیقی اور شاندار حکم کا دفعدار کے حکم سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ تنبیہ کا واحد مقصد، جس میں ایک موازنہ ہوتا ہے، پرائیویٹ شخص کو تنبیہ کرنا ہوتا ہے جو شکریے میں دفعدار کو یاد رکھتا ہے اور بادشاہ کو بھول جاتا ہے۔

اسی طرح سے وسائل، فطرت اور علتیں مہربانیوں کے سچے عطا کرنے والے سے غافل لوگوں کو اندھا کر دیتی ہیں۔ وہ ان مہربانیوں کو، جن کو وہ حاصل کرتے ہیں۔ وسائل، فطرت اور علتوں کی تخلیقیت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ گویا کہ وہ اصل ماخذ ہیں اور وہ ان کی تعریف اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یہ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے کا یقینی راستہ ہے اور اس لیے قرآن مجید تنبیہ کرتا ہے:

اللہ تعالیٰ بہت زیادہ عظیم اور کہیں زیادہ بہتر خالق اور محسن ہے (اصل میں اس کے معنی ہیں کہ وہ تنہا خالق اور محسن ہے) اس کا احترام کرو اور اس کا شکرادا کرو۔

چوتھا اشارہ:

مقابلے سچ مچ موجود‘ ممکن حتیٰ کہ تصوراتی چیزوں کے درمیان کیے جاسکتے ہیں۔ لوگ اللہ تعالیٰ کے اسماء یا ناموں میں لامحدود درجے اور صفات کے معنی خیال کر سکتے ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ‘ سب سے مکمل اور تمام درجوں میں‘ جو اس کے اسماء اور صفات کی طرف منسوب تصور کیے جاتے ہیں‘ سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ کائنات اس کی شہادت دیتی ہے۔ اس کے اسماء کی اس کی تفصیل اتنی بہترین اور اتنی خوبصورت ترین ہے جتنی کہ یہ آیت ---

سب اچھے نام اسی کے لیے ہیں۔ (طٰہٰ 8:20)

اس کی طرف نشاندہی کرتی ہے۔

پانچواں اشارہ:

ایسے مرکبات ناقصہ کا مندرجہ ذیل نقطہ نظر سے بھی خیال کیا جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی دو قسم کی صفات اور تجلیوں کے طریقے ہیں۔ پہلی قسم میں (واحدیت)‘ جامع قانون کی شکل جس کو وہ اپنے اسماء کو تمام کائنات میں ظاہری وسائل اور علتوں کے پیچھے سے دکھاتا ہے۔ دوسری قسم میں (احدیت)‘ جس میں وہ اپنی تجلیوں کو کسی ایک ہستی پر بغیر وسائل اور حجابات کے مرکوز کرتا ہے۔ جب اسی دوسرے طریقے میں دکھایا جائے‘ اس کی مہربانی‘ تخلیق‘ اور شان پہلے طریقے میں دکھائی گئی ان تجلیوں سے زیادہ نمایاں‘ زیادہ خوبصورت اور چمکدار ہوتی ہیں۔

فرض کرو کہ ایک ولی صفت بادشاہ اپنا اختیار بلا واسطہ نافذ کرتا ہے۔ وہ ایسا دو طریقوں سے کر سکتا ہے۔

بعض عام قوانین کے ذریعے سے جن کو اس نے ہر دفتر میں اہلکاروں اور گورنروں سے کام لے کر یا بلا واسطہ ہر جگہ موجود ہو کر ایک ہی وقت میں انتظام کر کے اہلکاروں کے بغیر مختلف شکلوں میں‘ قائم کیا ہے۔ یہ دوسرا طریقہ بہتر اور بہت ہی اچھا ہے۔

اسی طرح سے کائنات کا خالق ہمیشہ کے لیے بادشاہ اس زندگی میں اپنی حکومت کو چھپانے اور اپنی بادشاہی کی شان وشوکت کا مظاہرہ کرنے کے لیے ذرائع اور علتوں کو استعمال کرتا ہے۔ تاہم اس نے اپنے آسمانوں کے دلوں میں ایک پرائیویٹ ٹیلی فون بھی نصب کیا ہے تاکہ تمام ذرائع اور علتوں کو پیچھے چھوڑ کر وہ اس سے رابطہ کر سکیں اور یہ اعلان کریں:

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں''۔ (الفاتحہ 5:1)

خالقوں میں سے بہترین‘ تمام رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور اللہ

تعالیٰ عظیم ترین ہے جیسے مرکباتِ ناقصہ بھی اس حقیقت کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کیسے ہم کسی چیز کو مکمل سمجھ سکتے ہیں اگر کوئی اس کے متضاد نہیں ہے' مندرجہ ذیل پانچ نکات پر غور کریں۔

پہلا نکتہ:

وہ جو ایسا سوال کرتا ہے' سچے کمال سے بے خبر ہے اور اضافی کمالات کے سچے ہونے کا تصور کرتا ہے۔ کوئی خوبی' کمال یا سبقت جو اپنے آپ کو دوسرے کے مقابلے یا مخالفت میں ظاہر کرتی ہے' سچی نہیں ہے۔ بلکہ یہ اضافی قدر اور اہمیت کی ہے۔ چنانچہ اس کی متضاد کو کھو دینا اسے اپنی قدر کھو دینے کا باعث بنتا ہے۔

مثال کے طور پر سخت سردی میں حرارت کی خواہش ہوتی ہے اور خوراک بھوک کے تناسب سے لذیذ ہوتی ہے۔ بغیر سردی اور بھوک کے حرارت اور خوراک کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ سچی خوشی' محبت' کمال یا خوبی اپنے آپ کو بمقابلہ دوسروں کے یا اپنے متضادوں کے درجوں کے تناسب میں ظاہر نہیں کرتے--- وہ اپنے آپ کے اور اپنے ذریعے سے ہیں اور اس لیے وہ اپنے آپ کے لیے حقائق ہیں۔

زندگی حقائق کو سموئے ہوئے ہے جنہیں مقابلوں اور متضادوں کے سمجھنے اور داد دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

وجود رکھنے کا مزہ' زندگی' رحم' شفقت' یقین' محبت' علم اور زندگی کا چہرہ' نور کا جمال' چہرہ' اخلاقی خوبیاں اور اچھا کردار دیکھنے اور سننے کا لطف اور جمال اور ربانی اصلیت کا کمال' صفات اور افعال جو تبدیل نہیں ہوتے' اضداد کے ساتھ اور ان کے بغیر وہ خود خوبیاں اور کمالات ہیں۔ چنانچہ شان و شوکت والے کارساز' فضل اور جمال کے مصنف اور کمال کے خالق خود اور اپنے آپ میں سچے ہیں۔ تخلیق میں کمالات ہر ایک مخلوق کی اہلیت کے مطابق اپنے عکس ہیں۔

دوسرا نکتہ:

شرح المواقف میں سید شریف الجرجانی لکھتے ہیں ''محبت' خوشی' منفعت' جنسی یا فطری رجحان سے یا کمال سے وجود میں آتی ہے۔ کمال سے خود اس کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے''۔ دوسرے الفاظ میں تم کسی چیز یا شخص سے اس کی فتح خوشی یا منفعت یا جنسی یا فطری (جیسے پدری' مادری یا اولادی یعنی اولاد کی وجہ سے) میلان یا اس کے کمال سے محبت کرتے ہو۔ اگر تکمیل محبت کو جگاتی ہے تو کسی دوسری وجہ کو تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہے۔ مثال کے طور پر لوگوں کا تکمیل اور مکمل خوبی والے لوگوں کی

طرف میلان ہوتا ہے۔ اگر چہ ان کا ان کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔

چنانچہ وہ سچے' ناقابلِ اعتراض اور لامحدود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام کمالات اور اس کے خوبصورت ترین اسماء یا ناموں کو خود ان کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے۔ شان وشوکت والی ہستی جو قطعی طور پر محبت کے لائق ہے اور حقیقی محبوب ہستی ہے۔ اپنے کمالات اور اپنے اسماء اور صفات کی خوبصورتیوں سے محبت کرتی ہے۔ یہ سچ ہیں اور اس ہستی کے شایانِ شان وجود رکھتی ہیں۔ وہ اپنے فن کے کارناموں سے محبت کرتا ہے جو اس کے کمالات اور اس کی مخلوقات کی خوبصورتیوں کو منعکس کرتے ہیں۔ وہ اپنے پیغمبروں اور ولیوں سے خصوصاً اپنے بزرگ پیغمبر' جو تمام پیغمبروں کا سربراہ اور ولیوں کا آقا ہے۔ حضرت محمد ﷺ سے محبت کرتا ہے۔

خود اس کی اپنے جمال سے محبت کی وجہ سے وہ اپنے محبوب سے محبت کرتا ہے جو اس جمال کو منعکس کرتا ہے۔ خود اس کی اپنی اسماء سے محبت کی وجہ سے وہ اپنے محبوب سے محبت کرتا ہے جو ان اسماء کو اور دوسرے پیغمبروں کو جامع ترین طریقوں سے آشکارا کرتا ہے۔ اس کی اپنے فن سے محبت کی وجہ سے وہ اپنے محبوب سے محبت کرتا ہے جو اس فن کا مظاہرہ کرتا ہے اور ان سے جو محبت کرتا ہے جو اس کی طرح ہیں (دوسرے پیغمبر) اس کی اپنی مخلوقات سے محبت کی وجہ سے وہ اپنے محبوب سے محبت کرتا ہے جو ان مخلوقات کو قدردانی اور نمایاں اظہارِ مسرت سے یہ کہتے ہوئے استقبال کرتا ہے "اللہ تعالیٰ نے کیا کیا عجائبات کا ارادہ کیا ہے! اللہ تعالیٰ انہیں برکت دے! کتنی خوبصورتی سے انہیں تخلیق کیا گیا ہے" اور ان کا استقبال کرتا ہے جو ان کے پیچھے آتے ہیں۔ اپنی مخلوقات کے ساتھ اپنی محبت کی وجہ سے وہ اپنے محبوب سے محبت کرتا ہے جو ان تمام خوبصورتیوں اور اخلاقی خوبیوں کا مجسمہ ہے جن میں وہ اور اس کے پیروکار شریک ہیں۔

تیسرا نکتہ:

کائنات کے تمام کمالات شان وشوکت والی ذات کے کمالات اور اس کے جمال کی علامات ہیں۔ اس کے کمال کی نسبت سے تمام جمال اور کمال ایک غیر نمایاں سایہ ہے۔ اب میں اس حقیت کی طرف شہادتوں کے پانچ اشارہ کرنے والے یا انڈیکسوں کو مختصر طور پر پیش کرتا ہوں۔

پہلی شہادت:

ایک عالی شان اور کمال سے تعمیر کیا ہوا اور مزین محل مکمل انجینئرنگ' فن تعمیر اور لکڑی کے ہلکے کام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ مکمل انجینئرنگ' فن تعمیر اور لکڑی کا ہلکا کام اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں' جو تعمیر کرنے والا' انجینئر' ماہر فن تعمیر' آرائش کرنے والا' لکڑی کا ہلکا کام کرنے والا' جیسے خطابوں

سے پکارے جانے کے لائق ہے۔ یہ خطابات تعمیر کرنے والے کی مہارت کے کمال کو ظاہر کرتے ہیں جو اس کی قابلیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ مکمل قابلیت اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ تعمیر کرنے والا ایک عمدہ ترین فطرت کا مالک ہے۔

اسی طرح سے یہ دنیا' ایک مکمل طور پر تعمیر کردہ اور مزین محل مکمل افعال کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ یہ ایک مکمل کارنامہ مکمل افعال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ مکمل کارنامے' منتظم' واضع' دانا' زینت کار جیسے مکمل ناموں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو محل کی تعمیر کرنے میں شامل ہوتے ہیں۔ مکمل نام اور مکمل خطابات مکمل اہلیتیں اور صفات ظاہر کرتے ہیں کیونکہ اگر موخر الذکر نامکمل ہوں تو ان سے جنم لینے والے نام بھی نامکمل ہوتے ہیں۔

مکمل صفات مکمل اہلیت کا مظاہرہ کرتی ہیں' جو' جواب میں' یہ ظاہر کرتی ہیں کہ وہ ذات جس نے محل بنایا ہے' مکمل ہے۔ اگرچہ اس ذات کا کمال لازمی اہلیت' صفات' اسماء' افعال کے پردوں کے ذریعے آشکارا ہو جاتا ہے۔ یہ پھر بھی ہر جگہ مرئی بے عیب کمال اور جمال کا انکشاف کرتی ہے۔

بعد اس کے کہ تم اس ذات کی اصل میں پیدا ہونے والا لامحدود کمال دیکھتے ہو جس کا یہ ہے' تم سمجھ سکتے ہو اضافی کمالات جو دوسروں کے مقابلے یا بطور فرق نمایاں ہے۔ کتنے نامکمل اور مبہم ہیں۔

دوسری شہادت:

جبکہ کھلی آنکھوں سے دیکھا جائے اور مکمل غور و خوض سے خیال کیا جائے تو کائنات دل اور صحت مند شعور کو بتاتی ہے کہ وہ ذات' جس نے اسے اتنا خوبصورت بنایا ہے اور اسے ایسی انواع و اقسام کی زینت سے ڈھانپ دیا ہے۔ ایسا لامحدود جمال اور کمال رکھتی ہے جس نے اسے بنا دیا ہے۔

تیسری شہادت:

مکمل اور اچھے متناسب فن کے کارنامے' مکمل منصوبہ بندی پر انحصار کرتے ہیں جو بدلے میں جامع علم' ایک زرخیز دماغ' عقلی صفائی اور روحانی پاکیزگی پر مبنی ہوتی ہے۔ روح کی پاکیزگی اپنے آپ کو علم کے ذریعے کام میں ظاہر کرتی ہے۔ چنانچہ اپنی تمام خوبصورتیوں کے ساتھ یہ کائنات اس ذات سے متعلق لامحدود علم سے نکلنے والے قطروں پر مشتمل ہوتا ہے جو لامحدود خوبصورتی اور کمال رکھتی ہے۔

چوتھی شہادت:

جیسا کہ تم جانتے ہو' روشنی کی مخلوق روشنی بکھیرتی ہے اور روشن کرتی ہے اور دولت اور فیض

سے نکلنے والی خیر اندیشی ایک فیاض ذات سے جنم لیتی ہے۔ چونکہ یہ ایسا ہے' سورج کی طرف اشارہ کرنے والی روشنی کی طرح' کائنات میں مرئی تمام خوبصورتی اور کمال ایک دوامی خوبصورتی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

سورج کی روشنی کی پرچھائیں سے چمکنے والے زبردست دریا کی طرح خوبصورتی اور کمال کی پرچھائیں سے چمکنے سے مخلوقات زمین کے چہرے پر بہتی ہیں۔ اسی طرح سے جس طرح ایک دریا کی سطح پر بلبلوں میں روشنی کے عکس خود بلبلوں سے جنم نہیں لیتے' مخلوقات کے سیلاب پر عارضی طور پر چمکنے والی خوبصورتیاں اور پرچھائیں خود مخلوقات سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ وہ تو ابدی سورج کے اسماء کی روشنی کے عکس ہیں۔

ان میں ناقابل دائی فیض اور خوبصورتی کے ابدی عکسوں کے برخلاف آئینوں کی پوشیدگی اور مخلوقات کی موت اس امر کے سب سے زیادہ نمایاں ثبوت ہیں کہ ظاہری حسن ان کا نہیں ہے جو ان کو منعکس کرتے ہیں اور یہ کہ مثالی حسن اور ہمیشہ آشکارا مہربانی اور فیض والی ایک ذات ہے جس کا وجود مطلق طور پر لازمی ہے اور جو ہمیشہ کے لیے اور محبت خلق ہے۔

پانچویں شہادت:

اگر مختلف راستوں سے ایک ہی جگہ سے آنے والے کئی لوگ ایک ہی واقعہ کی اطلاع دیتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ واقعہ ہوا ہے۔ اسی طرح سے تمام لوگ جو پوشیدہ صداقتوں کو ظاہر کرتے ہیں اور انہیں اس کا اتنا یقین ہوتا ہے جتنا کہ گویا انہوں نے انہیں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ خواہ مختلف روحانی' سلسلوں سے تعلق رکھنے والے حق کے متلاشی پاک صاف علماء اور بزرگ یا مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے دانا' وقت' جگہ یا اہلیت کے لحاظ کے بغیر' متفق ہوگئے ہیں کہ کائنات کی مخلوقات کے آئینوں میں مرئی خوبصورتیاں اور کمالات واحد لازمی طور پر موجود ایک ہستی کے عکس اور اس کے اسماء کے حسن کی تجلیاں ہیں۔ یہ اجماع ایک غیر متزلزل اور ایک فیصلہ کن شہادت ہے۔

چوتھا نکتہ:

ایک شخص یا ایک چیز کا لطف یا حسن ان لوگوں کے مطابق' جو انہیں حاصل کرتے ہیں' یا ظاہر کرتے ہیں' جانچے جاتے ہیں نہ کہ ان کے اضداد کے مطابق۔ مثال کے طور پر سخاوت ایک خوبصورت اور قابلِ تعریف خوبی ہے۔ سخی لوگ اس خوشی سے جو وہ لوگ حاصل کرتے ہیں' جن کے ساتھ وہ مہربانی کرتے ہیں' سخاوت میں ان کی دوسروں سے برتری کے مقابلے میں کہیں زیادہ لطف اٹھاتے ہیں۔

محتاط اور مشفق لوگ زیادہ خوشی محسوس کرتے ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے آرام کے جن کے لیے وہ شفقت محسوس کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر' اپنے بچوں کے لیے ایک ماں کی شفقت اسے اپنے بچوں کی خوشی اور خیر خواہی میں ایک ایسی بڑی اور قوی خوشی پہنچاتی ہے کہ وہ ان کے لیے تقریباً اپنی جان قربان کر دیتی ہے۔ ایسی ہی خوشی ایک مرغی کو اپنے چھوٹے بچوں کے لیے ایک کتے پر بھی حملہ کرنے کا باعث بنتی ہے۔ سچا لطف' حسن اور لائق ستائش اور قابلِ تعریف اہلیتوں کے کمال کو اس کے لحاظ سے جانچا جاتا ہے جس کے ساتھ ان کا تعلق ہوتا ہے نہ کہ ان کے نظائر اور اضداد کے ساتھ۔ یہ امر واقع ہے کہ مکمل اور رحمان ذات کے رحم' محبت خلق' قیوم' رؤف' مہیمن' رحیم اور مشفق کے کمال کو ان کی رائے سے جانچا جانا چاہیے جس کے لیے ذاتِ خداوندی رحم رکھتی ہے۔

ان کی خوشی اور خیر خواہی کے درجوں کے مطابق جن کو ذات خداوندی اپنی رحمت سے نوازتی ہے' خاص طور پر جنت اس کی مہربانیوں سے لطف اندوز ہونا' رحمان و رؤف ذات محسوس کرتی ہے جسے ہم مقدس محبت' مقدس لطف' مقدس سرور اور مقدس انبساط کہتے ہیں۔ یہ سب کے سب اس کی مقدس برتر ذات مطابقت رکھتے ہیں اور تخلیق میں ان کی نقول سے لامحدود طور پر زیادہ بڑے اور زیادہ مقدس' ارفع اور مصفا ہیں۔

مندرجہ ذیل تقابل کے ذریعے' تم اس زبردست جامع معنی میں ایک تجلی دیکھ سکتے ہو:

فرض کرو کہ ایک مہربان' مشفق اور سخی آدمی کچھ بہت غریب' بھوکے اور محروم آدمیوں کو کھانا کھلانا چاہتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے عمدہ بحری جہاز پر ایک بڑی دعوت کا اہتمام کرتا ہے اور جب وہ کھاتے ہیں تو اوپر سے ان کو دیکھتا ہے۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ احسان مندی میں ان کا کھانے کا لطف اور تعریف اور شکر گزاری میں ان کی خوشی اس شریف اور فیاض آدمی کو کتنا خوش اور مسرور کر سکتی ہے۔

اسی طرح سے رحمان اور رؤف ذات نے زمین کی سطح پر خوراک سے بھرا دسترخوان پھیلا دیا ہے اور زمین کو اپنے تمام باسیوں کے ساتھ فضا میں سفر کرنے کا باعث بناتی ہے۔ وہ اس دسترخوان سے ان کو کھانا کھلاتی ہے اور اپنے بندوں میں سے ان کو دعوت دیتی ہے جو انتہائی طور پر ابدی جنت کے بھوکے اور محروم ہیں۔ وہ ہر ایک باغ کو تیار کرتی ہے گویا کہ وہ تمام اقسام کے کھانوں اور مشروبات سے بھرا ہوا شاندار دسترخوان ہے۔ اس لطف اور خوشی پر غور کرو جو مذکورہ بالا شخص اپنے مہمانوں کے لطف سے محسوس کرتا ہے اور پھر اس کا مقابلہ ناقابلِ بیان پاکیزہ محبت اور مسرت کے ساتھ کرو جس کو رحمان ذات محسوس کرتی ہے۔

اس پر غور کرو۔ اگر ایک ماہر مستری کوئی چیز ایجاد کرتا ہے جو اس طرح کام کرتی ہے جس طرح کا مطلب تھا' وہ شخص (مرد یا عورت) خوش ہوگا اور کہے گا "اللہ تعالیٰ نے کیسے عجائبات کا ارادہ کیا

ہے!'' شان و شوکت والے کارساز نے وسیع کائنات ایجاد کی ہے۔ اس نے زمین کو (عام طور پر) اور اس کی ہر ایک مخلوق کو (خاص طور پر) بنایا ہے' خاص طور پر ہمارے سر کو ایسے طریقے سے بنایا ہے کہ سائنس اس کی تعریف میں گم ہو جائے ہر ایک مخلوق بہت خوبصورت طریقے سے انتہائی درجے تک متوقع نتائج کا مظاہرہ کرتی ہے۔ کائنات کی تخلیق اور کارروائی کے قوانین کے لیے ان کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری جو ان کی عبادت' حمد و ثناء اور اللہ تعالیٰ کی خاص تعریف اور تعظیم اور اپنی زندگیوں کے لیے ربانی مقاصد کے حصول پر مشتمل ہے' اس ذاتِ باری تعالیٰ کو ہماری سمجھ سے ماوراء درجے تک خوش کرتی ہے۔

یا فرض کرو کہ ایک عادل جج انصاف کرنے اور اسے نافذ کرنے سے بہت خوشی حاصل کرتا ہے اور جب وہ مظلوموں کے حقوق بحال کرنے کے قابل ہوتا ہے تو بے انتہا خوش ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اس حقیقت سے پیدا ہونے والے مقدس معنی کا موازنہ کرو جو عادلِ مطلق حکمران شان و شوکت والا اور جذبات سے بے قابو کرنے والا تمام مخلوقات کو زندہ رہنے کا حق دیتا ہے۔ وہ جاندار مخلوقات کو زندگی کا حق دیتا' ان کی حفاظت کرتا اور ان کی زندگی کو برقرار رکھتا ہے اور جارحیت کے خلاف ساتھ رہتا ہے' مکمل انصاف کے ساتھ کائنات میں حقوق بحال کرتا ہے۔ مکمل انصاف کے ساتھ عمل کرتا ہے اور قیامت کے دن انسانوں اور جنوں سے انصاف کرے گا اور مطلق انصاف قائم کرے گا۔

جیسا کہ مندرجہ بالا مثالوں میں ہے' ہر ایک ربانی اسم کئی قسم کے جمال' کرم اور کمال نیز محبت' فخر' وقار اور شان کی سطحوں پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹھیک ٹھیک بزرگ علماء نے جو ربانی اسم محب خلق کو ظاہر کرتے ہیں' یہ نتیجہ اخذ کیا ہے:

''کائنات کا نچوڑ محبت ہے۔ تمام مخلوقات محبت کے ارادے سے حرکت کرتے ہیں۔ کشش' وجد اور ثقل کے قوانین محبت سے جنم لیتے ہیں''۔ ان میں سے ایک نے تو یہاں تک کہا ''کرّے نشے میں ہیں' فرشتے نشے میں ہیں اور اسی طرح ستارے بھی اور زمین بھی نشے میں ہیں۔ نشے ہی میں عناصر' سیارے' درخت اور انسان ہیں۔ تمام جاندار مخلوقات نشے میں ہیں اور اسی طرح تخلیق کے تمام ذرات''۔

ہر ایک مخلوق اپنی اہلیت کے مطابق ربانی محبت کی شراب کے نشے میں ہے۔ لوگ ان سے محبت کرتے ہیں جو ان کے ساتھ مہربان ہوتے ہیں۔ نیز وہ سچے کمال اور برتر حسن سے محبت کرتے ہیں۔ وہ ان سے بھی محبت کرتے ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ مہربان ہیں جن کو وہ محبت کرتے ہیں اور جن کے لیے وہ رحم رکھتے ہیں۔

یہ امر مسلم ہے کہ ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ شان و شوکت والے اور خوبصورت' کمال کے سب سے

زیادہ محبوب، جس کے اسماء میں سے ہر ایک میں مہربانی کے لاتعداد خزانے ہیں جو ان سب کو جن سے ہم محبت کرتے ہیں اپنی عنایتوں سے خوش کرتا ہے اور بے شمار کمالات اور خوبصورتی اور کرم کی سطحوں کا ماخذ ہے۔ بے انتہا محبت اور اپنی محبت کے ساتھ تخلیق کے نشے کے لائق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ بزرگ جنھوں نے ربانی نام محبِ خلق کو آشکار کیا ہے، کہا ہے۔

''حتیٰ کہ ہم جنت بھی نہیں چاہتے۔ ہمارے لیے ربانی محبت کی ایک چمک ہمیشہ کے لیے کافی ہے''۔ اور کیوں، جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے: ''جنت میں ربانی جمال کا ایک منٹ نظارہ کرنا جنت کے تمام عطیات سے سبقت لے جاتا ہے''۔

چنانچہ محبت کے ذریعے حاصل کردہ مکمل محبت اور کمالات بطور ایک کل (اکائی) اور افراد پر ان کی خاص تجلیوں کے دائرے (اتحاد یا بے مثلیت) مخلوقات پر ربانی اسماء کی عالمگیر تجلیوں کے دائروں میں ممکن ہیں۔ ان دائروں کے باہر تصور کیے ہوئے کمالات جھوٹے ہیں۔

پانچواں نکتہ:

گمراہ لوگوں کا نمائندہ کہتا ہے ''اس کو گوشت کے طور پر ذکر کرنے سے تمہاری روایات دنیا کی مذمت کرتی ہیں صداقت اور بزرگی والے تمام لوگ اسے برا اور ناجائز سمجھ کر افسوس کرتے ہیں لیکن تم کہتے ہو کہ یہ تمام ربانی کمالات کو دکھانے کے لیے ذریعہ ہے اور اس کے بارے میں ایک عاشق کی طرح بات کرتے ہو''۔

جواب: دنیا کے تین رخ ہیں۔ پہلا رخ اللہ تعالیٰ کے اسماء سے متعلق ہے اور ان کی نقش کاریوں اور وظائف کو ان کے سامنے آئینوں کی طرح ظاہر کرتا ہے۔ یہ رخ ہمیشہ سے سب کے مقصود و مطلوب کے لاتعداد حروف یا خطوط کا مجموعہ ہے۔ اس لیے یہ بے انتہا خوبصورت اور محبت کے قابل ہے۔ دوسرا رخ آخرت سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ آخرت کے لیے، جنت کے لیے کاشت کاری اور ربانی رحمت کا پھولوں کا بستر ہے۔ پہلے کی طرح یہ خوبصورت اور محبت کے قابل ہے۔

تیسرا رخ ایک غفلت کا پردہ ہے، انسانی قیاس اور آرزو کے لیے ایک کھیل۔ یہ بدصورت ہے کیونکہ یہ فانی، تکلیف دہ اور گمراہ کن ہے اور احادیث سے اس کی مذمت کی جاتی ہے اور سچ کے حامل لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں۔ قرآن مجید تخلیق کی تعریف کرتا ہے اور اس کے پہلے دو رخوں کے ساتھ اہمیت وابستہ کرتا ہے۔ صحابہ کرام اور بزرگوں نے ان رخوں کو تلاش کیا۔

لوگوں کے چار گروہ دنیا کی مذمت اور اس پر ماتم کرتے ہیں۔ پہلا گروہ، وہ لوگ ہیں جو صاحب معرفتِ الٰہی ہیں۔ اس کی مذمت کرتا ہے کیونکہ یہ علم، محبت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے سامنے

ایک رکاوٹ تعمیر کرتا ہے۔ دوسرا گروہ ان پر مشتمل ہے، جن کا مقصد صرف آخرت ہے۔ وہ دنیا سے کراہت کرتے ہیں کیونکہ اس کے معاملات اور اس کی مصروفیات انہیں سنجیدگی سے آخرت کے لیے کوشش کرنے سے روکتی ہیں یا ان کا پختہ یقین اور یقینِ واثق اس کو بہت برا ظاہر کرتے ہیں۔ جب اس کا تقابل جنت کی خوبصورتیوں اور کمالات سے کیا جائے۔ جس طرح تمام لوگ بدصورت ہوں گے اگر ان کا مقابلہ حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا جائے، دنیا کی تمام خوبصورتیاں اور دلآویزیاں کچھ بھی نہیں۔ جب ان کا موازنہ جنت کی خوبصورتیوں اور دلآویزیوں سے کیا جائے۔

تیسرا گروہ، وہ لوگ ہیں جو دنیا کو فتح نہیں کر سکتے۔ دنیا سے اپنی محبت کی وجہ سے نہ کہ اپنی ناپسندیدگی کی وجہ، اس کی مذمت کرتا ہے۔ چوتھا گروہ دنیا کی مذمت کرتا ہے کیونکہ اس کے افراد جو کچھ بھی گرفت کرتے ہیں، وہ ان کی گرفت سے نکل جاتا ہے۔ وہ ناراض ہو جاتے ہیں اور دنیا کو بدصورت قرار دے کر اپنا آپ کو مطمئن کرتے ہیں۔ ایسی مذمت دنیا کی محبت سے بھی پیدا ہوتی ہے۔ قابلِ اتفاق مذمت ان کی طرف سے آتی ہے جو قیامت اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محبت کرتے ہیں۔

سردار انبیاء ﷺ کے واسطے اللہ تعالیٰ ہمیں پہلے دو گروہوں میں شامل کرے! آمین!

تیسرا مرکز

اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو تعریف کے ساتھ اس کی شان بیان نہ کرتی ہو۔

یہ تیسرا مرکز دو عنوانات پر مشتمل ہے۔

پہلا عنوان:

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو تعریف کے ساتھ ان کی شان بیان نہ کرتی ہو، کے معنی کے مطابق، ہر ایک چیز کے کئی پہلو ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ پر وا کھڑکیاں تخلیق میں شامل تمام صداقتیں ربانی اسماء پر مبنی ہیں۔ ہر ایک چیز اپنے وجود اور لازمی فطرت کے لیے ذاتِ باری تعالیٰ کے ایک یا ایک سے زیادہ ناموں کی مرہونِ منت ہے۔ اشیاء اور علوم کی رنگارنگی ایک ربانی نام پر مبنی ہے۔ مثال کے طور پر اپنے صحیح مفہوم میں فلسفہ کا اسم الحکیم، طب کا اسم الشافی اور جیومیٹری اور انجینئرنگ کا اسماء المصمم، العادل اور المعطی پر انحصار ہے۔

تمام انسانی فنون اور انسانی کمالات کی سطحوں کے مصادر ربانی اسماء میں ہیں۔ بعض ٹھیک ٹھیک درویش علماء نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے "کسی بھی چیز کی حقیقت ربانی اسماء میں شامل ہے اور اس کی فطرت

ان حقائق کی نقش کاری ہے۔ بیس ربانی اسماء کا جلوہ ایک زندہ مخلوق میں دیکھا جاسکتا ہے''۔ ہم اس لطیف اور جامع صداقت کو ایک تقابل اور تجزیے کے ذریعے بیان کریں گے۔

جب انتہائی ماہر مجسمہ ساز ایک خوبصورت پھول کی تصویر بنانا چاہتے ہیں یا ایک خوبصورت عورت کا مجسمہ بنانا چاہتے ہیں تو پہلے وہ عام سطروں کی حد بندی کرتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو ٹھیک ٹھیک ماپ اور منصوبہ بندی پر قائم کر کے ضروری انجینئرنگ اور ڈیزائن کے علم کا استعمال کر کے اپنے مقاصد کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ علم کی وسعت اور مقصد (یا حکمت) وہ آنکھوں' کانوں اور ناک کی بیرونی خدوخال اور متناسب طریقے سے پتوں اور بیجوں کو پیدا کرنے والے حصوں کو کھینچتے ہیں اور اس طرح سے ان کا فن ان کے اجزاء کے اصلی وظائف کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ امر اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ مجسمہ ساز عظیم فنکار ہیں جو اپنے مقصد کے لیے ہر چیز کر گزرتے ہیں اور ہر ایک چیز کو اس کے مناسب مقام پر رکھتے ہیں۔

ہر ایک مجسمہ ساز کام کے حسن اور زینت کے ساتھ بہت اہمیت وابستہ کرتا ہے جو اس کے فن کو بہت مدد بہم پہنچاتا ہے۔ چونکہ یہ مجسمہ ساز مہربان ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں' ان کے کام لطف اور خوشی کا تاثر دیتے ہیں جو بدلے میں' خیال دلاتے ہیں کہ مجسمہ ساز مہربان اور کریم ہیں۔ یہ صفات ان کی مخلوقات سے محبت سے جنم لیتی ہیں۔ چونکہ مجسمہ ساز چاہتے ہیں کہ دوسری مخلوقات انہیں پہچان لیں اور ان سے محبت کریں تاکہ وہ مدد کے لیے کہہ سکیں۔ مجسمہ سازوں کی مہربانی سے اٹھنے والی خواہش اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی خواہش کے پیش نظر وہ عورت کے بازوؤں کو ان کی پسند کی ہر چیز سے بھر دیتے ہیں۔ اور پھول کے ساتھ جواہرات لگا دیتے ہیں۔

مجسمہ سازوں کے ذاتی کمالات اور صفات دوسروں کے لیے ان میں مہربانی اور لطف پیدا ہونے کا باعث بنتی ہیں اور وہ اپنے اندر خوبصورتی اور محبت کو یکجا کر لیتے ہیں۔ چونکہ ان کے نفیس جذبات اتنے خالص ہوتے ہیں کہ وہ صرف اس وقت شاداں وفرحاں ہوتے ہیں جب وہ دوسروں کو خوش دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو دوسروں سے متعارف ہونا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ تصویر اور مجسمے بناتے ہیں جو ان کی تمام خوبیاں اور قابلِ تعریف صفات منعکس کرتے ہیں۔

اسی طرح سے' حکمت والے کارساز نے جنت اور دنیا' آسمانوں اور زمین' حیوانات' جنوں اور انسانوں' فرشتوں اور روحانی مخلوقات کو اپنے اسماء کو آشکارا کر کے پیدا کیا ہے۔ وہ ہر ایک کی خاص پیمائشوں کے مطابق حد بندی کرتا ہے اور ہر ایک کو ایک خاص صورت بخشتا ہے۔ یہ امر اس کے اسماء المصور' المقدر اور المقسط کا مظاہرہ کرتا ہے۔ شکل بنانا' حد بندی کرنا اور پیمائش عطا کرنا علم اور حکمت پر بنی ہیں۔ اس لیے اس کے اسماء العلیم اور الحکیم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

اپنے اسماء الکریم اور الرحمان کا مظاہرہ کر کے وہ اپنی مخلوق کو تمام ضروری خوش متناسب اجزاء سے لیس کرتا ہے اور ہر ایک حصے کو کوئی پیچیدہ وظائف دیتا ہے۔ وہ زمین کو معدنیات' پودوں اور حیوانات سے آراستہ کرتا ہے اور جنت کو بھی باغات' محلات مہیا کرتا ہے جن میں سے ہر ایک کا ایک خاص حسن اور وظائف ہیں۔

حکمت والا خالق اپنی مخلوقات کو اپنے اسماء الکریم اور الرحمان دکھانے کے نتائج سے لیس کرتا ہے گویا کہ ہر ایک کو کرم' فضل اور زینت سے مجسم کیا گیا ہے۔ جو چیز اس کے کرم اور رحم کو ایسے مظاہرے کی طرف لے جاتی ہے' اس کی مخلوقات سے محبت اور اس کے جاندار مخلوقات کو معلوم ہونے اور باشعور مخلوقات سے چاہے جانے کا ارادہ ہے۔ چنانچہ اس کے اسماء الکریم اور الرحمان محبت خلق اور المعلوم کی نمائش کرتے ہیں۔

وہ تمام مخلوقات کو انہیں تمام قسم کی مہربانیاں اور عنایات عطا کر کے لذیذ پھلوں اور ان سے پیدا ہونے والی پیاری منفعتوں کے ساتھ سجاتا ہے۔ یہ امر اس کے اسماء المعطی اور الرحیم کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ظاہری حجابات کے پیچھے سے اپنی تجلیاں دکھاتا ہے۔ اپنی رحمت اور شفقت دکھانے کی اس کی مشیئت اس ذات کی طرف رہنمائی کرتی ہے جو اپنا کرم اور اپنی شفقت دکھانے کی تخلیق سے آزاد و مبرا ہے جو مخلوقات کو اس کے اسماء الرحمان اور الرحیم کا ورد کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اس کی لازمی خوبصورت اور کمال اسے اسماء الجمیل کو محبت خلق اور الرحیم کے ساتھ ظاہر کرنے کے لیے اپنا رحم اور شفقت نمایاں کرنے پر ابھارتا ہے۔ جو اس میں شامل ہیں۔ مطلق حسن کو خود اس کے لیے پیار کیا جاتا ہے اور مطلق حسن والا اپنے آپ کو پیار کرتا ہے۔ اس لیے یہ دونوں خوبصورتی اور محبت ہیں۔ یہ بات کمال پر بھی صادق آتی ہے جس سے خود اس کی وجہ سے پیار کیا جاتا ہے اور کسی دوسری چیز کی وجہ سے نہیں۔ اس لیے یہ دونوں عاشق اور معشوق ہیں۔

چونکہ لامحدود کمال کا حسن اور ایک لامحدود خوبصورتی کا کمال ایک لامحدود درجے تک چاہے جاتے ہیں۔ وہ آئینوں کی اہلیت کے مطابق اپنے آپ کو آئینوں میں ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ شان و شوکت والے کارساز کا لازمی حسن اور کمال' صاحب جمال حکیم' صاحب کمال' قادر مطلق کے رحم اور شفقت ظاہر کرنے کا ارادہ ہے۔ اسماء الرحمان اور الرحیم کو ضرور آشکارا کرنا چاہیے۔ چونکہ رحم اور شفقت کرنے کا ارادہ شفقت اور کریمیت کے ساتھ مربوط ہے۔ یہ اسماء الرحیم اور الکریم کو نمایاں کیے جانے کی ترغیب دیتا ہے۔ شفقت اور کریمیت اسماء محبت' خلق اور المعلوم کو خود نمایاں کرنے کے متقاضی اور مسبب ہیں۔

چاہا جانا اور معلوم ہونا کرم اور سخاوت کے جلووں کو ابھارتے ہیں اور مخلوقات کو اسماء' الرحمان

اور الکریم کو ظاہر کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ فضل اور کرم اسماء المصور اور المنور کو ابھارتے ہیں اور ان کے افعال کو مخلوق میں مرئی حسن اور نور کے واسطے سے دکھاتے ہیں۔ زینت اور نور' اسماء الجاعل اور الکریم کے جلوؤں کے متقاضی ہیں اور انہیں تمام مخلوقات کے خوبصورت چہروں کے ذریعے مظاہرہ کرتے ہیں۔ بنانا اور کرم' علم اور حکمت پر مبنی ہیں اور اسماء' الحکیم اور العلیم کو تمام مخلوقات کے ہم آہنگ اور بامقصد تنظیم کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں۔ منظم کرنے کے افعال' وضع سازی اور تشکیل اور علم اور حکمت کا مطالبہ اسماء' المصور اور المقسط کو تمام مخلوقات کی عام شکلوں کے واسطے سے ظاہر کرتے ہیں۔

القصہ' شان و شوکت والے کارساز نے تمام مخلوقات کو ایک ایسے طریقے سے بنایا ہے کہ ان میں سے اکثر' خصوصاً جاندار مخلوقات ربانی اسماء میں سے اکثر کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ یہ ایسے ہے گویا کہ اس نے ہر ایک کو بیس مختلف لباسوں' ایک کے اوپر دوسرے میں ملبوس کیا ہے اور ہر ایک کے اوپر اس کے کئی اسماء کی نقش کاری کی ہے۔ مثال کے طور پر' جیسے مندرجہ بالا تقابل میں اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک خوبصورت پھول اور ایک خوبصورت عورت کی ظاہری تخلیق میں محبوبیت کی گئی تہیں ہیں۔ وسیع اور عالمگیر اجسام کا ان دو خاص مثالوں سے موازنہ کرو۔

پہلی تہہ:

ان کی عام شکلیں اور صورتیں جو تلاوت کرتی ہیں ''اے مصور! اے مقسط! اے مقدر! اے منظم!''

دوسری تہہ:

ان کی شکل اور صورت مع تمام جسمانی ارکان و حصص' جو العلیم اور الحکیم جیسے کئی اسماء کو ظاہر کرتے ہیں۔

تیسری تہہ:

حسن کی صورتیں اور زینت جو ہر جسمانی رکن حصے کے ساتھ خاص ہو جس پر کئی اسماء کی نقش کاری کی گئی ہو جسے کارساز اور وہ جو نفاست سے مکمل طور پر تخلیق کرتا ہے۔

چوتھی تہہ:

مخلوقات کو دی گئی زینت' خوبصورتی اور زیبائش کی تفصیل گویا کہ فضل اور سخاوت کی مجسم صورت ہے۔ وہ ''اے رحمان ذات! اے فیاض ذات'' اور کئی دوسرے اسماء کا ورد کرتے ہیں۔

پانچویں تہہ:

اس درخت سے لگے ہوئے لذیذ پھل اور پیارے بچے اور اس عورت کو بطور تحائف دی گئی قابل ستائش خوبیاں ''محب خلق، المشفق اور الکریم'' جیسے اسماء کو ظاہر کرتی ہیں۔

چھٹی تہہ:

کریمیت اور خیر خواہی کی یہ تہہ ''اے رحمان! اے منعم!'' اور کئی دوسرے اسماء کا ورد کرتی ہے۔

ساتویں تہہ:

ان کو عطا کی گئی بخششیں اور ان کی ہستی کے ساتھ وابستہ نتائج حسن اور فضل کی ایسی چمکیں دکھاتی ہیں کہ وہ خالص احسان مندی اور سچی لگن اور نرمی میں گوندھی ہوئی محبت کی مستحق ہیں۔ یہ تہہ ایسے اسماء ظاہر کرتی ہے جیسے کمال کی مکمل جمیل ہستی اور جمال کی مکمل ہستی۔

اگر ایک پھول اور ایک خوبصورت عورت اپنی خارجی صورتوں میں اتنے زیادہ اسماء کا مظاہرہ کریں، تو تم موازنہ کر سکتے ہو کہ تمام پھول، جاندار مخلوقات اور وسیع اور عالمگیر اجسام عالمگیر اظہار کے کتنے اسماء مظاہرہ کرتے ہیں۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے کتنے مقدس اور منور کرنے والے اسماء (جیسے محب خلق، قیوم، حی) کو ایک شخص (مرد یا عورت) اپنی روح، دل، عقل، زندگی اور دوسرے حواس اور قابلیتوں کے ذریعے نمایاں کرتا ہے۔

جنت، حوروں کا طبقہ، زمین کی سطح اور بہار کا وقت تمام پھول ہیں۔ آسمان پھول ہیں اور ستارے اس سے جڑی ہوئی کشیدہ کاریاں۔ سورج ایک پھول ہے اور اس کی روشنی کے سات رنگ اس کے رنگنے کا مسالہ ہیں۔ کائنات ایک خوبصورت اور انسانِ اکبر مخلوق ہے۔ انسانیت ایک کائنات اصغر ہے۔ حوروں، روحانی مخلوقات، فرشتوں، جنوں اور انسانوں کی وضع قطع، خدوخال اور تخلیق اس طرح کی گئی ہے گویا کہ وہ خوبصورت افراد ہیں۔ چونکہ وہ اجتماعی اور انفرادی طور پر شان وشوکت والی ہستی کے ناموں کو نمایاں کرتے ہیں، ان میں سے ہر ایک اس ہستی کی خوبصورتی، کمال، رحمت اور محبت کا ایک مختلف آئینہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک، ایک مختلف اور سچا گواہ بھی ہے۔ نیز وہ اس کی لامحدود خوبصورتی، کمال، رحمت اور محبت کا نشان ہے۔ چونکہ تمام بے حد کمالات صرف ربانی توحید اور فقید المثالی کی یکتائی کے دائرے میں ممکن ہیں۔ اس دائرے سے باہر تصور کردہ کمالات جھوٹے ہیں۔

چیزوں کے حقائق ربانی اسماء پر مبنی ہیں یا بلکہ وہ ان اسماء کی تجلیاں ہیں۔ تمام اشیاء متعدد زبانوں میں اپنے بنانے والے کا ذکر کرتی ہیں۔ مزید برآں ''کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو حمد وثناء

کے ساتھ اس کی شان بیان نہیں کرتی''۔ کے معانی میں سے ایک کو جان لو۔

کہو''اس ذات کی تعریف ہے جو اپنی تجلیوں کی تختی کے ذریعے محجوب ہے'۔ اس وجہ کو سمجھو کہ کیوں وہ ذات قادرِ مطلق اور حکیم ہے۔ وہ غفار ہے' رحیم ہے' وہ علیم ہے' مقتدر ہے'' اور اسی طرح کے مرکبات قرآنی آیات کے اختتام پر دہرائے گئے ہیں۔

اگر ایک پھول پر نمایاں کیے گئے اسماء کو تم آسانی سے دیکھ نہیں سکتے تو جنت پر غور وفکر کرو' غور سے موسم بہار کو دیکھو یا زمین کی سطح کا معائنہ کرو۔ تم واضح طور پر اسماء کو رحمت کے ان بڑے پھولوں پر کندہ کیے ہوئے پڑھ سکتے ہو اور اسماء کی ممتاز تجلیوں کو دیکھ سکتے ہو۔

دوسرا عنوان:

بغیر کسی سہارے کے چھوڑے ہوئے' گمراہوں کا نمائندہ اس (مرد یا عورت) کی حقیقی نیت کا انکشاف کرتا ہے۔ ''چونکہ میں دنیاوی مزہ' خوشی اور اس ذات اور قیامت کا انکار کرنے والی تہذیب' اس دنیا کو محبت کرنے اور انسانی آزادی اور خود اعتمادی میں فروغ پاتا ہوں۔ میں شیطان کی مدد سے دوسروں کو اس راستے پر لاتا ہوں اور میں ایسا کرنا جاری رکھوں گا''۔

جواب: میں قرآن مجید کے نام پر کہتا ہوں'' اے بیچارے شخص! ہوش میں آ اور اس گمراہ ساتھی کی بات مت سن۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم نقصان اٹھاؤ گے۔ تمہارے سامنے دو راستے ہیں۔ ایک راستہ گمراہ شخص کا دکھایا ہوا اور اس کو قرآن مجید نے بتا دیا ہے گمراہ اور آوارہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں اور ربانی حدود سے تجاوز کرتے ہیں۔ وہ ذلت کی عمیق گہرائیوں میں گر پڑتے ہیں۔ وہ اپنی کمزور پشت پر ناقابل برداشت بوجھ رکھتے ہیں اور اپنے دلوں پر بے حد افسوس طاری کرتے ہیں۔

اگر وہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے نہیں اور اپنا بھروسہ اس پر نہیں کرتے تو وہ بہت کمزور' بے بس' بے انتہا غریب یا محروم حیوانات' بے حد مصائب کے تحت درد' غم اور ایذا یافتہ فانی مخلوقات کی طرح ہو جاتے ہیں۔ وہ متواتر تکلیف اٹھاتے ہیں کیونکہ وہ ان تمام چیزوں اور لوگوں سے الگ رہتے ہیں جن سے انہوں نے محبت کی ہے اور جن کے ساتھ وہ وابستہ رہے ہیں۔ تمام چیزوں اور لوگوں کو چھوڑ کر جدائی کے درد کے درمیان میں چھوڑ کر' وہ قبر کی اندھیری گہرائیوں میں اکیلے داخل ہوتے ہیں۔

ایک محدود ارادے' بغیر طاقت' مختصر عرصہ حیات اور ایک غبی ذہن کے ساتھ اور لامحدود درد اور آرزو کے خلاف وہ جدوجہد کرتے ہیں۔ وہ اپنی لاتعداد آرزوؤں اور مقاصد کو وقوع میں لانا چاہتے ہیں لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلتا جبکہ وہ خود اپنے وجود کا بوجھ نہیں برداشت کر سکتے۔ وہ اپنے

ذہنوں اور پشتوں پر دنیا کا بوجھ لاد دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ دوزخ میں پہنچنے سے قبل ہی وہ اس کا عذاب برداشت کرتے ہیں۔

ایسے دردناک روحانی عذاب کو برداشت کرنے کے لیے وہ بے احتیاطی کو فقدانِ شعور وفہم کی قسم کے طور پر تلاش کرتے ہیں لیکن وہ اس مدد کو سب سے زیادہ تیزی سے محسوس کرنا شروع کرتے ہیں۔ جب وہ قبر کے نزدیک پہنچتے ہیں اللہ تعالیٰ سے سچے بندے نہ ہونے سے' وہ یہ یقین کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کے خود مالک ہیں۔ تاہم' حقیقت میں وہ اپنے اس طوفانی دنیا میں ہونے کو مطیع نہیں رکھ سکتے کیونکہ وہ صرف ایک محدود آزاد ارادہ' غیر اہم طاقت اور حملہ کرنے کے لیے تیار کئی دشمن رکھتے ہیں۔ وہ قبر کو ڈر اور دہشت سے دیکھتے ہیں۔

بطور انسان وہ بنی نوع انسان اور دنیا سے مربوط ہیں۔ لیکن چونکہ وہ اس امر کا انکار کرتے ہیں کہ دنیا اور انسانیت اس ہستی کی ملکیت ہے جو الحکیم' العلیم' قادر مطلق' الرحیم اور الکریم ہے۔ وہ اپنے وجود اور زندگیوں کو اتفاق اور فطرت سے منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کے خوفناک واقعات (مثلاً کھلبلیاں' زلزلے' طاعون' مصیبت' موت اور قحط) انسانیت کی صورتیں اور تجربات ہمیشہ انہیں تکلیف پہنچاتے ہیں۔ مزید برآں' انہیں ضرور خود اپنے درد اور مصیبتوں کا مقابلہ کرنا چاہیے جو دوسری مخلوقات انہیں برداشت کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔

جیسا کہ خود ان کا اپنا کفر انہیں اس افسوس ناک حالت تک لایا' وہ رحم اور شفقت کا کس طرح سے استحقاق رکھتے ہیں؟ یہ بات ہمیں ''آٹھویں لفظ'' کی دو بھائیوں کی تمثیل کی یاد دلاتی ہے جو دو کنوؤں میں گر پڑے تھے۔ وہ جو ایک عمدہ بڑی دعوت کی قابل رضامندی اور قانونی لطف اور خوشی اور خاطر تواضع یا ایماندار دوستوں اور ایک خوبصورت باغ میں ہونے پر قانع نہیں ہوتے۔ وہ اپنے آپ پر مصیبتیں لاتے ہیں۔ ایک غیر قانونی مسرت حاصل کرنے کے لیے شراب پینے سے' وہ اپنے آپ کو ایک گندی جگہ پر موسم سرما کے ایک دن میں جنگلی درندوں سے گھرا ہوا پاتے ہیں اور اس طرح سے خوف میں کانپتے اور چیختے ہیں۔ کیا ایسے لوگ ترس کا استحقاق رکھتے ہیں؟ ان کے دوستوں کو جنگلی درندوں کے طور پر دیکھنے سے وہ ان کی بے عزتی کرتے ہیں۔ وہ لذیذ کھانے کو گندا' صاف اور عمدہ پلیٹوں اور پیالوں کو فضول اور گندے پتھر پاتے ہیں اور انہیں توڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مزید برآں' وہ انمول پُرمعنی کتابوں کو جنہیں انہیں پڑھنا اور مطالعہ کرنا ہے' کاغذات کے معمولی اور بے معنی مجموعے سمجھتے ہیں۔ انہیں پھاڑ دیتے ہیں اور منتشر کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ سزا دیے جانے کے مستحق ہیں۔

کفر اور گمراہی اپنی قوت ارادی کے غلط استعمال سے پیدا ہوتی ہے۔ ایسے لوگ دعویٰ کرتے

ہیں کہ دنیا کے حکمت والے کارساز کا مہمان خانہ ایک اتفاق اور فطرت کی کھیلنے کی چیز ہے اور یہ کہ مخلوقات کا غیبی دنیا کی طرف اپنے انتقال' ربانی اسماء کے جلوؤں کی فرحت بخش ذمہ داری کی تکمیل کے بعد' مطلق عدم میں جا رہا ہے۔ وہ سزا کے قابل کئی دوسرے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جیسے مخلوقات کی حمد کو جانچنا اور موت کی چیخ و پکار اور ابدی جدائی کے طور پر ربانی اسماء کی تلاوت کرنا' مخلوقات کے تختے' ہیں۔ ایک کے مقصود و مطلوب کے مراسلے کے پیچیدہ بے معنی مجموعے ہونا' قبر کا دروازہ جو رحم کی دنیا کی طرف' عدم کی دنیا کی طرف ایک سیاہ کھڑکی کے طور پر کھلتا ہے اور موت کسی سے جدائی' نہ کہ دوبارہ کسی سے ملاپ -- کے طور پر --- تمام اعزہ و احباب۔ ایسے طریقوں سے ایک بہت ہی دردناک سزا دیتے ہیں وہ اپنے آپ کو۔ چونکہ وہ تمام مخلوقات کی تکفیر' ربانی اسماء کی تردید اور اس کی کندہ کاریوں اور مراسلوں کی تذلیل کرتے ہیں' اس لیے وہ سزا کے مستحق ہیں۔

اس لیے گمراہی اور اسراف والے لوگو! کیا تمہاری کوئی ترقی' ارتقاء' سائنس' ٹیکنالوجی' تمدن ایسے خوفناک نقصان' ضعف اور کچلنے والی بیچارگی کی تلافی کر سکتا ہے؟ وہ سچی تسلی کہاں ہے جس کی انسانی روح تمام دوسری چیزوں سے لازمی طور پر ضرورت مند ہے؟ کیا فطرت یا سانحہ یا کیا چیز ہے جس پر تم انحصار کرتے ہو اور جس کی طرف تم اس کے کارناموں' مہربانیوں اور شفقتوں کو منسوب کرتے ہو' کیا وہ موت کے بعد تمہاری مدد کر سکتے ہیں؟

تمہاری دریافتوں' ایجادوں' بتوں اور غیر ذی روحوں میں سے کون سی تمہیں موت کے اندھیاروں سے بچا سکتی ہے۔ جسے تم ابدی عدم ہونا فرض کرتے ہو؟ کون سی چیز تمہیں قبر کی درمیانی دنیا مین سے قیامت کے میدان اور ہجوم میں اور پل صراط سے ابدی خوشی کے ٹھکانے تک لے جا سکتی ہے؟ چونکہ تم قبر کا دروازہ بند نہیں کر سکتے' تم اس راستے (مذکورہ سٹیشنوں سے گزر کر) سے عبور کرنے اور چلنے کے پابند ہو۔ اس پر حفاظت سے سفر کرنے کے لیے تمہیں ضرور اس ہستی پر انحصار کرنا چاہیے جو ان تمام جہانوں اور ٹھکانوں پر حکم چلاتا اور کنٹرول کرتی ہے۔

اے بدقسمت' گمراہ اور غافل لوگو! اللہ تعالیٰ' اس کی صفات اور اس کے اسماء سے محبت کرنے اور جاننے کی تمہیں دی گئی قابلیت کو غلط استعمال کرنے سے تم اپنے آپ اور دنیا سے محبت کرتے ہو۔ یہ اور اسی طرح تمہارا اپنے جسم اور قابلیتوں کا غلط استعمال جو تمہیں اس لیے دی گئیں کہ تم اس کی عبادت اور اس کا شکر ادا کر سکو تمہیں مستحق سزا برداشت کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اس محبت کو جو اللہ تعالیٰ کے لیے محسوس کی جانی چاہیے۔ تمہارے خود اپنے لیے مخصوص کرنے سے تم تلخ مصائب میں مبتلا ہوتے ہو کیونکہ کوئی بھی محبت جس کی اس کے مستحق کے علاوہ کسی اور کی طرف رہنمائی کی جائے تو یہ ابتلاء لاتی ہے۔ تم امن اور مسرت اس کے لیے مہیا نہیں کرتے جس کی تم عبادت اور محبت کرتے ہو:

تمہاری جنسی خواہش' چونکہ تم قادر مطلق ذات کے سامنے نہیں جھکتے اور اس قادر مطلق ذات' سچی محبوب ذات پر بھروسہ نہیں کرتے۔ تم ہمیشہ درد میں مبتلا رہتے ہو۔

چونکہ تم قادر مطلق اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کو دنیا سے منسوب کرتے ہو اور اس کے فن کے کارناموں کو حادثے اور فطرت سے منسوب کرتے ہو۔ تمہیں شکایت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ وہ' جس سے تم محبت کرتے ہو یا تو تمہیں بغیر ''خدا حافظ'' کہے چھوڑ دیتی ہے یا تمہیں پہچانتی نہیں۔ خواہ یہ تمہیں محبت بھی کرتی ہے' یہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ تم دوبارہ ملاپ کی امید کے بغیر مسلسل موت اور جدائی میں مبتلا رہتے ہو۔

یہ اس کی حقیقت ہے' جسے ایسے لوگ زندگی کی مسرت اور انسانی کمال' تمدن کی خوبصورتی اور آزادی کا لطف کہتے ہیں۔ بدکاری اور نشے میں دھت ہونا اس اذیت اور درد کو عارضی طور پر ڈھانپ لیتے ہیں جو ان پر آئے گی۔ اس کے برعکس قرآن مجید کا روشنی پھیلانے کا طریقہ گمراہوں کے تکلیف دہ زخموں کو ایمان کی صداقت کے ساتھ مندمل کرتا ہے۔ ان کو ڈھانپ لینے والے اندھیرے کو منتشر کرتا ہے اور گمراہی اور ضیاع کے دروازے بند کر دیتا ہے۔

یہ طریقہ ہماری کمزوری' ناطاقتی' غربت اور حاجت کو دور کرتا ہے کیونکہ یہ ہمیں قادرِ مطلق شفقت کرنے والی ذات میں بھروسہ رکھنے کے قابل بناتا ہے۔ اس ذاتِ گرامی کی طاقت اور رحمت کے سامنے وجود اور زندگی کے بوجھ کو پیش کرنے سے ہم ذات اور زندگی کو سواری میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ہم جان جاتے ہیں کہ ہم سچے انسان اور اللہ تعالیٰ کی رحمان ذات کے ''مرحبا'' کہے ہوئے مہمان ہیں۔ دنیا کو ذاتِ رحمان کا مہمان خانہ' اس کی مخلوقات کو ربانی اسماء اور ہر ایک کے ہمیشہ کے مقصود و مطلوب کے بھرتی کیے ہوئے ہتھیاروں کو آئینوں کے طور پر ظاہر کرنے سے یہ بے ثباتی' تنزل اور نامکمل محبت کے لگائے ہوئے زخموں کو مکمل طور پر مندمل کرتی ہے۔ یہ ہمیں توہمات اور تصورات کے اندھیرے سے بھی بچاتی ہے۔ زندگی کو متوفی دوستوں اور پیاروں سے دوبارہ ملاپ کی تمہید کے طور پر زندگی کو ظاہر کرنے سے یہ موت کے زخموں کو مندمل کرتی ہے۔ جسے گمراہ لوگ ہمیشہ کی جدائی خیال کرتے ہیں' اور دکھاتی ہے کہ جدائی سچ مچ دوبارہ ملاپ ہے۔

یہ ظاہر کر کے کہ قبر رحم کی طرف کھلا ہوا دروازہ' مسرت کا گھر' جنت کے باغات اور ذاتِ رحمان کی روشن سلطنت ہے' قرآن مجید کا طریقہ ہمارا سب سے بڑا خوف دور کر دیتا ہے۔ یہ ہمیں اس امر کے سمجھنے کا باعث بنتا ہے کہ درمیانی راستے (عالم برزخ) میں ہمارا سفر' جو کہ سب سے زیادہ غم انگیز اور تکلیف دہ لگتا ہے' واقعی سب سے زیادہ خوش گوار اور مسرور کن ہے۔ یہ اس امر کا مظاہرہ کرتا ہے کہ قبر ایک عفریت کے منہ کی طرح نہیں ہے بلکہ یہ رحمانی رحمت کے باغوں کی طرف کھلا ہوا ایک دروازہ

ہے۔ یہ ایمانداروں کو اطلاع دیتا ہے۔

تمہاری قوتِ ارادی بہت محدود ہے۔ اس لیے اپنے معاملات کو اپنے مالک کی عالمگیر مشیئت کے سپرد کر دو۔ تمہاری طاقت خفیف اور غیر اہم ہے۔ اس لیے قادرِ مطلق کی ذات پر انحصار کرو۔ تمہاری زندگی مختصر ہے۔ اس لیے ابدی زندگی کا خیال کرو۔ تمہارا ذہن غبی ہے۔ اس لیے قرآن مجید کے سورج میں آ جاؤ۔ اس پر ایمان کی روشنی سے دیکھو تاکہ تمہارے دماغ کی جگہ پر جو جگنو کی طرح روشنی دیتا ہے، ہر ایک قرآنی آیات ایک ستارے کی طرح تمہیں روشنی دیتی ہے۔ اگر تمہارے پاس بے انتہا آرزو اور درد ہے تو بے حد انعام اور لامحدود رحمت تمہارا انتظار کرتے ہیں۔ اگر تمہارے پاس بے حد آرزوئیں اور مقاصد ہیں تو پریشان نہ ہو جاؤ کیونکہ تم ان سب کو یہاں پورا نہیں کر سکتے۔ یہ صرف ایک دوسری سلطنت میں ممکن ہے اور وہ ذات جو انہیں تم کو دیتی ہے، تمہاری ذات نہیں ہے۔

اور:

تم اپنے آپ کے مالک نہیں ہو بلکہ ایک لامحدود، طاقتور اور شان و شوکت والی ایک لامحدود مشفق ذات کی ملکیت ہو۔ اپنے وجود اور اپنی زندگی کو اپنے کندھوں پر رکھ کر اپنے آپ کو تکلیف نہ دو کیونکہ وہ ذات جس نے تمہیں دیا ہے اور تمہاری زندگی پر حکومت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ دنیا کا مالک الحکیم اور العلیم ہے۔ جو کچھ بھی وہ کرتا ہے، شفقت اور مہربانی کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ کئی لحاظ سے، اس کا غصہ بھی مہربانی پر مبنی ہوتا ہے۔ اس کی دنیا میں تم اس کے مہمان ہو۔ اس لیے اس میں دخل نہ دو۔ جو تمہاری طاقت اور ذمہ داری سے ماوراء ہے۔ انسانیت جیسی جاندار مخلوقات اور حیوانات کو خود ان پر نہیں چھوڑ دیا جاتا۔ بلکہ وہ اہلکار ہیں جن کو خاص فرائض سونپے گئے ہیں اور ان پر وہ سب سے زیادہ مشفق حکمران کنٹرول کرتا اور مہربانی کرتا ہے جس نے ان کو اپنی اکثر مخلوقات پر ترجیح دی ہے۔ تم سے کہیں زیادہ وہ ان کے لیے شفقت رکھتا ہے۔ مزید برآں تمام اشیاء اور واقعات جو تمہارے مخالف ظاہر ہوتے ہیں، اس سب سے زیادہ مشفق حکمران کے کنٹرول اور حکمرانی میں ہیں۔ وہ سب سے زیادہ حکمت والا ہے اور کوئی چیز بیکار نہیں بناتا اور وہ سب سے زیادہ شفقت والا ہے جس کے ہر ایک کام میں ایک قسم کا فضل ہے۔

اس میں مزید یہ ہے:

یہ بے ثبات دنیا مابعد الحیات کی ضروریات مہیا کرتی ہے۔ یہ گل سڑ جاتی ہے لیکن سدا بہار میوے دیتی ہے اور مستقل طور پر رہنے والی ذات کے ابدی اسماء کا اظہار کرتی ہے۔ اپنے چند ایک مزوں کے جواب میں یہ کئی دردوں اور مصیبتوں کے جھیلنے کا باعث بنتی ہے۔ تاہم الرحمان اور الرحیم

ذات کی مہربانیاں سچی اور ہمیشہ رہنے والی خوشیاں ہیں اور اس کے درد جھیلنے والے کو کئی روحانی انعامات ملتے ہیں۔ جو جائز ہے وہ روح کے لطف اور مسرتوں' نیز دل جنسی خواہشات کے لیے کافی ہے اس لیے اس چیز میں داخل نہ ہو جو ناجائز ہے۔ کوئی بھی ناجائز لذت متعدد دردوں میں منتج ہوتی ہے اور ایسے کام کرنے والے کو ذاتِ رحمان کی مہربانیوں کو کھونا ہوتا ہے جو خالص اور سدابہار مسرتیں ہوتی ہیں۔

گمراہی انسان کو اس طرح پٹڑی سے اتارتی ہے کہ کوئی فلسفیانہ رجحان' سائنسی فروغ اور انسانی تمدن و ترقی انسانیت کو اس تاریکی کے گہرے گڑھے سے نہیں نکال سکتی۔ ایمان اور نیک اعمال کے ذریعے قرآن مجید ہمیں عمیق ترین گڑھے سے باہر نکالتا اور اعلیٰ ترین منصب تک اوپر اٹھاتا ہے۔ یہ اس گہرے گڑھے کو روحانی ترقی کی سیڑھیوں اور روحانی کمال کے ذرائع سے بھرتا ہے۔

قرآن مجید دوام کی طرف ہمارے طویل' تکلیف دہ اور طوفانی سفر کو آسان بناتا ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ کس طرح اس مسافت کو ایک دن میں طے کرتا ہے جسے طے کرنے میں عام طور پر پچاس ہزار سال لگتے ہیں۔ ہمیں شان و شوکت والی ہستی' ابدیت کے بادشاہ جسے وقت اور فضا اپنے اندر نہیں سما سکتے' کو جاننے کے قابل بنا کر' یہ ہمیں اس ذاتِ باری تعالیٰ کے فرض بجا لانے والے بندے ہونے سے سرفراز فرماتا ہے اور دنیا اور درمیانی دنیا (عالمِ برزخ) کی قبر اور آخرت کی عمارتوں میں سے ہمارے لیے ایک آسان اور آرام دہ سفر محفوظ فرماتا ہے۔

ایک بادشاہ کے نیک ذمہ دار اہلکاران تیز ترین ذرائع آمدورفت کے واسطے سے اس کی سلطنت میں حفاظت کے ساتھ سفر کرتے ہیں اور صوبائی حدود کو آسانی سے پار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح سے وہ' جو ابدی بادشاہ کے ساتھ ایمان کے ذریعے مربوط ہیں اور وہ جو نیک اعمال کے ذریعے اس کے لیے اپنی فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہیں' سٹیشنوں' دنیا کی حدود کے پار اور قبر اور آخرت کی سلطنتوں' بجلی یا براق --- جنت کے گھوڑے کی رفتار سے سفر کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ابدی خوشی حاصل کرتے ہیں۔ قرآن مجید اس کی صداقت کو ثابت کرتا ہے اور پاکباز متقی علماء اور بزرگ اس کو واضح طور پر دیکھتے ہیں۔

قرآن مجید بھی فرماتا ہے:

اے مومنو! تم اپنی خداداد لامحدود محبت کرنے کی اہلیت کو اپنی بدصورت' عیب دار' بری اور نقصان دہ جنسی خواہش پر ضائع نہ کرو۔ اس کی پرستش نہ کرو یا اس کی خواہشات اور تصورات کی پیروی نہ کرو گویا کہ یہ عبادت کی چیز ہے لیکن اس کا اس ذات کی طرف رخ کرو۔ جو لاتعداد محبت کے لائق ہے جو تمہیں بے حد نفع پہنچاتی ہے اور تمہیں بے انتہا خوش کرے گی جو اپنی عنایات کے ذریعے ان کو

خوش کرتی ہے جن کے ساتھ تمہارے تعلقات ہیں اور جن کی خوشی تمہیں خوش کرتی ہے۔ وہ ذات جس کا لامحدود کمال ہے اور جو بے انتہا مقدس' اعلیٰ خالص' مکمل اور نہ ختم ہونے والی خوبصورتی والی ہے۔ جس کا ہر ایک اسم خوبصورتی اور کرم کی شعاعیں ڈالتا ہے۔ جس کی رحمت کی خوبصورتی اور صبر کی خوبصورتی کی رحمت کا جنت میں مظاہرہ ہوتا ہے اور جس کی خوبصورتی اور کمال' کائنات میں خوبصورتی' فضل اور کمال کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس کی علامات ہیں۔ جو قابلِ محبت ہیں۔ اس ذاتِ باری تعالیٰ سے محبت کرو اور اسے اپنی عبادت کا واحد مقصود بناؤ۔

مزید برآں' یہ کہتا ہے:

اے انسانو! تم محبت کرنے کی اپنی لامحدود اہلیت کو' جو تمہیں اس ذاتِ باری کے اسماء اور صفات سے محبت کرنے کے لیے دی گئی ہے۔ غیر مستقل مخلوقات کو محبت کرنے میں استعمال نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا جو کچھ موجود ہے' عارضی ہے جبکہ ربانی خوبصورت اسماء جو فانی مخلوقات پر ظاہر کیے گئے ہیں' مستقل اور متواتر ہیں ہر ایک قسم اور صفت مہربانی کرنے کے ہزاروں درجے اور کمال اور محبت کی ہزاروں سطحیں رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر اسم ''الرحمان'' پر غور کرو۔ جنت اس کی تجلیوں میں سے ایک ہے۔ ابدی مسرت اس کی شعاعوں میں سے ایک ہے اور دنیاوی مخلوقات کو عطا کی گئی اشیائے خوردنی اور عنایات محض اس کا ایک قطرہ ہیں۔

یہ دیکھنے کے لیے کہ قرآن مجید کس طرح ان دونوں کے درمیان فرق بیان کرتا ہے۔ ان آیات---''بلاشبہ ہم نے انسان کو بہتر ساخت میں پیدا کیا پھر ہم نے اس کو سب نیچوں سے نیچے پھینک دیا سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے''۔ (التین 95:4 تا 6) اور ''پھر ان پر آسمان اور زمین نہ روئے'' (الدخان 44:29) پر غور کرو۔ دیکھو کہ کس ارفع اور اعجازی اسلوب میں وہ فرق بیان کرتے ہیں۔ پہلی آیت کی مفصل تشریح ''گیارھویں لفظ'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔

یہاں ہم دوسری آیت میں شامل عظیم صداقت پر چند تصریحات پیش کرتے ہیں جو واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ آسمان اور زمین اس وقت نہیں روتے جب کفار مرتے ہیں۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ آسمان اور زمین اس وقت روتے ہیں جب مومن مرتے ہیں۔

کفار آسمانوں اور زمین کے معنی نہیں جانتے۔ ان کے کارساز کو تسلیم نہیں کرتے' ان کے فرائض کا انکار کرتے ہیں اور ان کی قدر کو کم کرتے ہیں۔ ایسی توہینیں اور دشمنی آسمانوں اور زمین کو خوش کرنے کا باعث بنتی ہیں جب ایسے لوگ مرتے ہیں لیکن وہ روتے ہیں جب مومن مرتے ہیں کیونکہ مومن آسمانوں اور زمین کے فرائض جانتے اور اس حقیقت کو سچ گردانتے ہیں جس کے وہ حامل

ہیں۔ جب ان کا ایمان انہیں ان معنوں کے متعلق باخبر کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں ''وہ کتنی خوبصورتی سے پیدا کیے گئے ہیں! وہ کتنے اچھے طریقے سے اپنے فرائض ادا کرتے ہیں!'' مومن ان کی قدر مانتے ہیں اور اس کے مطابق ان کی عزت کرتے ہیں۔ وہ ان سے اور ان اسماء سے بھی جن کے وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر آئینے ہیں' محبت کرتے ہیں اور اس لیے آسمان اور زمین ان کے لیے غمگین ہوتے ہیں۔

ایک اہم سوال:

محبت کرنا از خود نہیں ہوتا۔ میری ایک فطری خواہش ہے کہ میں لذیذ کھانوں اور میووں' اپنے والدین اور اپنے بچوں' اپنی بیوی اور اپنے دوستوں' نیک لوگوں' زندگی' جوانی' اس دنیا' موسم بہار اور خوبصورت چیزوں سے محبت کروں۔ مجھے کیوں محبت نہیں کرنی چاہیے؟ میں محبت کی ایسی تمام مثالیں ربانی ہستی' اس کے اسماء اور اس کی صفات کی طرف کیسے مخصوص کر سکتا ہوں؟

جواب:

مندرجہ ذیل چار لطیف نکات کو غور سے سنو۔

پہلا لطیف نکتہ:

تاہم تم ایک رضا کارانہ محبت کو کسی خاص مقصد کی طرف لے جا سکتے ہو۔ مثال کے طور پر اپنے آپ کو اس امر پر قائل کر کے کہ کوئی محبوب چیز بدصورت ہے یا کسی چیز کے لیے رکاوٹ یا سچی محبت کے لائق مقصد کے لیے ایک آئینہ ہے۔ محبت کے اس احساس کو محبت کے سچے مقصد کی طرف کیسے موڑا جا سکتا ہے۔

دوسرا لطیف نکتہ:

تم ایسی چیزوں سے محبت کر سکتے ہو لیکن ایسا اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی محبت کی خاطر کر سکتے ہو۔ مزید کھانوں سے اس لیے محبت کرنا کہ وہ اللہ تعالیٰ رحمان و رحیم کی مہربانیاں اور عنایات ہیں' اس کے معنی اللہ تعالیٰ کے اسماء الرحیم اور المعطی سے محبت کرنا ہے اور ایک قسم کی شکر کی ادائیگی ہے۔ محبت جب اللہ تعالیٰ کے نام پر نہ کہ جنسی خواہش کے نام پر کی جائے تو جائز کمائی اور قناعت کی طرف منعکس ہوتی ہے جس کے ساتھ یہ جائز ہے اور احسان مندی اور تصور میں صرف کرنا ہے۔

ماں باپ سے محبت کرنا اور ان کی عزت کرنا اس رحم اور حکمت کی خاطر جس نے انہیں شفقت اور نرمی سے آراستہ کیا اور تمہیں اپنے مشفق ہاتھوں سے اٹھایا' اللہ تعالیٰ کی محبت میں شامل ہیں۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جائے تو تمہیں ضرور اپنے والدین کی بہت زیادہ محبت' عزت اور توجہ کرنی

چاہیے جب وہ صرف تمہارے لیے تکلیف کا باعث بن سکتے ہیں۔ آیت--- اور اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو۔ (بنی اسرائیل 23:17)--- جو بچوں کو اپنے والدین کی پانچ طریقوں اور درجوں میں محبت کرنا اور عزت کرنا بتلاتی ہے کہ والدین کے حقوق قرآن مجید کی نگاہ میں کتنے اہم ہیں' اور اولاد کی احسان مندی کتنی پست اور قابلِ نفرت ہے۔

چونکہ ایک باپ مثالی طور پر اپنے بچوں کو اپنے سے برتر ہونے کی ترجیح دیتا ہے' بچے اس کے خلاف حقوق کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ والدین اور بچوں کے درمیان جھگڑے کی کوئی جائز وجہ نہ ہے کیونکہ جھگڑا عداوت یا حقوق کی خلاف ورزی سے ہوتا ہے۔ ایک باپ اپنی اولاد سے کبھی عداوت نہیں رکھتا اور بچے اس کے خلاف حقوق کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ والدین کے اپنے ساتھ سلوک کو غلط پاتے ہیں۔ وہ بغاوت نہیں کر سکتے۔ وہ جو ایسا کرتے ہیں یا وہ جو انہیں ناراض کرتے ہیں' ظالم اور ناشکرے ہیں۔

اپنے بچوں سے بہترین توجہ اور شفقت سے محبت کرنا جیسا کہ یہ رحیم و کریم ذات کے تحفے ہیں' انسان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت میں شامل ہے۔ اس بات کی علامت کہ ایسی محبت اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے' ان کی وفات پر خاموش ہو جانا اور تقدیر کے خلاف مایوسی اور بغاوت میں ان پر واویلا نہ کرنے کا اظہار کرنا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیے۔ یہ یقین کر کے کہ فیصلہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہ سوچنا ہے ''میرا بچہ اللہ تعالیٰ کی پیاری مخلوق تھا جس نے اسے میری کفالت میں رکھا۔ اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ بچے کو ایک زیادہ بہتر مقام کے لیے مجھ سے لے لے۔ خواہ اس کے اس بندے میں میرا بھی ایک ظاہری حصہ ہے۔ ہزاروں سچے حصے اس ذات باری تعالیٰ کے ہیں''۔

تمہاری اپنے دوستوں کے لیے اس بنا پر محبت کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے دوست ہیں' جو اس کے اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت کرنے کے اصول کے مطابق اچھے اعمال کرتے ہیں' بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ' یہ اس محبت کے لیے بھی صادق آتی ہے جو تم اپنی بیوی یا خاوند۔ زندگی میں اپنی یا اپنے ساتھی--- کے لیے محسوس کرتے ہو کیونکہ وہ (بیوی یا خاوند) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا شیریں اور شاندار تحفہ ہے۔ اپنے دل کو بیوی یا خاوند کی وقتی اچھی شکل وصورت پر نہ فریفتہ کرو۔

ایک عورت کی عظیم ترین دلکشی اور خوبصورتی اس کے قابل محبت اچھے کردار میں ہے جس میں نسوانیت سے خاص شفقت اور عنایت اور اس کی ارفع' سنجیدہ اور مخلص مہربان ہو۔

شفقت کی وہ خوبصورتی اور اچھا کردار اس کی موت تک بڑھتے رہتے ہیں۔ یہ اس کی اپنی شفقت اور اچھے کردار کے لیے محبت اور عزت کے ذریعے سے ہی ہے کہ کوئی اس کے حقوق کا آخر تک مشاہدہ کر سکتا ہے۔ اگر اس سے اس کی جسمانی خوبصورتی کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے' تو اسے اس کے حقوق' اس کی محبت اور اس کی عزت سے جو اس کا حق ہے' اس وقت محروم کر دیا جاتا ہے جب اسے ان کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

پیغمبروں اور بزرگوں جیسے پارسا لوگوں سے محبت کرنا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے منظورِ نظر بندے ہوتے ہیں اور اس کے نام پر اور اس کی خاطر ذاتِ باری کی محبت میں شامل کیے جاتے ہیں۔ اگر تم اپنی زندگی سے اس لیے محبت کرتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا سب سے زیادہ قیمتی اثاثہ ہے تاکہ ابدی زندگی --- ایک خزانہ --- جس میں وہ تمام قابلیتیں شامل ہیں جس سے تمام اقسام کی نیکیاں اور کمالات حاصل کیے جاتے ہیں۔ اور پھر تم اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو' تو تب یہ محبت اللہ تعالیٰ اور سچے معبود کی محبت میں شامل ہے۔ عالمِ شباب سے محبت کرنا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک شیریں اور عمدہ تحفہ ہے اور اس طرح سے اسے اس کے راستے میں خرچ کرنا احسان مندی سے جڑی ہوئی ایک قسم کی جائز محبت ہے۔

تفکر پسندی سے' خاص طور پر موسم بہار میں فطرت سے محبت کرنا کیونکہ یہ حکمت والے کارساز کی روشنی بکھیرنے والے اسماء کی سب سے زیادہ خوبصورت نقش کاریوں اور ذاتِ باری تعالیٰ کے فن کی سب سے زیادہ شاندار اور مزین کارناموں کا مظاہرہ کرنے والی ایک سلطنت ہے جس کا مطلب اللہ تعالیٰ کے اسماء سے محبت کرنا ہے۔ اگر تم دنیا سے صرف اس لیے محبت کرتے ہو کہ یہ بونے کے لیے آخرت کی کھیتی ہے' ربانی اسماء کا آئینہ ہے' اللہ تعالیٰ کے مراسلات کا مجموعہ ہے اور ایک عارضی مہمان خانہ ہے' تو پھر یہ محبت بھی اللہ تعالیٰ کے نام پر ہے --- بشرطیکہ تم اپنی جنسی خواہش کے زیر اثر نہیں ہو۔

القصہ' دنیا اور اس کی مخلوقات سے محبت کرو۔ خود ان کے لیے نہیں بلکہ ان کے خالق کے نام اور ان معنی کے لیے جو وہ اپنے آپ میں سموئے ہوئے ہیں۔ یہ نہ کہو ''وہ کتنے خوبصورت ہیں!'' بلکہ یہ کہو ''کتنی خوبصورتی سے وہ پیدا کیے گئے ہیں!'' اپنے دل میں' اس سے محبت نہ کرو جو اس ذات باری تعالیٰ کا نہیں ہے۔ اس پر اپنا دل مرکوز نہ کرو جو اس باری تعالیٰ کا نہیں ہے کیونکہ دل سب کے مقصود و مطلوب کا آئینہ ہے اور اسی کی ملکیت ہے۔ اس لیے اس سے دعا کرو ''اے اللہ تعالیٰ! مجھے اپنی محبت سے وہ اور اس چیز کی محبت مہیا کر جو مجھے تمہارے قریب کر دے گی''۔

چنانچہ اگر محبت کی تمام اقسام جن کا اب تک ذکر کیا گیا ہے' اللہ تعالیٰ کے نام پر ہیں تو پھر وہ

بے دکھ درد اور خالص مسرت ہیں اور اس ملاپ کا ذریعہ ہیں جو جدائی کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کے علاوہ وہ تمہاری محبتِ خداوندی کو بڑھاتے ہیں اور اسے احسان مندی سمجھا جاسکتا ہے جو ایک خالص فرحت اور سایہ دیتی ہے جو خود خالص محبت ہے۔

مثال کے طور پر ایک شریف بادشاہ تمہیں اپنی موجودگی میں ایک سیب دیتا ہے تو تم دو قسم کی لذت حاصل کرو گے اور دو قسم کی محبت محسوس کرو گے۔ پہلی قسم سیب کے لیے تمہاری محبت ہے کیونکہ یہ ایک سیب ہے۔ چنانچہ تم اتنا زیادہ لطف حاصل کرتے ہو جتنا کہ ایک سیب دے سکتا ہے۔ ایسی محبت بادشاہ کے نام پر نہیں ہے بلکہ خود تمہاری اپنے آپ سے محبت سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ تم سیب سے محبت کرتے ہو۔ اس لذت کی وجہ سے جو تمہیں یہ دیتا ہے۔ اس قسم کا مزہ وقتی ہے اور ختم ہو جاتا ہے جب تم سیب کھانا ختم کر دیتے ہو۔ مزید برآں بادشاہ ایسے رویے سے خوش نہیں ہوسکتا۔

دوسری قسم کا مزہ اور محبت بلا واسطہ بادشاہ سے متعلق ہیں۔ اگر تم سیب سے اس لیے محبت اور اس کی عزت کرتے ہو کہ یہ تمہارے لیے شاہی تعریف فراہم کرتا ہے تو پھر یہ محبت بادشاہ کے نام پر اور اس کے واسطے ہے۔ ایسی تعریف سے پیدا ہونے والا لطف اس لطف سے کہیں زیادہ ہے جو سیب کھانے سے آتا ہے۔ ایسا رویہ اس کے تحفے کے لیے بادشاہ کی خالص احسان مندی ہے اور سیب کے لیے ظاہر کی گئی محبت خود بادشاہ کے لیے محبت ہے۔

اسی طرح سے' محبت آمیز مہربانیاں--- تمام کھانے اور پھل--- خود ان کی وجہ سے ہمیں بخشے گئے اور لطف جو وہ دیتے ہیں ایک بدنی یا شہوتی محبت ہے کیونکہ یہ جنسی خواہش کی خاطر ہے۔ اگر تم ان عنایات کو جو تمہیں ان کی ربانی رحمت کی مہربانیاں ہونے اور ربانی کریمیت اور خیر اندیشی کے پھل ہونے کی وجہ سے ملی ہیں' محبت کرتے ہو اور ان میں ربانی فضل کی قدردانی کے طور پر' اگر تم ان سے لطف اندوز ہوتے ہو اور ان کی خواہش رکھتے ہو تو بغیر کسی درد کے' یہ محبت خالص قدردانی اور خالص مسرت ہے۔

تیسرا لطیف نکتہ:

ربانی اسماء کی محبت کے کئی درجے اور سطحیں ہیں۔ جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ بعض اوقات تم ربانی اسماء سے محبت کرتے ہو کیونکہ تم کائنات میں ان کے کاموں سے محبت کرتے ہو۔ کیونکہ وہ ربانی کمالات کے عنوانات ہیں یا کیونکہ اپنی جامع فطرت کی وجہ سے' تمہیں ان کی بے حد ضرورت ہے۔

مثال کے طور پر' جب تم انتہائی ناامیدی میں اپنے رشتہ داروں' غریبوں' کمزوروں اور محتاج

مخلوقات کے لیے امداد تلاش کرتے ہو تو کوئی غیر متوقع طور پر نمودار ہوتا ہے اور ان کے لیے وہ کچھ کرتا ہے جس کی ان کے لیے تمہیں کرنے کی خواہش تھی۔ تم ایسے شخص سے اس کی سخاوت اور خیر خواہی سے کتنی محبت کرو گے اور ان خوبیوں کی وجہ سے ہمیشہ اس کے شکر گزار رہو گے؟

اسی طرح سے اسماء الرحمان اور الرحیم پر غور کرو۔

ان اسماء کو دکھا کر اللہ تعالیٰ تمہارے ایماندار والدین اور آباؤ اجداد اور اعزہ واحباب پر اس دنیا میں اپنی تمام کرم نوازیوں کے ساتھ عنایت فرماتا ہے۔ چونکہ وہ ہر دو تم کو اور ان کو جنت' عالم مسرت کامل میں ذات باری تعالیٰ اور تمام جنتی لطف وکرم کے دیکھنے اور تم کو اکٹھا کرنے کے ذریعے' تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ دونوں اسماء تمہاری محبت کے کتنے سزاوار ہیں اور کس حد تک تمہاری روح ان کی محتاج ہے اور یہ کہنا کتنا مناسب اور ضروری ہے:

اللہ تعالیٰ کے ''الرحمان'' اور الرحیم'' ہونے پر تمام تعریفیں اس کے لیے ہیں''۔

مزید برآں' اس کی مخلوقات کی اس کے دلآویز رہائشی اور قابل محبت سجاوٹیں ہونے کے ساتھ دنیا تمہارے لیے ایک گھر کی طرح ہے۔ تم اس کے ساتھ ایک عالی شان رابطے کو محسوس کرتے ہو اور اس کی شکلیں تم پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ عکس کے ذریعے تم سوچ سکتے ہو کہ تمہاری روح کتنی محبت کرتی ہے اور تم کو کس حد تک اس ذاتِ باری کے اسماء ''الحکیم'' اور ''القیوم'' کی ضرورت ہے جس نے دنیا اور اس کی مخلوقات کا انتظام کیا ہے اور اس طرح سے حکمرانی کرتا' اگاتا اور مکمل حکمت کے ساتھ انہیں قائم رکھتا ہے۔

تم یہ بھی سمجھ سکتے ہو کہ کس حد تک تمہاری روح کو اسماء --- الوارث' السریع' القیوم' الجواد' الحی' الکریم --- جو تمام مردوں کو جنہیں تم مربوط سمجھتے ہو اور جن کے ختم ہو جانے پر تم غمگین ہو جاتے ہو' ابدی خاتمے کے اندھیرے سے ان کا انتظام اس دنیا سے کہیں زیادہ خوبصورت جگہ پر ہوتا ہے۔

چونکہ جامع فطرتوں کے ساتھ ہم عالی منصب اور باوقار مخلوقات ہیں' محتاجی کے کئی حالات میں ہمیں ایک ہزار اور ایک ربانی اسماء کی ضرورت ہے۔ ایک کئی گنا ضرورت لگن ہے' کئی گنا لگن محبت ہے اور کئی گنا محبت' عبادت ہے۔ روحانی کمال کے درجوں کے تناسب میں' محبت ربانی اسماء کی تجلیوں کی سطحوں کے مطابق بڑھتی اور درجوں میں پہنچتی ہے۔ چونکہ اسماء عنوانات ہیں جن کے ساتھ شان وشوکت والی ہستی اپنے آپ کو دکھاتی ہے' اسماء یا ناموں کی محبت ربانی ہستی کی محبت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اسماء ''العادل''، ''الحکیم''، ''صادق'' اور ''الرحیم'' کی تجلیوں کی ہزاروں سطحوں میں سے' ہم ایک کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔

اگر تم اسماء ''الرحمان''، ''الرحیم'' اور ''صادق'' کو ''الحکیم'' اور ''العادل'' کو پورے جلووں میں

دیکھنا چاہتے ہو تو مندرجہ ذیل تقابل پر غور کرو۔

فرض کرو کہ ایک چار سو کمپنی کی ہر ایک کمپنی بے نظیر یونیفارم' راشن' اسلحہ اور ادویہ رکھتی ہے۔ اگر یہ کمپنیاں اکٹھی ملی جلی بغیر کسی کے اچھوتا پن کے خیال کیے جانے کے واقع ہیں اور اس پر بھی اس کی مکمل شفقت سے جو اس کی غیر معمولی طاقت اور اعجازی احاطہ کرنے والے علم پر مبنی اور انتہائی انصاف اور حکمت کے ساتھ' ایک لاجواب بادشاہ ہر ایک کو بے نظیر یونیفارموں ہتھیاروں سے آراستہ کرتا ہے اور انہیں کسی غلطی اور مدد کے بغیر غذائیں اور دوائیاں مہیا کرتا ہے۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ کیسا طاقتور' مشفق' عادل اور سخی بادشاہ ہے۔

اسی طرح سے اگر تم ربانی اسماء ''الحق''، ''الرحمان'' اور ''الرحیم'' کی تجلیاں جو الحکیم اور العادل میں شامل ہیں دیکھنا چاہو تو تم پودوں اور حیوانات کی شاندار فوجوں کو دیکھ سکتے ہو جو ان گنت مختلف خاندانوں' قبیلوں اور جنسوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یہ تمام اپنے خیمے موسم بہار میں زمین کی سطح پر لگاتے ہیں۔ ایک دوسری کے ساتھ ملے جلے ہوتے ہیں اور بے نظیر وردیاں' اشیاء خورد و نوش' اسلحہ' ہدایات' زندگی کے اسلوب اور فوجی خدمت سے سبکدوشیاں رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان کے پاس اپنی ضروریات کے لیے آواز اٹھانے کے لیے زبانیں اور انہیں پورا کرنے کے لیے طاقت نہیں۔ ملاحظہ کرو کہ کس طرح اسماء الحق' الرحمان' الرازق' الرحیم اور الجواد کسی الجھاؤ اور کسی کو بھولے بغیر انہیں مہیا کرتا' برقرار رکھتا اور مکمل عدل اور حکمت کے ساتھ اٹھاتا ہے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی دوسرا ہاتھ اس حیران کن نظام اور جامع تنظیم میں جو مطلق اندازے اور توازن پر مبنی ہے' حصہ لے سکے؟ سوائے توحید والی بے نظیر مطلق حکمت اور طاقت والی ذات کے کون اس فن' قاعدے' گورنمنٹ اور اس اٹھانے اور سہارا دینے میں حصہ لے سکتا ہے؟

چوتھا لطیف نکتہ:

تم پوچھتے ہو ''غذاؤں' ذاتیت' خاوند یا بیوی' بچوں' دوستوں' نیکوکاروں' خوبصورت چیزوں جیسے موسم بہار اور دنیا سے میری محبت کے فوائد اور نتائج کیا ہیں اگر وہ محبت قرآن مجید کے احکام کے مطابق ہوں؟''

جواب: ایسی محبت کے تمام فوائد اور نتائج کی تشریح کے لیے کئی دفتر چاہئیں۔ اس لیے میں اپنے آپ کو مختصر طور پر اس کے اس دنیا میں فوری نتائج اور آخرت میں اس کے مستقل نتائج کی طرف اشارہ کرنے میں محدود رکھوں گا۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے' جنسی خواہش کے نام پر کوئی بھی محبت' دنیاوی محبت کی طرح غافل

لوگوں کے لیے اس دنیا میں درد' تکلیف اور مصیبت کا باعث بنتی ہے۔ مثال کے طور پر' شفقت ایک دردناک ایذا میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جدائی کی وجہ سے محبت برباد کر دینے والا احساس بن جاتا ہے۔ لطف ایک زہریلے مشروب کی طرح بن جاتا ہے کیونکہ یہ بے ثباتی کے تابع ہے۔ چونکہ ایسی محبت اللہ تعالیٰ کے نام پر محبت نہیں ہوتی۔ یہ آخرت میں بے سود ہوگی۔ اس کے علاوہ یہ عذاب ہوگی۔ اگر عاشق ناجائز تعلقات میں پڑ جاتا ہے۔

سوال: پیغمبروں اور بزرگوں کے لیے کسی کی محبت کس طرح بے ثمر ہو جاتی ہے؟

جواب: پیغمبروں اور بزرگوں کے لیے محبت' جیسی کہ عیسائیوں میں پائی جاتی ہے' جو تثلیث میں یقین رکھتے ہیں' اور رافضیوں (شیعہ حضرات کا ایک طبقہ) کی محبت جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی وجہ سے' تقریباً تمام صحابہ کے ساتھ اپنے دل میں دشمنی رکھتے ہیں' بے ثمر ہے (ایسی محبت کی جڑیں محبوب شخص کی محبت میں ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام پر نہیں ہوتی۔ یہ عقیدے میں ناقابل معافی زیادتیوں کی طرف لے جاتی ہے۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا مرتبہ دے دیا اور رافضیوں نے مسلمانوں کے سوادِ اعظم سے ناطہ توڑ لیا) اللہ تعالیٰ کے نام پر اور قرآن مجید کے طریقے پر کوئی بھی محبت اس دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں اچھے نتائج لاتی ہے۔ اس کے دنیاوی نتائج کا میں ذیل میں مختصر طور پر ذکر کرتا ہوں۔

- خدا کے نام پر مزیدار پھلوں اور غذاؤں سے محبت کرنا' انہیں درد کی آمیزش کے بغیر ایک مہربانی اور عنایت بناتا ہے اور ایک آسانی جو خالص شکر گزاری پیدا کرتی ہے۔
- جسمانی نفس سے محبت کرنا تمہیں شفقت کرنے کی طرف گامزن کرتا ہے۔' چنانچہ تم نقصان دہ خواہشات اور خیالات سے اسے روکنے کی تربیت دو گے۔ جب تم کامیابی سے ایسا کرو گے تو تمہارا جسمانی نفس جہاں کہیں بھی چاہے تمہیں نہیں لے جاسکے گا اور تمہیں اس کا غلام نہیں بنا سکے گا۔ اس کے برعکس تم اس پر سوار ہو جاؤ گے اور صداقت کی طرف اس کی رہنمائی کرو گے۔ نہ کہ اسے جذبات کی طرف چلاؤ گے۔
- اپنی بیوی سے محبت کرنا اس کے اچھے کردار اور اس کے شفقت کی کان اور ربانی رحمت کا تحفہ ہونے پر مبنی ہے۔ بدلے میں وہ تم سے محبت اور تمہاری عزت کرے گی۔ جب تم دونوں کی عمریں زیادہ ہوتی جائیں گی۔ یہ باہمی محبت اور عزت بڑھے گی اور تمہاری خوشی کو بڑھائے گی۔ طبعی خوبصورتی پر مبنی جسمانی محبت کافور ہو جانے والی ہے۔ جب یہ غائب ہو جاتی ہے تو تمہارے باہمی تعلقات بھی ختم ہو جاتے ہیں۔
- اپنے والدین سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنا عبادت کا عمل ہے اور ان کی عمر میں اضافے کے

ساتھ ساتھ بڑھتی ہے۔ ایک ارفع ترین احساس اور جدوجہد کے ساتھ تم ان کے لیے لمبا عرصہ زندہ رہنے کی دعا کرتے ہو تاکہ ان کی وجہ سے تم زیادہ انعام حاصل کر سکو۔ تاکہ ان کی عزت کر کے تم خالص روحانی لطف حاصل کرو۔ اگر تم ان کے وجود کو نا قابل برداشت پاتے ہو جب انہیں تمہاری ضرورت ہوتی ہے اور اس طرح سے تم ان کی موت کی تمنا کرو گے تو تم درندگی تک نچلے درجے پر آ جاؤ گے اور ایک دردناک روحانی بیماری میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

- اپنے بچوں سے محبت کرنا کیونکہ تمہیں عطا کیے گئے ایک مناسب طریقے سے بڑھنے' پھولنے کے لیے وہ اللہ تعالیٰ کے قابلِ محبت تحفے ہیں' ایک محبت ہے جو مسرت اور نعمت ہے۔ انہیں پہنچنے والی تکلیفوں یا نا امیدی سے کراہنے سے تم کو زیادہ اذیت نہیں ہوگی۔ اگر وہ مر جاتے ہیں چونکہ ان کا خالق الحکیم اور الرحیم ہے' تم یہ نتیجہ نکالو گے:

  ''چونکہ ان کے لیے زندہ رہنے کی نسبت مر جانا بہتر تھا' اللہ تعالیٰ ان کو ہم سے لے گیا''۔
  یہ سوچ کر کہ تمہارا صبر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کرے گا اور یہ کہ وہ تم (دونوں) کو ابدی مسرت کے ٹھکانے میں اکٹھا کر لے گا۔ تو تم جدائی کے دردوں سے بچا لیے جاؤ گے''۔

- تمہارا اپنے دوستوں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ جدائی یا موت اس رشتے کو نہیں توڑے گی جس کا تم عموماً مزا لے رہے ہو۔ تم اس باہمی محبت اور روحانی تعلق سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر دوبارہ ملاپ کا لطف ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے والا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ملاپ کا ایک سیکنڈ ایک سال کے ملاپ کا لطف دیتا ہے اور دنیاوی مقاصد کے لیے ایک سال اکٹھے رہنے کا مطلب ایک سیکنڈ کا ملاپ ہے جو دردناک جدائی میں ختم ہوتا ہے۔

- پیغمبروں اور بزرگوں جیسے مختلف لوگوں سے محبت کرنا تمہیں قبر کی درمیانی دنیا یا عالمِ برزخ دکھاتا ہے جو غافل لوگوں کو اندھیرا' ڈراؤنی تنہائی اور نوازے گئے لوگوں کے وجود سے منور عمارت کی طرح لگتا ہے۔ تم اس دنیا میں جانے سے ڈرو گے نہیں بلکہ تم وہاں جانے کے لیے رجحان اور لگن محسوس کرو گے اور وہ لطف جو تم زندگی سے حاصل کرتے ہو' ضائع نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تم ان سے اس طرح محبت کرو گے جس طرح متمدن لوگ معروف افراد سے محبت کرتے ہیں تو تم ان کی موت پر غمگین ہو گے اور ماضی کی ''وسیع قبر'' میں ان کی موت اور گمنامی تمہارے درد میں اضافہ کرے گی۔ یہ سوچ کر کہ تم قبر میں داخل ہو گے جو بہترین لوگوں کے لیے بھی گل سڑ جانے کا باعث ہوگی' تم غم کی سسکیاں بھرو گے اور موت سے ڈرو گے۔ لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ کے نام پر محبت کرتے ہو' جسم کو الگ کر کے تم قبر کو ایک مکمل آرام کی جگہ پاؤ

گے اور تم آگے ہو کر اس کی پرتپاک پیش قدمی کرو گے۔

- خوبصورت چیزوں سے ان کے کارساز کے نام پر محبت کرنا اور ایک طرح سے ان کے خالق کا تمہیں یاد دلانا ایک خوشگوار پرتو ہے جو تمہاری رائے تبدیل کر دے گا' جو خوبصورتی کی عزت کرتا ہے اور اس کا رخ کہیں زیادہ باوقار' مقدس اور لطیف خوبصورتی کی طرف موڑ دے گا۔ تم ان خوبصورت کاموں سے ربانی افعال کی خوبصورتی کی طرف اپنا رخ پھیر لو گے۔ پھر ربانی اسماء کی خوبصورتی کی طرف اور اس کے بعد ربانی صفات کی خوبصورتی اور شان و شوکت والے کی لاجواب خوبصورتی کی طرف۔
- جوانی سے محبت کرنا اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عمدہ نعمت ہے' تم اسے عبادت میں صرف کرو گے نہ کہ اسے انتشار میں ضائع کرو گے۔ جب تم ایسا کرو گے تو جوانی میں کی گئی عبادت مستقل پھل دے گی۔ جوانی ختم ہو جاتی ہے لیکن وہ پھل رہتے ہیں اور تمہیں بغاوت اور انتشار میں گزاری ہوئی جوانی کے برے نتائج سے بچاتی ہے۔ جب تم بوڑھے ہو جاتے ہو تو تم اللہ تعالیٰ کی عبادت پر زیادہ ہمہ تن متوجہ ہوتے ہو اور ربانی رحمت سے زیادہ کا استحقاق رکھتے ہو۔ غافل لوگوں کے ناموافق' تم روؤ گے نہیں یا اپنی پانچ یا دس سالہ جوانی کے مزوں کا افسوس نہیں کرو گے۔ جب تم اپنی زندگی کی شفق میں داخل ہو گے تم ان غفلت شعار لوگوں کی طرح نہیں ہو گے جو کہتے ہیں ''کاش کہ میری جوانی لوٹ آئے تو میں اسے بتاؤں کہ بڑھاپے نے میرے ساتھ کیا کیا ہے''۔
- موسم بہار جیسی نمود و نمائش والی چیزوں سے محبت کرنا اس لیے کہ وہ ربانی فن کے کارنامے ہیں' مراد ہے کہ ان کے مشاہدہ کرنے کا لطف ختم نہیں ہوتا جب انہیں دور کر دیا جائے۔ کیونکہ تم ان کے مفہوم کو یاد کر سکتے ہو جسے وہ تمہارے ذہن میں چھوڑ گئے ہیں۔ جیسے ملمع حروف' فلم کے مناظر کی طرح' تمہارا تصور اور وقت تمہیں ان کو دیکھ کر لطف لینے کے قابل بناتے ہیں اور تمہارا ذہن گزرے ہوئے موسم بہار کی خوبصورتیوں اور خیالوں کو تازہ کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں محبت تمہیں لطف اور سرور دینا جاری رکھتی ہے اور ایذا رساں اور عارضی نہیں ہو جاتی۔
- اللہ تعالیٰ کے نام پر اس دنیا سے محبت کرنا اس کی تمام مخلوقات کو دلآویز دوستوں کی طرح بنا دیتا ہے۔ اسے آخرت کی کھیتی کے طور پر دیکھنے سے تم ہر ایک چیز میں ایک سرمایہ پاتے ہو جسے تمہاری مابعد حیات کی بہتری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مصیبت تمہیں خائف نہیں کرتی اور تمہاری زندگی کی بے ثباتی تمہیں تکلیف نہیں دیتی۔ تم اس مہمان خانے میں اپنے مقررہ

وقت تک سکون سے قیام کرو گے لیکن اگر تم دنیا سے غفلت شعار لوگوں کی طرح محبت کرو گے تو تکلیف دہ' مصیبت ناک' ناپائیدار اور بے ثمر محبت میں تمہارا دم گھٹے گا۔

اگر ان مزوں اور فائدوں کی جو قرآن مجید میں بتائی گئی محبت کی قسم یہاں بتلائے گی' نشاندہی کے بعد' تم ایسی محبت کے دوسری دنیا کے نتائج سننا اور جاننا چاہتے ہو تو مندرجہ ذیل تمہید اور نو اشارات کا مطالعہ کرو۔

تمہید:

اس ذات باری کی شان وشوکت والی خدائی' شاندار رحمت' بہت ہی بڑی سرداری' فیاضانہ خبرداری' وسیع قدرت اور لطیف حکمت کے ذریعے قادرِ مطلق خداوندِ کریم نے حقیر سائز کے انسانی جسم کو اتنے زیادہ حواس اور احساسات' ایسے اعضاء' جوڑوں اور نظاموں اور متعدد قابلیتوں سے آراستہ کیا ہے۔ تاکہ وہ ہم میں سے ہر ایک کو مہربانیوں کی لاتعداد اقسام' اس کی شفقتوں اور اس کی رحمت کی اقسام کو سمجھ اور جان سکے۔ اس کے علاوہ اس نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ اس کے اسماء کی بے شمار تجلیوں کا ہم اندازہ اور ان سے محبت کر سکیں۔ ہر ایک جسمانی عضو سے جوڑ اور نظام کی مختلف اقسام کی خدمات' عبادت اور مختلف قسم کے مزے' درد' فرائض اور انعامات ہیں۔

مثال کے طور پر آنکھیں' بصارت کے دائرے میں صورتوں کی خوب صورتیوں اور ربانی طاقت کے مختلف معجزات کو دیکھتی ہیں۔ ان کا فرض غور وفکر کا عادی اور فکرمند مشاہدہ اور کارساز ذات کی احسان مندی ہے۔ کان مختلف آوازیں اور سماعت کے دائرے میں ربانی رحمت کی لطافتیں تخلیق کے میٹھے سر سمجھتے ہیں۔ ان کی اپنی بے نظیر قسم کی عبادت' مسرت اور انعام ہے۔ سونگھنے کی حس' سونگھنے کے دائرے رحمتِ خداوندی کی لطافتوں سے باخبر ہے اور اس کے علاوہ اس کا اپنا بے نظیر مزہ' احسان مندی کا فرض اور انعام ہے۔ دوسروں کی طرح' چکھنے کی حس' ہر استعمال کی جانے والی چیز کے ذائقے سے باخبر ہوتے' شکرگزاری کے کئی فرائض ادا کرتی ہے۔

القصہ' ہمارے تمام حواس' اعضا اور قابلیتیں' (جیسے دل' شعور اور روح) کے لاجواب فرائض' مسرتیں اور درد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مطلق حکیم ذات ان سب کو بدیں وجہ انعام دے گی۔ ان کے انعام کو قران مجید میں' جو سب سے سچا کلام' سب سے مکمل نظام اور اس خدا کا کلام ہے' جو شہنشاہ' بڑا زبردست اور العلیم ہے۔ واضح طور پر یا کنایۃً بیان کر دیا گیا ہے۔

پہلا اشارہ:

لذیذ کھانوں اور پھلوں کی احسان مندی میں جائز محبت آخرت میں جنتی کھانے اور پھل دیتی

ہے اور ہم میں ان کے لیے رغبت پیدا کرتی ہے۔ جب تم کچھ کھاتے ہو اس کے بعد ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے'' کہنا بھی تم کو جنت کے ایک پھل کے طور پر واپس کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید نے تجویز کیا اور ربانی حکمت اور رحمت کا تقاضا ہے' اس کی عنایتوں اور مہربانیوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی گئی کوئی بھی مسرت بخش شکر گزاری تمہیں، جنت میں بطور ایک لذیذ ترین کھانے کے واپس کر دی جائے گی۔

دوسرا اشارہ:

جائز طریقے سے اپنی ذاتیت سے محبت کرنے کے جواب میں (اس پر ترس کھانے اور اس کے لیے کام کرنے پر) تمہیں وہ دیا جائے گا جسے تم جنت میں محبت کرتے ہو۔ چونکہ تم نے اپنی ذات کی خواہشوں اور آرزوؤں کو پورا کیا اور اپنے اعضاء اور قابلیتوں کو اس دنیا میں اس طریقے سے استعمال کیا جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ مطلق فیاض ذات جنت کی خوبصورتی اور زینت کی ستر مختلف اقسام کے نمونوں کے طور پر تمہیں ستر مختلف آسمانی لباسوں میں ملبوس کر کے' تمہاری اس کے لیے (جائز) محبت کا انعام دے گی۔

وہ ذات مقدس تمہارے جسم کو ستر اقسام کی خوبصورتی سے مزین کرے گی اور تمہیں حوریں پیش کرے گی جن میں سے ہر ایک زندہ جنت کی طرح ہوگی۔ دنیا میں جوانی کے لیے تمہاری محبت' جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں تمہیں استعمال کرتے ہوئے دکھاتی ہے' وہ ابدی مسرت کے ٹھکانے میں ابدی جوانی میں منتج ہوگی۔

تیسرا اشارہ:

اس کی مسرت بخش شفقت' قابل تعریف خوبیوں اور اچھے کردار کی وجہ سے جو تم اپنی بیوی کے لیے استعمال کرتے ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی معصیت اور دوسرے گناہوں سے بچانے کی پرخلوص محبت کے انعام لیں۔ مطلق مشفق ذات اسے تمہارے لیے ابدی سرور کے ٹھکانے میں ایک غیر فانی دوست بنائے گی۔ وہ حوروں سے زیادہ خوبصورت' زیادہ خوش لباس اور مزین اور زیادہ دلآویز ہوگی۔ جوڑوں کو تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بٹھایا جائے گا اور دنیا میں اپنی اکٹھے گزاری ہوئی زندگی کو ایک دوسرے کے سامنے بیان کر کے بہت سرور محسوس کریں گے۔

چوتھا اشارہ:

والدین اور بچوں کے لیے جائز محبت کے طور پر اللہ تعالیٰ' الرحمٰن اور الرحیم انہیں جنت میں

اکٹھے آنے کی اجازت دے گا اور انہیں آپس میں ابدی اور خوش کن راز و نیاز کرنے کے انعام سے نوازے گا خواہ ان کا رتبہ اور مقام مختلف ہو۔ وہ ان بچوں کو جو بلوغت سے قبل فوت ہو گئے دوبارہ جنت کی شایانِ شان صورت میں' جنت کے قابلِ محبت اور خوبصورت ترین غیر فانی بچوں کے طور پر دوبارہ تخلیق کرے گا۔ (الواقعہ: 17:56) اور ان کو ان کے والدین کے بازوؤں میں واپس کر دے گا تا کہ وہ ابدی طور پر ماں باپ ہونے کا لطف اٹھا سکیں۔

چونکہ جنت دوبارہ تخلیق کا مقام نہیں ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ وہاں بچوں کو حاصل کرنا معدوم ہوگا لیکن چونکہ جنت اپنے اندر اعلیٰ ترین درجے کی قابلِ لطف چیز سموئے ہوئے ہے' بچوں کو حاصل کرنے کا لطف' بہترین صورت میں' ان بچوں کے ذریعے ہوگا جو بلوغت کو پہنچنے سے قبل فوت ہو گئے۔ یہ ان لوگوں کے لیے ایک اچھی خوشخبری ہے جن کے بچے بلوغت سے پہلے فوت ہو گئے ہیں۔

پانچواں اشارہ:

اللہ تعالیٰ کی خاطر پاکباز دوستوں سے محبت کرنے کے نتیجے کے طور پر' قرآن مجید واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ ان کو جنت میں آمنے سامنے صوفوں پر بٹھایا جائے گا اور وہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے اپنی دنیاوی زندگیوں سے متعلق دلچسپ ترین طریقے سے بات چیت کا خالص لطف اٹھائیں گے۔

چھٹا اشارہ:

تمہاری پیغمبروں اور بزرگوں کے لیے قرآنی محبت تمہیں قبر کی زندگی (عالمِ برزخ) اور عظیم حشر کے میدان میں ان کی شفاعت سے فائدہ اٹھانے کا باعث بنے گی۔ تم ان کے عالیشان مناصب سے بھی تعلیم و تربیت حاصل کرو گے۔ اس اصول کے مطابق کہ "انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے" ہر ایک مومن اس منصب والے شخص کی قربت کے ذریعے اس کے اعلیٰ تین رتبے یا مقام میں سے ایک حصہ حاصل کر سکتا ہے۔

ساتواں اشارہ:

خالق کے خوبصورت کارنامے دیکھ کر بیان کی گئی' ان کارناموں کے پس منظر میں افعال کی خوبصورتی اور ہم آہنگی کی قدردانی میں' ان افعال کے پیچھے اسماء کی دھوم دھام اور ان خوبصورت اسماء کے پیچھے صفات کی نمود اور خوبصورت چیزوں اور موسم بہار کے لیے تمہاری محبت تمہیں ابدیت کے جہان کے ان اسماء کے اظہار کا جو اس دنیا میں اپنے ہمزادوں سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں اور

ان اسماء میں اس ذات باری کی خوبصورتی اور صفات کی شہادت دیتے ہیں' دیکھنے کا باعث بنے گی۔
امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جنت کی خوبصورتیاں اور لطافتیں ربانی اسماء کے جلوؤں کو جمع کرتی ہیں"۔ ان الفاظ کو سمجھو۔

آٹھواں اشارہ:

اس کے آخرت کی کھیتی ہونے اور ربانی اسماء کا آئینہ ہونے کی وجہ سے' دنیا کی تمہاری پر از غور و فکر محبت کا دنیا کے برابر بڑی جنت کے لازوال باغ کا انعام دیا جائے گا۔ اسماء کی صرف نقلی نمائشیں متعدد حجابوں کے پیچھے سے دنیا کی حیران کن خوبصورتیوں میں منتج ہوتی ہیں۔ یہ اسماء جنت میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ شاندار صورت میں ظاہر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنہوں نے اس دنیا سے آخرت کی کھیتی کی طرح محبت کی' جنت دے گا جس کے تعلق میں یہ دنیا ایک چھوٹی کیاری کی طرح ہے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ رحمت اور حکمت کا تقاضا ہے اور جس کے متعلق احادیث نبوی اور کچھ قرآنی آیات میں اشارہ کیا گیا ہے' ہمارے حواس اور احساسات جو یہاں چھوٹی شاخوں کی طرح ہیں' وہاں مکمل کیے جائیں گے۔ ہماری پوشیدہ طاقتیں جو یہاں بیجوں کی طرح ہیں' وہاں انواع و اقسام کے کمال اور خالص لطف کی صورت میں نشوونما پائیں گے۔

چونکہ ہم نے دنیا کو صرف دو پہلوؤں' آخرت اور ربانی اسماء کے تعلق سے دیکھا ہے اور اس کے نفرت کی پہلو کو (تمام برائیوں کی وجہ) سے نہیں دیکھا اور اسے اپنی عبادت کے ذریعے پھلنے پھولنے دیا ہے گویا کہ ہم نے اپنی زندگیوں اور جسم' حواس اور قابلیتوں کو عبادت میں صرف کر دیا ہے' رحمت اور حکمت کا تقاضا ہے کہ ہم اتنا بڑا انعام حاصل کریں جتنی کہ دنیا ہے۔

سوال: ایسے وسیع اور خالی باغ کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: اگر تم تصور کی رفتار سے دنیا اور اکثر ستاروں میں سفر کرو تو تم یہ وثوق سے کہہ سکتے ہو کہ دنیا تمہاری ہے۔ یہ امر کہ فرشتے' دوسرے لوگ اور حیوانات تمہارے ساتھ فضائے بسیط میں حصہ پاتے ہیں' تمہارے دعوے کی نفی نہیں کریں گے۔ اس حدیث --- "جنت کے بعض لوگوں کو ایک ایسی جنت دی جائے گی جس میں پیدل چلنے میں پانچ سو سال لگیں گے" --- کی "اٹھائیسویں لفظ" اور شعاعوں میں "خلوص پر مقالہ" میں تشریح کی گئی ہے۔

نواں اشارہ:

تمہارے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس سے محبت کا نتیجہ جنت کی ابدی زندگی اور اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔ روحانی تحقیق اور حق کے متلاشی لوگ تمام اس بات پر متفق ہیں کہ اس دنیا کی پرمسرت زندگی

کے ہزار سال جنت کی زندگی کے ایک گھنٹے کے برابر نہیں اور یہ کہ جنت کی زندگی کے ہزار سال اس کے مطلق مقدس جمال اور بے عیب کمال میں شان وشوکت والی ذات کے ایک گھنٹے کے دیدار کے برابر نہیں۔ اس کے جمال کا دیدار کرنا قرآن مجید اور احادیث نبوی سے ثابت ہے جن میں سے ایک یہ بتلاتی ہے ''دیدارِ الٰہی جنت کے دوسرے الطاف واکرام سے اس قدر سبقت لے جاتا ہے کہ ان کو بھلا دیتا ہے۔ دیدارِ الٰہی کے بعد جنت کے لوگ خوبصورتی اور محبوبیت میں اتنے بڑھ جائیں گے کہ جوڑے ایک دوسرے کو صرف بہت مشکل سے پہچاننے کے قابل ہوں گے''۔

تمام لوگ ماضی کے ایسے عظیم لوگوں کو دیکھنے کے اشتیاق کو گہرائیوں میں محسوس کرتے ہیں جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام نبی جو ایسے عالیشان کمال کے لیے مشہور تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام نبی جو اپنے حسن میں ممتاز تھے۔ اس لیے موازنہ نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے کی' جذبے کی کس درجے تک اور ہماری خواہش کی کتنی گہرائی سے آرزو اور شوق سے تمنا کی گئی ہے۔ اور یاد رکھو کہ اس کے جمال اور کمال کی ایک تجلی جنت کے تمام حسن اور کمال کو سموئے ہوئے ہے' جو کہ اس جہان میں مرئی تمام حسن اور کمال سے کہیں زیادہ باوقار ہے۔

اے اللہ تعالیٰ! ہمیں اپنی محبت اور اس چیز کی محبت جو تیرے قریب کر دے اس راست بازی کے ساتھ جس کا تو حکم دیتا ہے' اس دنیا میں اور آخرت میں' اپنی رحمت اور اپنے دیدار کے ساتھ فراہم کر۔

تیری حمد وثناء ہے۔ ہمارے پاس علم نہیں ہے سوائے اس کے جو تو نے ہمیں دیا۔ اے اللہ تعالیٰ! تو العلیم اور الحکیم ہے۔ آپؐ پر جنہیں تو نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا درود وسلام بھیج اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر۔ آمین!

نوٹ: اس ''لفظ'' کے آخری حصے میں مفصل تشریح کو بہت طویل نہ خیال کرو۔ اس کی اہمیت کے تناسب سے یہ مختصر ہے اور درحقیقت' یہ مزید تفصیل کی متقاضی ہے۔ قرآن مجید سے اشارات کے نام پر ''الفاظ میں سچائی بولتی ہے۔ سچائی سچ بولتی ہے۔ اگر تم اس میں کسی چیز کو غلط پاؤ تو جان لو کہ یہ میرے ذہن کی اختراع ہے۔

التماس:

اے مالک! ایک شخص محل کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے جو اس کے لیے کھولا نہیں جاتا' اس (مرد یا عورت) کے کہنے سے جو محل میں معزز ہے اور جس کی آواز سے اس کے رہائشی واقف ہیں سو چونکہ میں اتنا بدنصیب ہوں کہ میں نے تیرے رحم کی عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا۔ میں تیرے بندے'

جس سے تو محبت کرتا ہے' اویس القرنی کی صدا اور التجا کے ساتھ اسے کھٹکھٹا تا ہوں۔ اپنی اس عدالت کو میرے لیے کھول دے جسے تو نے ان پر کھولا تھا۔ میں اسی طرح صدا دیتا ہوں جس طرح انہوں نے صدا دی تھی۔

اے اللہ! تو میرا آقا ہے۔ میں ایک غلام ہوں۔ تو خالق ہے اور میں مخلوق۔ تو زبردست شان والا ہے اور میں ذلیل اور بدنصیب۔ تو مطلق غنی ہے اور میں مطلق فقیر۔ تو ہمیشہ کے لیے زندہ ہے اور میں مردہ۔ تو ابدی ہے اور میں فانی۔ تو سب سے زیادہ سخی ہے اور میں بخیل۔ تو خیر خواہ ہے اور میں بدخواہ۔ تو غفار ہے اور میں گنہگار۔ تو سب سے زیادہ شان والا ہے اور میں ادنیٰ و کمینہ۔ تو طاقتور ہے اور میں ضعیف۔ تو عطا کرنے والا ہے اور میں بھکاری۔ تو پناہ دینے والا ہے اور میں ڈرنے والا۔ تو سب سے زیادہ سخی ہے اور میں محتاج۔ تو استدعاؤں کو سننے والا ہے اور میں استدعا کرنے والا۔ تو شفا دینے والا ہے اور میں بیمار۔ پس میرے گناہ بخش دے۔ مجھ سے درگزر فرما اور مجھے بیماریوں سے شفا عطا کر۔ اے میرے خدا! اے کفایت کرنے والی ذات! اے آقا! اے وفا کرنے والے! اے مشفق ترین ذات! اے شفا دینے والے! اے فیاض! اے صحت بحال کرنے والے! میرے تمام گناہ معاف فرما دے! تمام بیماریوں سے مجھے شفا بخش اور ہمیشہ کے لیے مجھ سے راضی ہو جا۔ اپنی رحمت کے ذریعے اے ارحم الراحمین!

ان کی صدا کا انجام یہ ہوگا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے۔

تینتیسواں لفظ

تخلیق اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید پر دلالت کرتی ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

''عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی۔ یہاں تک کہ ان کے سامنے یہ بات کھل کر آ جائے گی کہ یہ کتاب حق ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ تیرا رب ہر چیز کا شاہد ہے؟'' (حم السجدہ 53:41)

سوال: ہم ایک مختصر اور بلیغ تشریح پسند کریں گے کہ کس طرح انسانیت (کائنات اصغر) اور فضائے بسیط (کائنات اکبر) اللہ تعالیٰ کی لازمی ہستی اور توحید اور اللہ تعالیٰ کی حکومت کی لازمی خوبیوں اور صفات کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس کی طرف مندرجہ بالا آیت کے دونوں حصے دلالت کرتے ہیں۔

جواب: اب تک تحریر کیے گئے ''بتیس الفاظ'' اس آیت سے نکالی گئی صداقتوں کے سمندر کے بتیس قطرے ہیں۔ تمہارے سوال کا اس میں جواب دیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل مثال سمندر کے قطرے کے ننھے قطروں کی طرف صرف اشارہ کرتی ہے۔

اگر ایک غیر معمولی قابلیت کا مالک شخص ایک بڑا محل تعمیر کرنا چاہتا ہے تو پہلے وہ مضبوطی سے اسے تعمیر کرنے کے اپنے مقصد کے مطابق بنیاد رکھتا ہے۔ پھر وہ مہارت سے اسے حصوں اور کمروں میں تقسیم کرتا ہے اور پھر وہ ان کی آرائش اور سجاوٹ کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ اسے بجلی کی روشنیوں سے منور کرتا ہے۔ وہ مکان کے ہر ایک پہلو اور ہر ایک حصے میں اضافے' تبدیلیاں اور صورت میں رد و بدل کر کے اپنی دوسری مہارتوں اور سدا بہار نت نئی فیاضیوں کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ ہر ایک حصے اور کمرے کو ملانے کا ایک اطلاع دینے کا نظام قائم کرتا ہے اور ہر کمرے میں کھڑکیاں لگاتا ہے تاکہ اس کا رتبہ اور صحیح شناخت ظاہر کی جائے اور محل کے باسی اس سے رابطہ کر سکیں۔

اسی طرح سے، خالق جو تقابل اور ایک ہزار اور ایک اسماء جیسے الحاکم، العادل، اور القاضی، العادل سے پکارا جانے سے ماوراء ہے، جس نے کائنات کے محل کو بنانے کی مشیئت فرمائی۔ وہ تخلیق کا درخت جو عالمِ اکبر ہے، اس نے محل (اور درخت) کی بنیادیں چھ دن میں رکھیں اور اپنی حکمت کے اصولوں اور اپنے ابدی علم کے قواعد کے ساتھ اس کے سب سے اہم حصے کی تعمیر کی۔ اسے سطحوں اور شاخوں میں تقسیم کر کے شاخ در شاخ کیا۔ اسے اپنے فرمان اور تقدیر کے اصولوں سے مستحکم کیا۔ پھر اس نے مخلوقات کی گروہوں، خاندانوں اور جنسوں میں تنظیم کی اور ہر ایک کی زندگی کو اپنے فن اور اپنی عنایت کے اصولوں سے مرتب کیا۔ اس کے بعد اس نے ہر ایک چیز اور دنیا کو ایک بے نظیر طریقے سے مزین کیا۔ اس نے آسمان کو ستاروں سے اور زمین کو پھولوں سے سجایا۔ اس نے اپنے اسماء کو ان وسیع میدانوں میں ظاہر کیا جہاں اس کے عالمگیر قوانین اور جامع اصول لاگو ہیں اور انہیں روشن کیا۔ یہ کرنے کے بعد، اپنے اسماء الرحمٰن اور الرحیم کو نمایاں کر کے، وہ ہر ایک انفرادی مخلوق کی مدد کے لیے آیا جس نے ان عالمگیر اصولوں کے دباؤ میں چیخ و پکار کی۔

اس کا مطلب ہے کہ اپنے عالمگیر اور جامع قواعد میں، وہ خاص عنایات، مدد اور خاص تجلیاں رکھتا ہے جو ہر ایک مخلوق کو کسی بھی وقت اس کی طرف رجوع کرنے اور اس کو اس کی حاجت روائی کی درخواست کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اپنی ہستی اور توحید کو واضح کرنے کے لیے اس نے اپنی ذات پر تخلیق اور جہانوں کے تمام حصوں اور سطحوں، وجود اور افراد کے تمام گروہوں اور تمام چیزوں سے کھڑکیاں کھول دیں۔ مزید برآں، اس نے ہر ایک دل میں ایک ٹیلی فون چھوڑ دیا۔

اب جامع ربانی علم کی طرف لاتعداد کھڑکیوں کا حوالہ اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرنے اور اس کی ثنا کرنے والے مرکباتِ ناقصہ کے تینتیس اعادوں سے پر مسرت خط و کتابت میں اور ہر ایک فرض نماز کے بعد اس کی عظمت کا باقاعدہ اعلان کرنے سے جس کی بحث ہمارے بس میں نہیں ہے، ہم قرآن مجید کی آیات میں سے پیدا ہونے والے ناموں میں سے تینتیس کی ''تینتیسویں لفظ'' کے عنوان کے تحت اشارہ کرنے پر اکتفا کریں گے۔

تینتیس کھڑکیاں:

پہلی کھڑکی:

تمام چیزوں کو خاص طور پر جانداروں کی کئی حاجتیں اور مطالبے ہوتے ہیں جو وقت پر کہیں غیر

معلوم اور غیر متوقع جگہ سے پورے کیے جاتے ہیں۔ اپنے مقاصد کو خود پانے کے ناقابل ہونے کی وجہ سے وہ چھوٹی سی چھوٹی ضرورت کو بھی پورا نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر' تم خود اپنے بیرونی اور اندرونی حواس اور اعضاء کی ایک ضرورت کو بھی پورا نہیں کر سکتے۔ یہ ضرورتیں اور مطالبے اور ان کی تسکین تن تنہا اور مجموعی طور پر عالمِ غیب اور اللہ تعالیٰ کی یکتائی کے حجاب کے پیچھے لازمی ہستی کے وجود کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ وہ اس ذات کو اس کے اسماء الجواد' الرحیم' المربی' الرازق اور المدبر کے ذریعے اپنے ذہن کو بتاتے ہیں۔ کیا تم عقل' شعور اور شفقت کا مظاہرہ کر کے اس عالمگیر حقیقت کو اسے بہری فطرت' اندھی قوت' اتفاقی مطابقت یا بے جان اور بے طاقت علتوں کی طرف منسوب کر کے واضح کر سکتے ہو؟

دوسری کھڑکی:

اپنی ساخت کے طریقے کے دوران چیزیں اور جاندار پوشیدہ طاقتوں کی صورتوں کی لاتعداد انواع و اقسام رکھتی ہیں۔ ہر ایک کو فوراً' عقل مندی سے اور مکمل حکمت کے ساتھ بیرونی اور اندرونی حوس سے آراستہ ایک خاص' ممتاز اور انتہائی متناسب شکل دی جاتی ہے۔ یہ شکل ایک بے نظیر علامت کی حامل ہوتی ہے جو اس شکل والے فرد کو اس کی جنس کے دوسرے تمام افراد سے ممیّز کرتی ہے۔ چنانچہ کسی کی شکل خاص طور پر اس ذاتِ باری کے پُرمقصد انتخاب اور ترجیح کی ظاہر کردہ ربانی یکتائی کی بہت درخشاں چھاپ ہے۔ جس طرح ہر ایک چہرہ لاتعداد طریقوں سے مکمل ترین حکمت والے کارساز کے وجود کی شہادت کا حامل ہے اور اس کی فقید المثالی کی طرف اشارہ کرتا ہے' تمام چہروں کی ظاہر کردہ یکتائی کی وہ چھاپ ذہن کی آنکھ کو یہ سمجھاتی ہے کہ ان تمام چیزوں کے خالق کی ملکیت چھاپ ہے۔ ان چھاپوں یا مہروں کو تم کس ورکشاپ کی طرف منسوب کر سکتے ہو جن کی نقل نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے سب کا مقصود و مطلوب ہونے کی درخشاں چھاپ کا کہنا ہی کیا؟

تیسری کھڑکی:

پودوں اور جانوروں کی انگنت جنسوں کی عظیم فوج کی پیچیدگی اور غفلت سے مکمل پاک' ایک خاص صورت اور لباس اور خاص اشیائے خوردنی اور گولہ بارود کے ذریعے انداز ے اور تنظیم سے کردار نگاری کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر ایک جنس کی ایک فقید المثال طریقے سے تربیت اور خدمت سے سبکدوشی کی جاتی ہے [67]۔ یہ توحید والی ذات کی چھاپ ہے۔ سورج کی طرح درخشاں اور اس طرح سے شک سے بالا چھاپ۔

[67] ان جنسوں کے درمیان بعض وہ ہیں جن کی تعداد ایک سال میں ان تمام لوگوں سے بڑھ جاتی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر دنیا کے خاتمے تک کبھی زندہ رہے ہیں یا کبھی زندہ رہیں گے۔

سوائے بے حد طاقت‘ تمام علم پر محیط اور لامحدود حکمت والی ذات کے کون اس لامحدود عجیب و غریب نظم ونسق میں حصہ لینے کی جرات کر سکتا ہے؟ اگر وہ جو تمام جنسوں اور نسلوں کا اکٹھا بندوبست کر سکتا اور تربیت دے سکتا ہے۔ اگرچہ وہ آپس میں مخلوط ہوں‘ ان میں سے ایک کے ساتھ مداخلت کرنے سے پیچیدگی پیدا ہوگی۔ تاہم ہم پڑھتے ہیں ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھو۔ بھلا تم کو کوئی خلل نظر آتا ہے۔(الملک 3:67)

چونکہ باطل یا پیچیدگی کی کوئی علامت نہیں ہے‘ کوئی بھی تخلیق میں حصہ نہیں لے سکتا۔

چوتھی کھڑکی:

بیج اپنے انتقال اور خوابیدہ طاقت کی زبان میں‘ جانور اپنی فطری حاجتوں کی زبان میں اور وہ تمام جو ایسا کرنے پر مجبور ہیں‘ مجبوری کی زبان میں دعا کرتے ہیں۔ ہر ایک دعا مستجاب دعا اللہ تعالیٰ کی شہادت کی حامل ہے اور اللہ تعالیٰ کی لازمی ہستی اور توحید کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ وہ سب مجموعی طور پر اور بڑے پیمانے پر الرحیم‘ الجواد اور المجیب خالق کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

پانچویں کھڑکی:

ہم دیکھتے ہیں کہ اشیاء خاص طور پر جاندار اشیاء ظاہری طور پر گویا فوراً وجود میں آتی ہیں۔ یہ امر واقع ہے کہ ہمیں ان کے سادہ‘ کھردرے اور بغیر کسی فن کے ہونے کی توقع ہے۔ اس کے بجائے انہیں اتنی عمدگی سے بنایا گیا ہے کہ کئی مہارتیں درکار ہیں اور اتنی احتیاط اور نازکی سے سجائی گئی ہیں کہ اس کو فنکارانہ طور پر مزین کرنے کے لیے ایک لمبا عرصہ درکار ہے اور اتنے فنکارانہ طریقے سے مزین کیا گیا ہے کہ کئی آلات درکار ہیں اور انہیں اتنی تفصیل سے بنایا جاتا ہے کہ مواد کی ایک بڑی مقدار ضروری ہے۔ چنانچہ ایک ہی وقت میں ایک چیز اور سب چیزوں کو دی گئی خوبصورت شکل اور ان پر عیاں عجیب وغریب فنکاری حکمت والے کارساز کی ضروری ہستی کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کی خدائی کی توحید کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر اور ان کی شکل کے ذریعے اور ان کی عیاں فنکاری وہ سب سے زیادہ نمایاں طریقے سے لازمی طور پر موجود ذات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو لامحدود طور پر طاقتور اور دانا ہے۔

اس کی تم کیسے تشریح کرو گے؟ کیا اسے جاہل فطرت کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے؟ کیا تم اس مقدس کارساز کو ’’فطرت‘‘ کہہ سکتے ہو اور اس کی طاقت کے معجزات کو اس کی طرف منسوب کر سکتے ہو؟ یہ عظیم ترین غلطی ہے اور اسے ایسا خیال کرنا ناقابل تصور ہے۔

چھٹی کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیت پر غور کرو۔

بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور شب و روز کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں میں جو سمندر میں چلتی ہیں وہ (چیزیں) لے کر جو نفع بخش ہیں انسانوں کے لیے اور یہ جو اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس کے ذریعے سے زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندگی بخشی اور اس میں ہر طرح کی جاندار مخلوق پھیلائی اور ہواؤں کی گردش میں اور بادلوں میں جو آسمان و زمین کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں' یقیناً (ان سب چیزوں میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں''

(البقرہ 2:164)

یہ آیت جو اللہ تعالیٰ کی لازمی ہستی اور توحید کو ظاہر کرتی ہے' انتہائی بڑی کھڑکی ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین اسماء میں سے ایک کو دیکھا جاتا ہے۔ مختصراً کائنات کی مختلف سطحوں پر واقع تمام جہان مختلف زبانوں میں ایک ہی نتیجے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اکیلے حکمت والے کارساز کی خدائی۔ جس طرح آسمانوں میں اچھی طرح سے بندوبست کی گئی اور منظم حرکات بڑے نتائج میں اختتام پذیر ہوتی ہیں اور اس سے ایک شان و شوکت والی طاقتور ترین ذات کی ہستی اور توحید اور اس کی حکومت کے کمال بہت بڑی موسمی اور دوسری تبدیلیوں کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ جن کو ہم زمین میں بڑی اور جامع منفعتوں میں نتیجہ پذیر ہوتے دیکھتے ہیں۔ جن کے ذریعے وہ اس شان و شوکت والی ذات کی توحید اور اس کی حکومت کا کمال ظاہر کرتی ہیں۔

خشکی اور تری کے تمام جانوروں کو مکمل رحمت کے ذریعے کھلایا پلایا جاتا ہے۔ انہیں مکمل حکمت کے ساتھ شکلیں دی جاتی ہیں اور مکمل حکومت کے ذریعے انہیں حواس اور قابلیتوں سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ ہر ایک اس شان و شوکت والی ذات کی ہستی کی تصدیق کرتی ہے اور اس کی توحید کی نشاندہی کرتی ہے۔ مجموعی طور پر وہ اس کی خدائی کی شان و شوکت اور اس کی حکومت کے بڑے پیمانے پر کمال کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ اسی طرح سے باغوں اور باغیچوں میں تمام اچھی شکل میں ڈھالے گئے پودے اور ان کے مزین پھول' خوش متناسب میوے جو پھولوں کی جگہ لیتے ہیں اور میوؤں کی مظاہرہ کردہ قیمتی سجاوٹیں اس حکمت والے کارساز کی ہستی کی شہادت دیتی ہیں اور انفرادی طور پر اس کی توحید کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مجموعی طور پر وہ اس ذاتِ باری کے فضل اور اس کی حکومت کے کمال کا ایک باوقار طریقے سے مظاہرہ کرتی ہیں۔

فضا سے بھیجے ہوئے اور اہم مقاصد' ضروری نتائج اور فوائد سونپے گئے تمام قطرے اس حکمت والے کارساز کے لازمی وجود اور توحید اور اس کی حکومت کے کمال کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ اسی طرح سے تمام پہاڑ اور ان میں مختلف مقاصد کے لیے امانت رکھی ہوئی دھاتیں اس حکمت والے کارساز کے وجود اور توحید اور اس کی حکومت کے کمال کی نشاندہی کرتی ہیں۔

انفرادی طور پر پہاڑیوں اور میدانوں کو زینت دینے والے تمام خوبصورت پھول ایک حکمت والے کارساز کے لازمی وجود کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کی توحید کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر وہ اس ذاتِ گرامی کی شہنشاہی کی شان اور اس کی حکومت کا کمال ظاہر کرتے ہیں۔ جڑی بوٹیوں اور درختوں کے پتوں کی خوش متناسب شکلیں اور مقامات نیز ان کی ناچاقی والی اور منظم حرکات اس حکمت والے کارساز کے لازمی وجود اور توحید اور اس کی حکومت کے کمال کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ تمام نباتات پیدائشی طور پر پھلنے پھولنے والے مختلف ارکان اور نظاموں سے آراستہ کیے گئے ہیں۔ نشوونما پانے کے وقت وہ ایک منظم طریقے سے حرکت کرتے ہیں اور پھل دینے کی طرف ان کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ ہر ایک اس حکمت والے کارساز کی لازمی ہستی کی تصدیق کرتا ہے اور اس کی توحید کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

مجموعی طور پر' بڑے پیمانے پر وہ اس ذات باری کی جامعیت' اس کی حکمت کے شمول' اس کے فن کے جمال اور اس کی حکومت کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ تمام حیوانی اجسام میں جانوں اور روحوں کو مکمل حکمت کے ساتھ مستحکم کرنا' مکمل باقاعدگی والے مناسب نظاموں سے آراستہ کرنا اور انہیں بے نظیر خدمات اور مقاصد کے لیے مکمل دانش مندی کے ساتھ حرکت میں لانا --- یہ تمام اس حکمت والے کارساز کے لازمی وجود اور توحید کی شہادت اور نشاندہی کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر یہ افعال اس ذاتِ باری کی رحمت اور حکومت کے کمال کو سب سے زیادہ تابناک طریقے سے ظاہر کرتے ہیں۔

تمام ربانی روحانی تاثیریں جو بنی نوع انسان کو علم اور صداقت میں ہدایت فراہم کرتی ہیں۔ نیز حیوانات کو سکھاتی ہیں کہ کس طرح وہ اپنی ضررتوں کو پورا کریں۔ سب سے زیادہ مشفق آقا کے وجود کی طرف خیال دلاتی ہیں اور اس کی حکومت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مزید برآں' آنکھ سے آتی ہوئی اور تمام مرئی اجسام پر اکٹھی ہوتی ہوئی روشنی کی کرنوں کی طرح جن میں سے ہر ایک کائنات کے باغ میں ایک پھول ہے' ہر ایک بیرونی اور اندرونی حسن' ایک مختلف دنیا کی کنجی کی طرح کام کرتی ہے۔ سورج کی سی تابناکی کی طرح یہ اس حکمت والے کارساز' العلیم' البدیع' الرحیم' خالق' الجواد' الرازق کی لازمی ہستی اس کی توحید اور اس کی حکومت کے کمال کا اظہار کرتی ہے۔

چنانچہ صداقت کی روشنی کے ذریعے یہ عظیم کھڑکی جو بارہ مقامات میں بارہ کھلی جگہوں پر مشتمل ہے' اللہ تعالی کی یکتائی اور اس کی فقید المثالی اور اس کی حکومت کے کمال کو دکھاتی ہے۔ تم اس روشنی کے مصدر کو کس طرح ختم کر سکتے ہو جو اتنا درخشاں ہے جتنا کہ سورج؟ غفلت کے کس پردے کے پیچھے تم اسے چھپا سکتے ہو؟

ساتویں کھڑکی:

مخلوقات کی لامحدود اقسام اور اجناس آسانی سے وجود میں آتی ہیں اور کئی طریقوں سے ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ وہ زمین پر مکمل باقاعدگی کے ساتھ پھیلی ہوئی ہیں اور ایک مکمل متناسبیت اور آراستگی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ یہ امر بڑے پیمانے پر حکمت والے کارساز کے لازمی وجود اور توحید اور اس کی طاقت کے کمال کا مظاہرہ کرتا ہے۔ سادہ اور بے جان عناصر سے لاتعداد اور بے نظیر اچھی ترتیب سے بنی ہوئی مرکب اشیاء کی تخلیق بھی اس حکمت والے کارساز کی لازمی ہستی کی تصدیق کرتی ہے اور اس ذاتِ باری کی توحید کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مجموعی طور پر یہ مخلوقات یا چیزیں اس ذاتِ باری کی طاقت کے کمال اور اس کی توحید کو ایک درخشاں ترین طریقے سے ظاہر کرتی ہیں۔

مزید برآں' لامحدود فراخدلی کے اندر تمیز اور مخلوط کرنے کا ایک لامحدود درجہ ہے۔ مثال کے طور پر' جب بیج اور جڑیں زمین کے اندر ایک پیچیدہ حالت میں موجود ہوتی ہیں' نشوونما میں وہ حیران کن طور پر ممتاز ہو جاتی ہیں۔ پیچیدگی میں جسم میں داخل ہونے والے اور پھر مکمل انداز اور دانش مندی کے ساتھ الگ ہو کر اعضاء اور خلیوں کے سلسلے میں تقسیم کیے جانے پر غذا کے ذرات کی طرح پیچیدگی میں درختوں کے داخل ہونے والے ذرات میں امتیاز کیا جاتا ہے اور وہ پتوں' کلیوں اور پھلوں میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔

یہ امر اس مطلق حکمت' علم اور طاقت والی ذات کے لازمی وجود نیز اس ذات کی توحید اور طاقت کے کمال کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ امر اس کی حکومت کی شان اور کمال کا بھی مظاہرہ کرتا ہے کیونکہ وہ ذات کی دنیا کو ایک بے حد وسیع میدان بناتا ہے اور اسے ہر لمحے مکمل دانش مندی کے ساتھ بوتا اور کاٹتا ہے۔ اس سے وہ مختلف دنیاؤں کی تازہ فصلیں حاصل کرتا ہے اور ان بے شعور' ناتواں اور جاہل ذرات سے لاتعداد منظم کام کرواتا ہے گویا کہ وہ انتہائی پڑھے لکھے' باخبر اور قابل ہیں۔

چنانچہ ان چار طریقوں کے ذریعے اللہ تعالی کے علم کی طرف ایک بڑی کھڑکی کھول دی جاتی ہے جو بڑے پیمانے پر حکمت والے کارساز کو ذہن پر ظاہر کرتے ہیں۔ اگر تم اس ذاتِ باری کو اس طریقے سے نہیں دیکھنا چاہتے تو اس ذات کو پہچانو۔ اپنے آپ کو بحث بازی سے آزاد کرو تا کہ ایک

جانور کی طرح ہو جاؤ اور بچ جاؤ (اگر ایسی بات ممکن بھی ہو)

آٹھویں کھڑکی:

تمام انبیاء (منور روحوں والے لوگوں) کی ظاہر اور واضح معجزات پر مبنی' تمام بزرگوں (منور دلوں والے ممتاز لوگوں کی ان کی کرامات اور روحانی انکشافات پر مبنی شہادت اور تمام پاکباز روشن دماغ (جو اپنی تحقیق اور حق کی جستجو پر انحصار کرتے ہیں) لوگوں کی شہادت' سب لازمی وجود اور توحید والی ذات' تمام چیزوں کے خالق اور اس کے کمال کی تصدیق کرتے ہیں۔

وہ ایک وسیع اور نور افزاء کھڑکی تشکیل دیتے ہیں۔ جس کے ذریعے ذات باری تعالیٰ' سہارا دینے' تربیت دینے اور اوپر اٹھانے وغیرہ کے لیے--- اپنی ذات کو مسلسل ظاہر کرتی ہے۔ تم اس پر انحصار کرنے والے کون ہوتا کہ تم ان لوگوں پر توجہ نہ دو؟ یا دن کے وقت اپنی آنکھیں بند کر کے کیا تم دنیا کو اندھیرے میں ہونے کا تصور کرتے ہو؟

نویں کھڑکی:

تمام موجودات کی عبادت ایک مطلق معبود کا اظہار کرتی ہے۔ وہ لوگ جو عالمِ ارواح اور چیزوں کی اندرونی جسامت کی تہہ کو پہنچتے ہیں' جہاں وہ فرشتوں اور روحانی مخلوقات سے ملتے ہیں' تصدیق کرتے ہیں کہ تمام فرشتے اور روحانی مخلوقات' مکمل تابعداری کے ساتھ ابدی معبود ذات کی عبادت کرتے ہیں۔ ہم سب یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ جاندار چیزیں مکمل باقاعدگی کے ساتھ عبادت سے ملتے جلتے طریقے سے فرائض ادا کرتے ہیں اور یہ کہ تمام بے جان چیزیں اسی طریقے سے مکمل تابعداری کے ساتھ خدمات سرانجام دیتی ہیں۔ یہ سب ایک لازمی ہستی اور توحید کے سچے مقصد کو ظاہر کرتا ہے۔

یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کو جاننے والے بزرگوں کے صحیح علم کا بھی ہے (جو کہ یہ امر اجماع کا وزن رکھتا ہے) تمام لوگوں کا ثمر بار شکر' ان کی مقدس تلاوتیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تلاوتیں کرتے ہیں' حمد و ثناء (جو اللہ تعالیٰ کی عنایات میں اضافہ کرتی ہیں) ان تمام لوگوں کی جو اس پر ایمان لاتے ہیں' اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ سچی محبت ان لوگوں کا سچا ارادہ اور سنجیدہ تمنائیں جو اس کی جستجو کرتے ہیں اور ان لوگوں کی سنجیدہ تلاش اور ان لوگوں کے میلانات جو ذاتِ باری کی طرف رجوع کرتے ہیں' یہ سب ابدی معبود ذات' وہ جس کو پہچانا جاتا ہے' جس کا تذکرہ کیا جاتا ہے' جس کی تعریف کی جاتی ہے' جس سے محبت کی جاتی ہے' جس کی تمنا کی جاتی ہے اور جس کی جستجو کی جاتی ہے اور اس کے کمال کو ظاہر کرتا ہے۔

مزید برآں' کامل بندوں کی قابلِ قبول عبادتیں اور مناجاتیں' نیز ان کی روحانی چمک' بصارتیں اور انوار اس ابدی و دائمی معبود ذات کا لازمی وجود اور توحید اس کی حکومت کے کمال کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ تین پہلو اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف ایک وسیع اور نورافزا کھڑکی کھولتے ہیں۔

دسویں کھڑکی:

ان آیات پر غور کرو" یہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر تمہارے لیے اس (کے ذریعہ) سے ہر قسم کی پیداوار کو بطورِ رزق نکالا اور تمہارے لیے کشتیاں مسخر کیں تاکہ وہ سمندر میں تمہارے لیے چلیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہارے لیے دریاؤں کو مسخر کیا اور سورج اور چاند کو جو لگاتار چلے جا رہے ہیں' تمہارے لیے مسخر کیا اور اس نے تمہارے لیے رات کو اور دن کو مسخر کیا اور اس نے تمہیں ہر وہ چیز جو تم نے اس سے مانگی عطا فرما دی۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناانصاف اور ناشکرا ہے۔ (ابراہیم: 14: 32 تا 34)

باہمی امداد اور مخلوقات کا اتحاد اور ان کا ایک دوسرے کی امداد کے لیے پکار کا جواب دینا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ تمام مخلوقات ایک استاد کی تربیت یافتہ' ایک ڈائریکٹر کی بندوبست کردہ' ایک مرتب کی مقید ہیں اور ایک مالک کی خدمت کرتی ہیں۔ باہمی امداد کے عالمگیر قانون کے ذریعے' سورج اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ سب کچھ پکاتا ہے جو زمین کی زندہ مخلوقات کے اپنی زندگی کو جاری رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ چاند بطور کیلنڈر' روشنی' ہوا' پانی' جاندار چیزوں کی امداد میں تیزی کرنے کی غذا' پودوں' اور جانوروں کو انسانوں کی امداد میں تیزی کرنے کے لیے انسانی اعضاء کو ایک دوسرے کی امداد میں تیزی کرنے کے لیے اور غذا کے ذرات کو خلیوں کی امداد میں تیزی کرنے کے لیے کام کرتا ہے۔

بے شمار مخلوقات کے مابین یہ سب سے زیادہ حکمت والا اور فیاضانہ تعاون' ان کی ایک دوسرے کی حاجات کا پورا کرنا اور سخاوت اور خیر خواہی کے قانون کے تحت ایک دوسرے کو سہارا دینا' مہربانی اور حفاظت کا قاعدہ اور رحم کا اصول اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ توحید کی فقید المثال' ایک لاثانی' سب کی مقصود و مطلوب ایک مطلق طاقتور' ایک مطلق ذوعلم' ایک مطلق مشفق' ایک مطلق رحیم' ایک مطلق سخی اور لازمی طور پر موجود ذات کے خادمین' افسران اور مخلوقات ہیں۔ مادہ پرست فلسفے اور سائنسدانیت کے پیروکارو! تم اس زبردست کھڑکی کا کیسے جواب دیتے ہو؟ کیا اتفاق کا اس میں ہاتھ ہوسکتا ہے؟

گیارہویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیت پر غور کرو "یاد رکھو! اللہ تعالیٰ ہی کی یاد سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے"۔ (الرعد 13:28)

صرف ان کے ایک خالق کو تسلیم کرنے سے ہی تمام ارواح وقلوب کو گمراہی کی مصیبت اور پیچیدگی اور مصیبت سے پیدا ہونے والی روحانی تکالیف سے آزاد کیا جاسکتا ہے۔ تمام مخلوقات کو توحید کے کارساز کی طرف منسوب کرنا ان کو ایک خدا کے ذکر میں سکون پانے کی اجازت دیتا ہے۔ جیسا کہ "بائیسویں لفظ" میں ثابت کیا گیا ہے کہ اگر ایک واحد مخلوق نے تخلیق کی لاتعداد مخلوق کو پیدا نہیں کیا تو ایک چیز کو ضرور لاتعداد علتوں یا وجوہات کی طرف منسوب کیا جانا چاہیے۔

اگر معاملہ یہ ہے تو ایک اکیلی چیز کے وجود کی تشریح کرنا عملی طور پر ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس امر پر غور کرو۔ اگر ایک سپاہی کو سو افسران حکم دیتے ہیں تو سو مشکلات پیدا ہوں گی لیکن اگر سو سپاہیوں کو ایک افسر حکم دیتا ہے تو ان کو حکم دینا اتنا آسان ہوگا جتنا کہ ایک افسر حکم دیتا ہے کیونکہ مرکب علتوں کو ایک چیز کو پیدا کرنا اتنی مشکلات کو پیدا کرے گا جتنی کہ علتیں ہیں۔ یہ امر واقع ہے کہ خالق کی توحید اور اللہ تعالیٰ کے علم پر یقین ہمیں حیرت اور اپنی فطرت میں پیدائشی صداقت کو پانے کی تمنا سے پیدا ہونے والی نا ختم ہونے والی مصیبت سے آزاد کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ سے کفر اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانا اتنی زیادہ مشکلات اور تکالیف کو جنم دیتا ہے کہ صاف طور پر ان میں صداقت شامل نہیں ہوسکتی۔ اس کے برعکس، ہم دیکھتے ہیں کہ عظیم گونا گونا اور کثرت میں چیزیں اور مخلوقات کیسے آسانی سے وجود میں آتی ہیں اور پھر بھی بہترین حسن اور فنکاری کے ساتھ۔

تخلیق کی یہ آسانی تمام تخلیق کو صرف ایک خداوند کریم کی طرف منسوب کرنے سے بیان کی جاسکتی ہے۔ چونکہ ایک خدا میں ایمان لانے میں بے انتہا آسانی ہے، یہ یقینی طور پر ضروری اور خود صداقت ہے۔ ملاحظہ کرو کہ گمراہی کا راستہ کتنا تاریک اور تکلیف دہ ہے۔ تم اسے کیوں اختیار کرتے ہو، جب تم دیکھ سکتے ہو کہ یقین اور ربانی توحید کا اعلان کر... نا آسان اور خوشگوار ہے؟ اس طریقے کو اختیار کرو اور نجات پاؤ۔

بارہویں کھڑکی:

جیسا کہ آیت مندرجہ ذیل میں اعلان کیا گیا۔ اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو سب سے بلند ہے۔ جس نے پیدا کیا پھر تناسب قائم کیا اور جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔ (الاعلیٰ 87:1 تا 3)

تمام چیزیں خاص طور پر جاندار چیزیں اپنے فرائض کے مطابق ایک صورت اور بجے تلے تناسبات رکھتی ہیں گویا کہ حکمت کے سانچے سے برآمد ہوئی ہیں۔ ہر ایک کو اس متوقع فوائد اور استعمالات کے مطابق خیموں اور بلوں کے ساتھ ایک فقید المثال شکل دی گئی ہوئی ہے۔ ان کی منتج بیرونی اور اندرونی تبدیلیاں اور تجدیدات خاص مقررہ اندازوں اور مقاصد کے مطابق اقدام کرتی ہیں۔

یہ سب اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ ان انگنت مخلوقات کی شکلوں اور تناسبوں کے شان و شوکت والی قادر مطلق اور کمال کی حکمت والی ذات کے مشمول حد قائم کرنے والے چوکٹھے کے اندر خاکے کھینچے جاتے ہیں۔ ربانی طاقت کی ورکشاپ میں انہیں صورتیں اور اجسام دیئے جانا اس کی لازمی ہستی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اس کی توحید اور اس کی طاقت کے کمال کی طرف بے حد زبانوں میں شہادت کا حامل ہے۔

خود اپنے جسم اور اس کے حصوں کو دیکھو۔ ہر ایک کے خموں اور بلوں کے استعمالات اور فوائد پر غور کرو اور قادر مطلق کے کمال کو' جو مکمل حکمت میں مجسم ہے' ملاحظہ کرو۔

تیرہویں کھڑکی:

جیسا کہ آیت---''کوئی چیز نہیں ہے مگر وہ اس کی حمد و ثناء کر کے تسبیح کرتی ہے''۔ (بنی اسرائیل:17:44) میں بیان کیا گیا ہے' ہر ایک چیز خود اپنی زبان میں اپنے خالق کا ذکر کرتی ہے اور اس کی تسبیح کرتی ہے۔ یہ حمد و ثناء' خواہ وہ صوتی ہیں یا ان کی زندگیوں اور ان کے انتقالات کی زبان میں' تنہا' مقدس ذات کے وجود کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

انتقال یا فطرت کی شہادت کو مسترد نہیں کیا جاتا۔ عملی زندگی کا فراہم کردہ ثبوت خاص طور پر جب یہ اس زندگی کے کئی پہلوؤں سے صادر ہوتا ہے' شک کی ترغیب نہیں دیتا۔ ملاحظہ کرو کہ کس طرح ان مخلوقات کی خوش مترتب شکل' جو اپنی پیدائشی بخششوں کے ذریعے تصدیق کرتی ہیں اور اپنی زندگیوں اور اپنے طور طریقوں کی زبان میں شہادت دیتی ہیں اور جو تمام ایک اکیلے مرکز کی طرف ہم مرکز دائروں کی طرح مڑتی ہیں۔ ایک بولتی زبان ہے ان کی خوش متناسب ساختیں اور تنظیمیں شہادت کی زبانیں اور ان کی خوش منظم زندگیاں حمد و ثناء کی زبانیں ہیں۔

جیسا کہ ''چوبیسویں لفظ'' میں بحث کی گئی' یہ حمد و ثناء اور عظمت کے بیانات ایک تنہا مقدس ترین ذات کی تصدیق کرتے ہیں' اس کے لازمی وجود کا اتنا یقین سے جتنے یقین سے کہ روشنی سورج کو دکھاتی ہے' مظاہرہ کرتے ہیں اور اس ذات اقدس کی خدائی کے کمال کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

چودھویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو۔

(الف) ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اقتدار ہے"
(المومنون 88:23)

(ب) (کائنات میں) کوئی چیز نہیں مگر اس کے خزانے ہمارے ہاتھ میں ہیں"۔
(الحجر 21:15)

(ج) کوئی جاندار نہیں ہے مگر وہ اس کی پیشانی کے بالوں کو پکڑے ہوئے ہے"۔
(ھود 56:11)

(د) یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگران ہے۔ (ھود 57:11)

یہ آیات بیان کرتی ہیں کہ اپنی زندگی اور وجود کے تمام حالات اور پہلوؤں میں، ہر ایک چیز کو ایک واحد شان وشوکت والے خالق کی ضرورت ہے۔ مخلوقات پر نظر ڈالنے سے، ہم ایک مطلق ناطاقتی کے اندر ایک مطلق طاقت میں ایک مطلق کمزوری، علامات اور نقش کاریاں دیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر پودوں کے بیجوں اور جڑوں میں زندگی کی طاقت کو بیدار کرنا غیر معمولی ہے۔

موسم سرما میں زمین اور پودوں کی غربت اور موسم بہار میں ان کی چمکدار کثرت کی طرح، مطلق غربت اور بانجھ پن کے اندر مطلق دولت کی تجلیاں بھی ہیں مطلق بے جان مادے میں مطلق زندگی کی چنگاریاں مشاہدے میں آتی ہیں (جیسا معدنی عناصر کی تبدیلی صورت زندہ چیزوں میں) مکمل احاطہ کرنے والے شعور کے مظاہرے مطلق جہالت میں دیکھے جاتے ہیں۔ جیسے جب ہر ایک چیز گویا کہ شعوری طور پر کائنات کی باقاعدگی، زندگی کے اصولوں اور عقل کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتی ہے۔ ایسی تجلیاں قادر مطلق، قوی، غنی، علیم نیز حی اور قیوم ذات باری کی لازمی ہستی اور توحید کی طرف کھڑکیاں کھولتی ہیں۔ اپنی مجموعیت میں، وہ ایک بڑے پیمانے پر ایک روشن شاہراہ (اللہ تعالیٰ اور اس کی یکتائی کی راہ) کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

اگر تم تخلیقیت یعنی تخلیق کے عمل کو فطرت سے منسوب کرتے ہو اور بجائے ربانی طاقت کو تسلیم کرنے کے، اسے خود بخود پیدا شدہ مانتے ہو، تو تمہیں ضرور تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہر ایک چیز اپنے اندر ایک لامحدود قوت اور طاقت، حکمت اور مہارت اور دیکھنے، جاننے اور دوسری اکثر چیزوں کو درست کرنے کی اہلیت سموئے ہوئے ہے۔

پندرہویں کھڑکی:

جیسا کہ اس آیت ---"اس نے ہر ایک چیز جو بھی بنائی، خوب بنائی"۔ (السجدہ 7:32) میں

اعلان کیا گیا' ہر ایک چیز اپنی فطرت کی اثر پذیری میں کی گئی شکل میں مکمل اندازے اور باقاعدگی سے ملبوس کی گئی ہے۔ ہر ایک چیز سب سے سیدھے طریقے' بہترین شکل اور آسان ترین ذریعے سے اور سب سے زیادہ قابلِ عمل ساخت میں بہترین فن میں جمع کی گئی ہے۔ پرندوں کے ''لباس'' کو دیکھو اور غور کرو کہ کتنی آسانی سے وہ اپنے پروں کو درہم برہم یا درست کر سکتے ہیں اور پھر بھی انہیں مسلسل استعمال کر سکتے ہیں۔ چیزوں کو جسم دینا اور انہیں بغیر ضیاع اور بے ہودگی کے ایک دانشمندانہ طریقے سے ملبوس کرنا ان چیزوں کی تعداد ذالحکیم کارساز کے لازمی وجود کی شہادت دیتا ہے اور قادرِ مطلق اور العلیم ذات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

سولھویں کھڑکی:

زمین پر ہر موسم میں بھرتی کی ہوئی مخلوقات کی تخلیق اور تنظیم میں باقاعدگی اور تنظیم ایک عالمگیر مقصدیت اور عقل مندی ظاہر کرتی ہے۔ چونکہ کوئی وصف بغیر اس (موصوف) کے جس کا یہ وصف بیان کرتا ہے' نہیں ہوسکتا' وہ عالمگیر عقلمندی ایک حکمت والی ذات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ عقل مندی کے اس پردے کے اندر عجیب وغریب زینت ایک ہمہ گیر عنایت کا اظہار کرتی ہے جو ایک فیاض اور سخی خالق کو آشکار کرتی ہے۔

عنایت کے اس پردے کے اندر ہمہ گیر احاطہ کرنے والی مہربانی اور خیر خواہی ایک ہمہ گیر رحم کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو الرحمٰن اور الرحیم ذات کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس رحم کے پردے میں تمام زندہ مخلوقات کی غذا اور اشیائے خوردنی جوان کی ضرورت کے لیے بالکل مکمل اور مناسب ہیں۔ اس رحم کے پردے میں تمام زندہ مخلوقات کی غذا اور خوراک جوان کی ضروریات کے لیے بالکل مکمل اور مناسب ہے۔ تعلیم و تربیت اور عاقبت اندیشی کی تربیت دینے اور متفق حکومت یا سرداری کا اظہار کرتی ہیں۔ وہ تربیت اور انتظام ایک سب سے زیادہ سخی' روزی رساں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مکمل حکمت کے ساتھ سرفراز کی گئی مکمل غفاریت سے مزین' مکمل رحم سے نوازی گئی اور مکمل نگرانی اور شفقت سے پروردہ ہر ایک مخلوق' الحکیم' الجواد' الرحیم اور رزاق کارساز کی شہادت دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

زمین پر نمایاں مکمل احاطہ کرنے والی حکمت پر غور کرو جو واضح طور پر ایک مقصد اور ارادہ ظاہر کرتی ہے۔ مکمل خیر خواہی پر غور کرو جو حکمت کے مطابق تمام مخلوقات کو گھیرے ہوئے ہے۔ ہمہ گیر رحمت جو خیر خواہی اور حکمت دونوں پر مشتمل ہے اور تمام مخلوقات پر اثر کرنے والی ہے اور فیاض ترین غذا دینے والی اور پرورش کرنے والی حکمت اور خیر خواہی پر مشتمل ہے اور تمام زندہ چیزوں پر اثر کرنے والی ہے۔

جس طرح سات رنگ روشنی کو تشکیل دیتے ہیں اور زمین کو منور کرنے والی روشنی سورج کو دکھاتی ہے' حکمت کے اندر وہ خیر خواہی' خیر خواہی کے اندر حکمت اور رحم کے اندر غذا دینا اور نشو و نما کرنا واضح طور پر' ایک بڑے پیمانے پر اور ایک اعلیٰ درجے میں' سب سے زیادہ حکمت والے' فیاض' رحیم' رزق دینے والے کی لازمی ہستی کی توحید اور سرداری دکھاتے ہیں۔

تم کس طرح سے اس دانش مندانہ' مشفق' برمحل' غذا دینے اور نشو و نما کرنے کی اپنی آنکھوں کے سامنے اس غیر معمولی' عجیب و غریب معجزانہ صورت حال کی تشریح کر سکتے ہو؟ کیا بے مقصد اتفاق اور مطابقت' اندھی قوت' بہری اور گونگی فطرت یا بے طاقت' بے جان او تاریک علتوں سے؟ کیا اس رفعت والی ذات کو' جو غیر محدود طور پر قادرِ مطلق' علیم' سمیع اور بصیر ہے۔ فطرت کا نام دینے سے جو لامحدود طور پر کمزور' تاریک' بہری' اندھی' اتفاقی اور بے بس ہے؟ کیا تم ایسی سنجیدہ غلطی کا ارتکاب کرنا چاہتے ہو؟ تم ایسی صداقت کو جو سورج کی طرح درخشاں ہے' کس طرح مٹانا چاہتے ہو؟ تم اسے غفلت کے کس پردے میں چھپاتے ہو؟

سترھویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیت پر غور کرو "حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں اہل ایمان کے لیے بے شمار نشانیاں ہیں"۔ (الجاثیہ:3:45)

مندرجہ ذیل نکات پر غور و خوض کرو۔

- موسم گرما میں ہم ایک لامحدود سخاوت اور دریا دلی دیکھتے ہیں جس سے' ایک باقاعدگی اور ہم آہنگی کے اندر بد نظمی اور پیچیدگی کا باعث بننے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ تمام پودوں کو زمین کی سطح کو مزین کرتے دیکھو۔
- اشیاء کی تخلیق میں خود مختار رفتار کا' جو عموماً نابرابری اور مجلسی آداب کے ضیاع میں نتیجہ پذیر ہوتی ہے۔ ایک مکمل توازن میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ زمین کے چہرے کے سنوارنے والے تمام پھلوں کو دیکھو۔
- مطلق کثرت اور انواع اقسام' جو عام طور پر بازاری گپ شپ حتیٰ کہ بدصورتی کا باعث بنتی ہے' فن کی مکمل خوبصورتی کے اندر ہویدا ہے۔ زمین کی سطح میں جڑنے والے تمام پھولوں کو دیکھو۔

اشیاء کی تخلیق میں مطلق العنان آسانی جو عموماً سادگی اور فن کی کمیابی کا باعث بنتی ہے' فن' مہارت اور لامحدود درجوں کی توجہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ تمام بیجوں' پودوں اور درختوں میں

جو صندوقچوں‘ پروگراموں اور اپنی سوانح حیات رکھنے والے بکسوں کی طرح ہیں۔
بڑی مسافتیں‘ جو عموماً اختلاف اور تنوع کو لازمی کر دیتی ہیں‘ تمام دنیا میں بوئے گئے غلے سے متعلق اناج کی تمام انواع و اقسام پر غور کرو۔

- کامل خلط ملط ہونا‘ جو عام طور پر پیچیدگی اور ابتری کا باعث بنتا ہے‘ مکمل امتیاز اور علیحدگی کے ساتھ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ اس امر پر غور کرو کہ کس طرح زمین میں ڈالے ہوئے سب ملے جلے اور ایک دوسرے سے مشابہ بیج‘ بلحاظ اپنی اصلیت کے‘ مکمل طور پر پہچان لیے جاتے ہیں۔ جب وہ پھوٹنے والے ہوتے ہیں‘ ملاحظہ کرو کہ کس طرح درختوں میں داخل ہونے والی مختلف اصلیتیں یعنی اجزاء یا حصے پتوں‘ کلیوں اور پھلوں کے لیے علیحدہ کر لیے جاتے ہیں اور کس طرح سے معدے میں تمام ملی جلی غذائیں جسم کے اعضاء اور خلیوں کے لیے مکمل طور پر الگ کر لی جاتی ہیں۔ اس سب پر غور کرو اور مکمل حکمت کے اندر مکمل طور پر غور کرو۔
- لامحدود کثرت اور وفرت‘ جو کہ عام طور پر بازاری گپ شپ اور بیکاری کا باعث بنتی ہے‘ زمین کی مخلوقات اور فن کے لحاظ سے‘ زیادہ سے زیادہ قیمتی اور سب سے زیادہ وقعت والی ہونا نظر آتی ہیں۔ فن کے ان تمام لامحدود عجائبات کے مابین الرحمان کی ذات بابرکات کے دسترخوان پر صرف شہتوت کی انواع و اقسام‘ ان ربانی طاقت کی مٹھائیوں پر غور کرو اور مکمل فن سے خلط ملط مکمل رحمت کا مشاہدہ کرو۔

جس طرح دن کا وقت سورج کی روشنی دکھاتا ہے اور روشنی سورج دکھاتی ہے لامحدود کثرت کے باوجود عظیم قدر و قیمت‘ لامحدود کثرت کے اندر لامحدود امتیاز اور بے حد خلط ملط ہونے کے باوجود جدائی‘ لامحدود امتیاز اور جدائی کے اندر‘ لامحدود مطابقت اور عظیم مسافتوں کے باوجود مشابہت‘ لامحدود مشابہت کے اندر لامحدود احتیاط اور انتہائی آسانی اور سہولت کے باوجود ساخت میں توجہ‘ خوبصورت ترین بناوٹ کے اندر لامحدود توازن اور عدل اور مطلق رفتار اور تیزی کے باوجود ضیاع کا فقدان‘ لامحدود فقدان کے اندر لامحدود گوناگوں اور کثرت کے باوجود فن کی اعلیٰ ترین درجے کی خوبصورتی‘ فن کے اعلیٰ ترین درجے کے اندر مطلق باقاعدگی اور انتہائی بے تعصبی کے باوجود ہم آہنگی--- یہ سب شان و شوکت والی قادرِ مطلق‘ کمال کے الحکیم‘ سخاوت اور حسن کی الرحیم ذات اور اس کی طاقت کے کمال اور اس کی شہنشاہی کی سخاوت اور خوبصورتی کی لازمی ہستی‘ توحید اور یکتائی کی گواہی دیتے ہیں۔
وہ آیت--- سب اچھے نام اسی کے لیے ہیں۔ (طٰہٰ 8:20) کے معنی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔
چنانچہ بدنصیب‘ گستاخ‘ اور غافل ہیں! تم اس زبردست صداقت کی کس طرح ترجمانی کر سکتے ہو یا اس لامحدود معجزانہ اور عجیب و غریب صورتِ احوال کی تشریح کر سکتے ہو؟ ان سچے غیر معمولی

فنون کو تم کس سے منسوب کر سکتے ہو؟ زمین کی چوڑائی کے برابر اس کھڑکی کے سامنے تم غفلت کا کون سا پردہ کھینچ سکتے ہو اور پھر اسے بند کر سکتے ہو؟

تمہارا اتفاق اور تمہاری مطابقت کہاں ہے؟ تمہارا بے خبر ساتھی کہاں ہے جس پر تم انحصار کرتے ہو اور اسے ''فطرت'' کے نام سے پکارتے ہو' جو گمراہی میں تمہارا دوست اور سہارا ہے؟ کیا ان معاملات میں اتفاق اور مطابقت کا دخل ناممکن ہے؟ ان چیزوں کی ترتیب دینے کے ذرا سے حصے کو بھی فطرت کی طرف منسوب کرنا بالکل ناممکن ہے۔ یا کیا بے جان' جاہل اور ناواقف فطرت کے پاس ہر ایک چیز کے اندر ہر ایک سے بنائی ہوئی اور مقدار میں انفرادی چیزوں کی تعداد کے برابر مشینیں اور پرنٹنگ پریس ہیں؟

اٹھارہویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیت پر غور کرو:

''کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین پر اور ان چیزوں پر جو اللہ نے ان میں پیدا کی ہیں' غور کیا؟'' (الاعراف 185:7)

اس آیت اور بائیسویں لفظ میں وضاحت کردہ تقابل پر غور کرو۔

ایک محل کی طرح ایک مکمل' اچھے نقشے والی فنکارانہ عمارت مکمل فن کی طرف اشارہ کرتی ہے--- یعنی ایک عمارت کے کام کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ایک مکمل اور اچھی طرح سے کردار کی ادائیگی کیا ہوا ڈرامہ ایک ماہر اداکار اور ایک کاریگر ماہر تعمیر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ایک کاریگر ماہر تعمیر کا خطاب ایک مکمل صفت ایک فنکارانہ قابلیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ایک مکمل وصف اور فن میں مکمل اہلیت ایک مکمل اہلیت والے وجود کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ایک مکمل اہلیت یا قابلیت ایک باوقار روح اور ایک عظیم ہستی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اسی طرح سے زمین اور کائنات کی سطح کو معمور کرنے والے سدابہار نئے بنائے ہوئے' اعادی اور کسی دوسرے کے قائم مقام کیے گئے کام مکمل درجے کے افعال ظاہر کرتے ہیں۔

لامحدود حکمت والی اور خوش مترتب نظام میں واقع ہونے والے وہ افعال مکمل خطابات اور اس کے ساتھ ایک کارندے یا اداکار کو ظاہر کرتے ہیں۔ جس طرح خوش منتظم اور دانش مندانہ افعال کو ضرور ان کے کرنے والا رکھنا چاہیے، بے انتہا مکمل خطابات یا عنوانات اس کارندے کے بے انتہا مکمل اوصاف کی طرف اشارہ کرنا چاہیے۔

گرامر یا صرف کے مطابق ایکٹو پارٹیسپل (Active Participle) یا عملی یا معروف صفت

فعل اور اسماء جو کسی فعل کے کرنے والے پر دلالت کرتے ہیں' افعال سے اخذ کیے جاتے ہیں۔ عربی زبان میں اسماء اسمائے صفات سے جنم لیتے ہیں۔ مکمل اوصاف مکمل ذاتی پوشیدہ قابلیتوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور مکمل قابلیتیں کمال کے بے حد درجے والے کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

چنانچہ چونکہ فنکار کا ہر ایک کارنامہ اور کائنات میں تمام مخلوقات مکمل ہیں اور چونکہ ہر ایک ہر ایک فعل کی شہادت دیتی ہے' نام کا فعل' ایک وصف کا نام' کسی شخصیت کا وصف اور کسی وجود کی پوشیدہ قابلیت--- اور وہ تمام ایک شان وشوکت والے لازمی وجود اور اس کی توحید کے واحد کارساز کی تصدیق کرتے ہوئے--- مجموعی طور پر' وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی سیڑھی تشکیل دیتے ہیں جو ذاتِ باری کی طرف کائنات کے مضبوط سلسلے کی شکل میں رہنمائی کرتی ہے اور تسلسل میں صداقت کے ثبوت کی طرف رہنمائی کرتی ہے جس پر شک نہیں کیا جا سکتا۔

اس لیے اے بیچارے غافل کافر! کیا تم ثبوت کو' جو اتنا مضبوط ہے' جتنا کہ مخلوقات کا سلسلہ' توڑ سکتے ہو؟ کیا تم اس کھڑکی کو' جس کے صداقت کی کرنوں کو ظاہر کرنے کے لیے لاتعداد سوراخ ہیں' بند کر سکتے ہو؟ تم اس کے پار غفلت کا کون سا پردہ کھینچ سکتے ہو؟

انیسویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیت پر غور کرو:

''ساتوں آسمان اور زمین اور وہ سب جو ان کے درمیان ہیں اس کی تسبیح کرتے ہیں بلکہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے مگر وہ اس کی حمد وثناء کر کے اس کی تسبیح کرتی ہے''۔ (بنی اسرائیل 17:44)

اس آیت کے معنی کے مطابق شان وشوکت والے کارساز نے اجرام فلکی کے ساتھ حکمت اور معانی کی اتنی زیادہ مثالیں وابستہ کر دی ہیں گویا کہ اس کی شان وشوکت اور عنایت کو بیان کرنے کے لیے' اس نے آسمانوں کو سورجوں' چاندوں اور ستاروں سے مزین کر دیا ہے۔ اس نے ماحول میں مخلوقات کے ساتھ حکمت اور معانی کی ایسی مثالیں وابستہ کر دی ہیں گویا کہ ماحول کو بجلی' گرج اور بارش کے قطروں کی طرح لفظوں میں بولنے والا بنا دیا ہے۔ وہ اپنی کامل حکمت اور اپنی رحمت کی خوبصورتی بھی سکھاتا ہے۔

جس طرح سے وہ پودوں اور جانوروں کی طرح بامعنی الفاظ میں زمین سے گفتگو کراتا ہے اور اس طرح سے کائنات کو اپنے فن کا کمال دکھاتا ہے وہ اپنے فن کے کمال اور اپنی رحمت کی خوبصورتی کو پودوں اور درختوں سے اپنے پتوں پھولوں اور پھلوں کے الفاظ میں بات چیت کروا کے ظاہر کرتا ہے۔ پھولوں اور پھلوں سے اپنے بیجوں اور زرگل کے الفاظ میں گفتگو کروا کے' وہ باشعور مخلوق کو اپنے فن کی نفاست اور اپنی سرداری کے کمال کو سکھاتا ہے۔ اس حمد وثناء کے ان گنت الفاظ کے مابین ہم اس طریقے پر غور کریں گے جس میں ایک پھول یا گندم کی بالی اپنی حمد وثناء بیان کرتی ہے اور یہ دریافت

کرتی ہے کہ کس طرح یہ گواہی دیتی ہے۔

ہر ایک پودا اور درخت انگنت زبانوں میں ایسے طریقے سے اپنے کارساز کی نشاندہی کرتا ہے جو مشاہدہ کرنے والوں کو حیران کرتا ہے اور ان سے یہ کہلواتا ہے ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے'' کتنی خوش اسلوبی سے یہ شہادت دیتا ہے ''ہر پودے کی حمد و ثناء' جب یہ کھلتا ہے اور بالیاں اگاتا ہے یا کلیں لگاتا ہے--- وہ وقت جب یہ مسکراہٹوں میں بات کرتا ہے خود اپنی طرح خوبصورت اور واضح' باقاعدگی اور تنظیم پھولوں کی گفتگو میں بیان شدہ حکمت یا بامقصدیت' خوبصورت نوکدار ٹہنیوں یا بالیوں کی زبانوں میں اور خوش متناسب بیجوں اور خوش ساختہ اناجوں کا مظاہرہ کرتی ہوئی (ایک اندازے میں) علم کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اندازہ فن کے ماہرانہ ڈیزائن میں ہے جو بدلے میں خیر خواہی اور سخاوت کا مظاہرہ کرتی ہوئی زینت ہے۔ زینت' رحمت اور شفقت دکھاتی ہوئی موافق خوشبوئیں ہیں۔

چیزوں کی یہ پرمعانی حالتیں' ایک دوسری کے اندر شہادت کی ایک ایسی زبان تشکیل دیتی ہیں کہ وہ اپنے شان و شوکت والے کارساز کی اس کے اسماء کے ساتھ تعریف کرتی ہیں۔ اسے اس کی صفات کے ساتھ بیان کرتی ہیں' اس کے اسماء کی تجلیوں کو مع مثال بیان کرتی ہیں اور اس ذات باری کے محبت کیے جانے اور پہچانے جانے کو بیان کرتی ہیں۔

اس شہادت کا ایک پھول سے سننا' اگر تم زمین کے چہرے پر اللہ تعالیٰ کے تمام باغوں میں تمام جانوروں کی آوازوں کو سن سکتے ہو اور کس طرح طاقت سے وہ شان و شوکت والے کارساز کے لازمی وجود اور توحید کا اعلان کرتے ہیں تو پھر بھی تمہارے پاس سوالات' شکوک اور ہچکچاہٹیں ہیں؟

ایک درخت کو دیکھو جو موسم بہار میں کھلتا ہے اس کے پتے باقاعدہ' اس کی کلیاں متناسب ہیں۔ اس کے پھل اگتے اور حکمت اور رحمت میں پکتے ہیں اور درخت بادِ صبا کے ساتھ رقص کرتا ہے۔ سخاوت کے ہاتھوں سبز ہوتے ہوئے پتوں سے' خیر خواہی کے لطف کے ساتھ مسکراتی ہوئی کلیوں کی زبان میں رحمت کی نمود کے ساتھ مسکراتے ہوئے پھلوں کے الفاظ سے ظاہر کردہ دانش مندانہ ترتیب میں اس کی عمدہ معنویت اور ٹھیک ٹھیک توازن پر غور کرو۔ عدل اور ٹھیک ٹھیک اندازہ دکھاتے ہوئے توازن میں لطیف فنون اور ڈیزائنوں' مہارت سے بنائے ہوئے ڈیزائنوں اور زیورات میں رحم و کرم کا مظاہرہ کرتی ہوئی میٹھی خوشبوؤں اور بیجوں اور پھتروں پر غور کرو جن میں سے ہر ایک میٹھے ذائقوں میں طاقت کا ایک معجزہ ہے۔

ایسے حقائق لازمی وجود اور الحکیم' کارساز' الکریم' الرحیم' الرؤف' المعطی' المصور کی توحید اور ایک اعلیٰ آقائی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر تم تمام درختوں کی بخششوں کی تمام زبانوں کو سن سکو تو تم ملاحظہ کرو

گے۔

ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے' اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔(القف: 1:61) کے خزانوں میں کیا کیا خوبصورت جواہر ہیں۔اے بدنصیب اور غافل شخص جو اپنے آپ کو احسان مندی میں محسوس کرنے سے آزاد ہے! اگر تم شان وشوکت والی ذات کو پہچاننا نہیں چاہتے جو اپنے آپ کو تمہارے سامنے معروف بناتی ہے اور چاہتی ہے کہ تم اسے ایسی لامحدود زبانوں میں محبت کرو' تو پھر ان زبانوں کو خاموش کر دیا جانا چاہیے لیکن چونکہ انہیں خاموش نہیں کیا جاسکتا' تمہیں ان کو غور سے سننا چاہیے۔محض اپنے کانوں کو بند کر لینا' تمہیں ان کی طرف لاتعلق یا ان سے خلاصی حاصل کرنے کے قابل نہیں بنا دے گا کیونکہ کائنات بات کرنے سے نہیں رکتی اور مخلوقات خاموش نہیں کی جاتیں۔ چونکہ ربانی توحید کی تصدیق کرنے والوں کو خاموش نہیں کیا جاسکتا' وہ تمہاری مذمت کریں گے۔

بیسویں کھڑکی [19]:

مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو۔

(الف) پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا مکمل اقتدار ہے۔ (یٰسین:83:36)

(ب) (کائنات میں) کوئی چیز نہیں مگر اس کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم اسے نہیں نازل کرتے مگر ایک مقررہ مقدار میں۔ اور ہم ہواؤں کو (پانی سے) لدا ہوا بھیجتے ہیں۔ پھر ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں اور ہم اس سے تم کو سیراب کرتے ہیں اور تم

[19] بیسویں کھڑکی کی صداقت میرے ذہن میں عربی میں آئی جیسا کہ ذیل میں دیا گیا ہے:
روشنی کی چمک تمہاری نورافزائی کے ذریعے سے ہے اور اس کے ذریعے ان کی معرفت عطا کرنے سے۔لہروں کی طرح صدیوں کا سلسلہ تمہاری ان کی مراسلت اور ان سے کام لینے کے ذریعے سے ہے۔تمہاری حمد وثناء ہے۔تمہارا ضابطہ کتنا زبردست ہے! دریاؤں کا نکلنا اور ان کا بہنا تمہارے ان کو جمع کرنے اور زیرنگیں کرنے سے ہے۔ پتھروں کی ساخت اور سجاوٹ تمہاری ترتیب دینے اور ان کی وضع بنانے میں ہے۔تمہاری حمد وثناء ہے۔تمہاری حکمت کتنی بے مثال اور شاندار ہے۔ پھولوں کی مسکراہٹ تمہاری تزئین اور انہیں خوبصورت بنانے سے ہے۔شان کے ساتھ پھلوں کا برآمد ہونا تمہاری عطا اور بخشش سے ہے۔تمہاری حمد وثناء ہے۔تمہارا فن کتنا خوبصورت ہے؟
پرندوں کا چہچہانا تمہاری ان کو گویائی دینے اور ہر ایک سے خط وکتابت کرنے سے ہے۔ بارش کی مناجات تمہارے اس کے نازل کرنے تمہاری عطا سے ہے۔
تمہاری حمد وثناء ہے' کیسی ہے تمہاری رحمت!
چاندوں کی حرکت تمہارے انداز ے' تمہاری تقدیر' ہدایت اور نورافزائی کے ذریعے سے ہے۔
کیسی ہے تمہاری رحمت کتنے ثبوت کتنے تاباں ہیں اور تمہاری شہادتیں کتنی واضح!

(اس قابل) نہیں ہو کہ اسے جمع کر کے رکھ سکو۔ (الحجر: 15:21 تا 22)

فن کی مکمل حکمت کا کام' شان اور خوبصورتی' کوائف' نتائج اور تفاصیل میں ظاہر ہیں۔ اسی طرح سے تمام عالمگیر عناصر جو پیچیدگی' بے قصد اور ساتھ ہونا معلوم ہوتے ہیں۔ حکمت اور فن کے تابع فرمان صورتیں اختیار کر لیتے ہیں۔ چنانچہ روشنی اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کو دکھانے اور سامنے رکھنے کے لیے شعاعیں ڈالتی ہے دوسرے الفاظ میں سب سے زیادہ حکمت والی کارساز ذات روشنی کو اس دنیا میں اپنے فقید المثال فنون کو قابل دید بنانے کے لیے استعمال کرتی ہے۔

مندرجہ ذیل پر غور کرو۔

ہوا' جیسا کہ یہ اپنے دوسرے بڑے اور دانشمندانہ فوائد اور وظائف کے ساتھ نظر آتی ہے' اپنے ضروری فرائض کو بجا لانے کے لیے چلتی ہے۔ چنانچہ اس کی لہروں جیسی حرکات یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ کارساز کام لینے کے لیے بھرتی کرتا' بھیجتا اور استعمال کرتا ہے۔ ایسی حرکات اللہ تعالیٰ کے احکام کو جلدی بجا لانے کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ چشمے' ندیاں اور دریا زمین اور پہاڑوں سے اتفاق سے برآمد نہیں ہوتے بلکہ ان کے فوائد اور استعمالات (ربانی رحمت کے نتائج) ضرورت کے مطابق ان کا پہاڑوں میں جمع ہونا اور حکمت کے مطابق ان کا بھیجا جانا اس امر کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ایک حکمت والے مالک نے انہیں محکوم اور جمع کر لیا ہے اور انہیں اپنے احکام کی فرمانبرداری میں امڈ آنے کا باعث بنایا ہے۔

پتھروں' نگینوں اور دھاتوں کے خاص مقاصد اور فوائد ہیں اور انہیں انسانوں اور حیوانات کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ترتیب دیا جاتا ہے۔ یہ امر ظاہر کرتا ہے کہ الحکیم کارساز نے ان کی تزئین اور فائدہ مند خواص کو سجایا' ترتیب دیا اور منظم کیا ہے۔ ہر ایک پھول اور پھل' جو سب کے سب کئی مسکراہٹیں' ذائقے' خوبصورتیاں' نقش و نگار' خوشبوئیں رکھتے ہیں۔ الکریم کارساز' مہربانیوں کے عطا کرنے والے الرحیم کے دسترخوان پر ایک دعوت اور طعام نامے کی طرح ہے۔ وہ اپنے خاص رنگوں' خوشبوؤں اور ذائقوں کے ذریعے دعوتوں اور طعام ناموں کے طور پر ہر ایک جنس کو دیئے جاتے ہیں۔ اپنے احساسات کو ریلیے یا نشر کرنے کے لیے پرندے عجیب طریقے سے آوازیں نکالتے ہیں اور دوسرے پرندوں تک اپنے ارادوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ واضح طور پر عیاں کرتا ہے کہ وہ چیں چیں کر کے چہچہاتے ہیں کیونکہ الحکیم کارساز نے ان کو ایسا کرنے کے قابل بنایا ہے۔ بادل بھی حیران کن ہیں۔ بارش کے قطروں کے گرنے کی آواز اور گرج اور بجلی کا شور بے معنی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ عجیب فضائی واقعات واقع ہوتے ہیں اور اس کے نتیجے کے طور پر بارش کے قطرے گرتے ہیں اور زمین پر تمام مخلوقات کو خوراک دیتے ہیں جو ضروری ہیں اور جن کے لیے وہ خواہش کرتے ہیں۔

چنانچہ یہ واقعات بامعنی اور مقصدی دانائی سے معمور ہیں۔ ایک سب سے سخی بادشاہ کے حکم سے بارش ان کو کارروائی کے لیے پکارتی ہے جو اس کی خواہش کرتے ہیں ''خوشخبری! میں آ رہی ہوں!''۔

آسمانوں کے لاتعداد اجسام کے مابین چاند ہی کو دیکھو۔ زمین سے استوار کرنے والی حکمت کی اہم مثالیں، جن پر ''رسالہ نور'' میں کسی مقام پر بحث کی گئی ہے' اس امر کا مظاہرہ کرتی ہیں کہ یہ قادرِ مطلق اور الحکیم ذات کے حکم پر حرکت کرتی ہے۔ یہ عالمگیر عناصر ایک وسیع کھڑکی کھولتی ہیں۔ وہ اعلان کرتی ہیں اور لازمی طور پر موجود ذات کی توحید' اس کی طاقت کے کمال اور اس کی شہنشاہی کی شان کا اظہار کرتی ہیں۔

پس اے غافل شخص! اگر تم گرج کے دھماکے سے گرنے کی طرح گونجنے اور سورج کی طرح تابناک اس روشنی کو ختم کرنے والی اس آواز کو ساکت کر سکتے ہو' تو خداوند کریم کو بھول جاؤ ورنہ ہوش میں آؤ اور کہو ''ساتوں آسمان اور زمین اور وہ سب کچھ جو ان کے درمیان ہے' اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں''۔ (بنی اسرائیل 17:44)

اکیسویں کھڑکی:

اس آیت پر غور کرو۔

''سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ نظام ایک زبردست اور علیم ہستی کا بنایا ہوا ہے''۔ (یٰسین 36:38)

سورج' کائنات کا لیمپ' کائنات کی ہستی اور توحید کے کارساز کی طرف ایک کھڑکی ہے جو اتنے تابناک اور چمکدار ہیں جتنا کہ خود سورج۔ ان کے سائز' پوزیشن اور رفتار میں عظیم فرق ہونے کے باوجود' بارہ سیارے حرکت کرتے ہیں اور مکمل باقاعدگی' حکمت اور توازن کے ساتھ اور بغیر کسی پیچیدگی کے گردش کرتے ہیں۔ ایک ربانی قاعدے موسوم بہ کشش ثقل کے سورج کے پابند ہونے سے وہ اپنے قائد کی پیروی کرتے ہیں اور اسی طرح سے ایک بڑے پیمانے پر ربانی طاقت کی شان اور اللہ تعالیٰ کی سرداری کی توحید کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ذرا تصور کرو کہ کس طرح سے ایک زبردست طاقت اور حکمت ان بے جان اجسام' ان وسیع اور بے خبر ہجوموں کو اتنے مکمل طور پر اور ان کو اس طرح استعمال کر کے جس طرح ذاتِ باری چاہتی ہے' چلانے میں مصروف ہیں۔

اگر اس وسیع اور پیچیدہ واقعہ میں کسی قدر بھی اتفاق کا دخل ہوتا' یہ اتنے بڑے دھماکے کا باعث بنتا کہ کائنات شق ہو کر الگ ہو جاتی۔ اگر کسی سیارے کی حرکت ایک منٹ کے لیے بھی رک جائے' تو وہ اپنے مدار کو چھوڑ جائے اور کسی دوسرے سیارے سے ٹکرا جائے۔ زمین سے ہزاروں گنا بڑے

اجساموں کے خوفناک ٹکراؤ کا تصور کرو۔

اللہ تعالیٰ کے مکمل احاطہ کرنے والے علم کے نظامِ شمسی کے عجائبات کی طرح رجوع کرنے سے' ہم صرف خود اپنی زمین پر غور کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ایک اہم ترین فرض کی ادائیگی کی وجہ سے اور ایک طریقے سے اللہ تعالیٰ کی شاہی طاقت کی شان و شوکت کی عظمت' ربانی شہنشاہی کی رفعت اور اس ذاتِ باری تعالیٰ کی رحمت اور حکمت کے کمال کا مظاہرہ ہوتے ہوئے ہم اسے سورج کے اردگرد ایک لمبا سفر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں [19]۔

زیرِ حکم الٰہی ایک بحری جہاز کی طرح' اس کے باخبر بندوں کے لیے ایک چلتی پھرتی تفریح کی جگہ کی طرح اسے اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب مخلوقات کے لیے بھرا اور بنایا گیا ہے۔ وقت بتانے کے لیے گھنٹے کی سوئی کی طرح اور مختلف منزلوں میں سے سفر کرنے سے واضح حکمت کی زبردست مثالوں کو شمار کرنے کے لیے چاند کو اس کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ اس مقدس سیارے کے یہ پہلو مطلق قادر ذات کے لازمی وجود اور توحید کو خود زمین کی طرح مضبوط صداقت کے طور پر ثابت کرتے ہیں۔

تم اس سے بقایا نظامِ شمسی کا قیاس کر سکتے ہو۔

مزید برآں چاند اپنے محور پر غیر ضروری دھاگوں موسوم بہ بھاری پن کو ایک گیند کی شکل میں لپیٹنے کے لیے گھومتا ہے اور پھر انہیں سیاروں کو باندھنے اور درست رکھنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ ایک نظریے کے مطابق سورج اور اس کے سیاروں کو ستاروں کے جھرمٹ ''لیرا'' (سورجوں کے سورج) کی طرف دھکیلا جاتا ہے یہ شان و شوکت والی ذات' ہمیشہ ہمیشہ کے شہنشاہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ یہ ایسے ہے گویا کہ وہ نظامِ شمسی کو اپنے حکم سے سپاہیوں کی ایک فوج کو چلاتا ہے اور اس طرح سے اپنی سرداری کی شان و شوکت کا اظہار کرتا ہے۔

پس اے علم فلکیات کے ماہر! کیا اتفاق کو ان معاملات میں کوئی دخل حاصل ہوسکتا ہے؟ مجھے بتاؤ کون سے اسباب ان تک پہنچ سکتے ہیں' کون سی طاقت اس کے قریب کھنچ سکتی ہے! کیا ایک شان و شوکت والا شہنشاہ ناطاقتی کا مظاہرہ کرے گا اور اپنی شہنشاہیت میں دوسروں کو کوئی حصہ دے گا؟ کیا وہ اسے خاص طور پر زندہ مخلوقات کو دے گا جو دوسروں کے ہاتھ میں' کائنات کا پھل' نتیجہ' مقصد اور لب لباب ہیں؟

کیا وہ دوسروں کو مداخلت کی اجازت دے گا؟

کیا وہ ہمیں خود اپنی تدبیروں پر چھوڑ دے گا' خواہ ہم سب سے زیادہ جامع پھل' سب سے

[19] ''سعید نورسی کے خطوط'' میں سے اسے تیسرے خط میں بیان کیا گیا ہے۔

زیادہ مکمل نتیجہ' اس کے مہمان اور زمین پر اس کے نائب یا خلیفہ (وہ جو ضرور اس کے احکام کے مطابق حکومت کرے) اور (اس کے اسماء کو منعکس کر کے) ایک آئینے کے طور پر حکومت کریں؟ کیا وہ ہمیں فطرت اور اتفاق کے حوالے کر دے گا اور اس طرح سے اپنی شہنشاہی کی شان و شوکت اور اپنی مکمل حکمت کو مفقود الوجودی میں بدل دے گا؟

بائیسویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو۔

(الف) کس طرح سے ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو مستول (یا میخیں) بنایا؟ اور ہم نے تم کو جوڑا جوڑا پیدا کیا۔ (النبا 78:6 تا 8)

(ب) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اثرات کو دیکھو کہ وہ کس طرح زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ (الروم 30:50)

زمین ایک سر کی طرح ہے جو لاتعداد مونہوں اور لاتعداد زبانوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر ایک ایک شان و شوکت والی ذات کے لازمی وجود اور توحید کی تصدیق کے لیے لاتعداد طریقے' اس ذات کے لیے جو تمام چیزوں پر غالب ہے اور ہر ایک چیز کو جانتی ہے اور اس کی مقدس صفات اور خوبصورت اسماء کے لیے لاتعداد ثبوت رکھتی ہے۔

پہلے پہل' زمین ایک سیال مادہ تھا جو ایک چٹانی پرت میں تشکیل دیا گیا۔ زمین (جیسا کہ ہم اسے جانتے ہیں) اس چٹان سے بن گئی۔ اگر یہ اپنی سیال حالت کو برقرار رکھتی تو یہ رہائش کے قابل نہ ہوتی۔ اگر یہ لوہے کی طرح سخت چٹان ہی رہتی' یہ ہمارے لیے مناسب نہ ہوتی۔ اس لیے ہم جانتے ہیں کہ الحکیم کارساز ذات کی حکمت' وہ ذات جو زمین کے باسیوں کی ضرورتوں سے باخبر ہے' نے اسے موجودہ صورت دی۔

زمین کا مٹی کا پرت مستول کی طرح پہاڑوں کی بنیاد کے اوپر رکھا گیا جو اندرونی زلزلوں کے لیے راستہ مہیا کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ اپنا فرض اور حرکات بغیر تبدیلی کے جاری رکھ سکتا تھا۔ پہاڑ زمین کی سطح کو سمندروں کے حملوں سے بچاتے ہیں۔ وہ زندہ مخلوقات کی ضروری حاجات کے لیے خزانے ہیں۔ ہوا کو صاف کرنے والے جو ہوا کو نقصان دہ گیسوں سے پاک کرتے ہیں' پانی جمع کرتے ہیں اور ضروری معدنیات کے گودام ہیں۔ یہ امر واقعی ہے ان کے دوسرے فرائض اور دوسرے پہلو اور پہاڑ قادر مطلق ذات' الحکیم اور الرحیم کے لازمی وجود اور توحید کی تصدیق کرتے ہیں۔

پس اے ماہر ارضیات! تم اس کی کیسے تشریح کرتے ہو؟ کیا اتفاق اس بحری ربانی جہاز کو

عجائبات کی نمائش بنا سکتا ہے جو ایک ناقابلِ یقین رفتار سے اس کی سطح پر انتظام کیے بغیر کسی چیز کو کھونے سے چلا سکتا ہے؟ زمین کی سطح پر فن کی عجیب وغریب اقسام کو دیکھو۔ دیکھو کتنی دانش مندی سے عناصر کو ذمہ داریاں سونپی ہوئی ہیں۔ کتنی خوبصورتی سے وہ الرحمٰن ذات کے مہمانوں کی قادرِ مطلق، حکیم ذات کے مہمانوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور ان کی خدمت کرنے میں عجلت کرتے ہیں!

فن کے فقید المثال اور عجیب وغریب کارناموں کے مابین، زمین کی رنگ برنگی سطح پر کشیدہ کاری کی ان سطروں پر غور کرو جو حکمت کی نمایاں مثالوں کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ ملاحظہ کرو کہ کس طرح وہ چشمے اور ندیاں، سمندر اور دریا اور پہاڑ اور پہاڑیاں ذات باری کی بعض کائنات اور خادموں کے لیے رہائش گاہوں اور ذریعہ حمل ونقل کے طور پر خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ لاتعداد زبانیں شان و شوکت والی قادرِ مطلق ذات کے لازمی وجود اور توحید، صاحب کمال الحکیم ذات جو زمین کو مکمل حکمت اور باقاعدگی کے ساتھ انگنت پودوں اور جانوروں کی جنسوں سے آباد کرتے ہیں جو اسے زندگی کے ساتھ خوشحال بناتا ہے۔ جو ان باسیوں کو موت کے ذریعے باقاعدہ گروہوں میں ان کی ذمہ داری سے سبکدوش کرتا ہے اور جو باقاعدگی سے اسے دوبارہ بھرتا ہے اور اس طریقے سے جو اس سے مشابہ ہے اس کی موت کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرتا ہے۔

القصہ زمین کا چہرہ ذات باری تعالیٰ کے فن کے عجائبات کی نمائش کرتا ہے اور نفیس مخلوقات کے جمع ہونے کا میدان ہے اور مخلوقات کے مجمعوں کی عام شاہراہ ہے اور اس کے بندوں کے لیے عبادت اور رہائش کی ایک جگہ ہے۔ یہ کائنات کے دل کی طرح ہے اور اس لیے یہ ایک ربانی توحید کی روشنی، اتنی بڑی جتنی کہ دنیا ہے، دکھاتی ہے۔

سوائے جغرافیہ دان! اگر تم اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتے جبکہ کئی مومنوں کے ذریعے جو لاتعداد زبانیں رکھتے ہیں، اس کا سر اس کو متعارف کراتا ہے اور اگر تم اپنے سر کو فطرت پرستی کی دلدل میں ڈبو دیتے ہو تو اپنی غلطی کی حد پر غور کرو۔ سخت سزا سے باخبر ہو کر جس کے تم اس کے ذریعے مستحق بنو گے اپنے حواس میں آؤ۔ دلدل سے اپنا سر اٹھاؤ اور کہو "میں اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتا ہوں جس کے ہاتھوں میں تمام اشیاء کا اختیار ہے"۔

تیسویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیت پر غور کرو:

''اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا''۔ (الملک 2:67)

زندگی ربانی طاقت کی سب سے زیادہ روشن اور خوبصورت معجزہ' ربانی توحید کا سب سے زیادہ تابناک اور مضبوط ترین ثبوت' سب کی مقصود و مطلوب ذات کی ذات کو منعکس کرنے والا چمکایا ہوا اور سب سے زیادہ جامع آئینہ ہے۔ زندگی الحی اور القیوم ذات کو اس کے اسماء اور ضروری خوبیوں کے ساتھ نمایاں کرتی ہے کیونکہ یہ کئی اکٹھے ربانی اوصاف کی تجلیوں کی بنائی ہوئی مرکب روشنی ہے۔ جس طرح سے روشنی میں سات رنگ اور قدرتی مٹھائیوں میں مختلف طبی عناصر ہوتے ہیں' اسی طرح سے زندگی کئی ربانی اوصاف کی تجلیوں سے' جو اسے کئی اوصاف رکھنے کا باعث بنتی ہیں' مرکب ہے۔ ان میں سے کچھ اوصاف حواس کے ذریعے فروغ پاتے ہیں اور ممتاز ہو جاتے ہیں۔ تاہم ان میں سے اکثر اپنے آپ کو جذبات' احساسات اور ولولوں کے ذریعے محسوس کراتے اور زندگی کے ''ابال'' سے موسوم ہیں۔

زندگی فضل ربانی' رحمت' خیر خواہی اور حکمت پر بھی مشتمل ہے جو کائنات کو برقرار رکھنے اور اس کی تنظیم میں سب سے زیاد مضبوط عناصر ہیں۔ یہ ایسے ہے گویا کہ زندگی انہیں ساتھ ساتھ رکھتی ہے جہاں بھی وہ جاتی ہے۔ مثال کے طور پر جب زندگی کسی جسم میں داخل ہوتی ہے تو اسم الٰہی ''الحکیم'' بھی اپنے آپ کو اس میں دکھاتا ہے اور مکمل حکمت کے ساتھ وہ زندگی کا ''گھونسلا'' تعمیر کرتا اور ترتیب دیتا ہے۔ اسمائے الٰہی ''الجواد'' اور ''الرحیم'' اسی وقت ظاہر ہوتے ہیں اور اس گھونسلے کو اس کی ضروریات کے مطابق آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں اور اس زندگی کو جاری اور مکمل کرنے کے لیے بالترتیب تمام اقسام کی مہربانیاں عطا کرتے ہیں۔ اسم الٰہی ''الرزاق'' اپنے آپ کو زندگی کے ساتھ ساتھ' اسے برقرار رکھنے اور اس کی نشوونما کرنے اور اس کے جسم میں غذا کی ایک خاص مقدار ذخیرہ کرنے کے لیے ضروری مادی اور روحانی غذا اس کے جسم کو مہیا کرتا ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ زندگی ایک مرکزی نقطہ ہے جہاں مختلف اسماء یا صفات ملتے ہیں یا بلکہ ایک اکائی تشکیل دینے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ ملتے ہیں۔ یہ ایسے ہے گویا کہ زندگی مکمل طور پر علم ہے جبکہ ایک ہی وقت میں یہ طاقت' حکمت' رحم ہے وعلی ھذا القیاس۔ اس کی جامع فطرت کی وجہ سے' زندگی سب کی مقصود و مطلوب ذات کا آئینہ ہے جو ربانی ہستی کی اصل کی لازمی خوبیوں کو منعکس کرتی ہے۔ نتیجہ کے طور پر لازمی موجود ذات الحی اور القیوم ذات زندگی کو عظیم ترین کثرت میں تخلیق کرتی اور دکھاتی ہے۔ وہ تمام چیزوں کو بھی اس کی خدمت کرنے کے لیے زندگی کے گرد مرتکز کرتی ہے کیونکہ زندگی کو ایک بہت اہم فرض سونپا گیا ہے۔ یہ آسان نہیں ہے کہ خداوند کریم کے سامنے سب کے مقصود و مطلوب کا آئینہ ہوا جائے۔ لاتعداد نئی زندگیاں اور روحیں اور زندگیوں کی جڑیں اور شاخیں جنہیں ہم فوراً اور عدم سے وجود میں آتا دیکھتے ہیں۔ لازمی ہستی' مقدس صفات اور لازمی طور پر

موجود اور الحی اور القیوم ذات کے اسماء حسنٰی کو ظاہر کرتی ہیں۔ جیسے روشنی کی کرنیں سورج کو ظاہر کرتی ہیں۔ اگر تم سورج کو پہچانتے نہیں اور اس کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے تو تمہیں دن کے وقت سب جگہ پھیل جانے والی روشنی کا انکار کرنا ہوگا۔

اسی طریقے سے، تم یکتائی کے سورج، الحی اور القیوم اور زندگی اور موت دینے والی ذات کا انکار کرتے ہو تو تمہیں زمین کی آخری تباہی کے سامنے ان کے ظہور کا اور اس سیارے پر موجود تمام زندہ مخلوقات کے وجود کا انکار کرنا ہوگا۔ تمہیں اپنے آپ کو یہ منوانا ہوگا کہ تم بے خبر اور سب سے زیادہ جاہل مخلوقات کی طرح ہو۔

چوبیسویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیت پر غور کرو:

"نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔ اسی کے لیے فرماں روائی ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے" (القصص 88:28)

موت زندگی کے درجے میں ربانی سرداری یا حکومت کا ایک ثبوت اس کی ذات اقدس کی یکتائی کی ایک بہت مضبوط شہادت ہے۔ آیت--- "اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا" (الملک 2:67)--- کے معنی کے مطابق موت نہ تو پورا عدم یا خاتمہ ہے اور نہ ہی بغیر اس کے جو اس کا خالق ہے مطلق بربادی یا فرسودگی بلکہ جیسا کہ پہلا حرف یا خط اشارہ کرتا ہے[1]۔ یہ حکمت والے خالق کی طرف سے دنیاوی خدمت سے سبکدوشی، مقام کی تبدیلی اور جسمانی تجدید، فرائض سے آزادی، جسم کی ذات سے رہائی اور پہلے سے مقدر اور خوش سلیقگی کا حکمت کا کارنامہ ہے۔

جس طرح زمین کا خوش طبع چہرہ اور اس کی مخلوقات اور زندہ چیزیں ایک الحکیم کارساز کے لازمی وجود اور توحید کی تصدیق کرتی ہیں، اسی طرح سے وہ جاندار مخلوقات اپنی موت کے ذریعے ہمیشہ سے زندہ اور مستقل ذات کی یکتائی اور دوام کی شہادت دیتی ہیں۔ ایسے امور کی بائیسویں حرف یا خط میں تشریح کر دی گئی تھی۔ یہاں ہم صرف مندرجہ ذیل نفیس نکات کی تشریح کرتے ہیں۔

ان کی زندگیوں کے ذریعے تمام جاندار چیزیں لازمی طور پر موجود ذات کی تصدیق کرتی ہیں۔ اپنی موت کے ذریعے وہ سب ہمیشہ سے زندہ ابدی ذات کے دوام اور یکتائی کی شہادت دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر زمین کی سطح خوش مزاج ہے اور اپنے تمام خدوخال اور خوش ترتیبی کے ذریعے کارساز کو

[1] خطوط: سعید نورسی، جلد 1

ظاہر کرتی ہے۔ موسم سرما میں جب زمین مردہ ہو جاتی ہے اور ایک سفید غلاف سے ڈھک جاتی ہے۔ اس کے چہرے کے بارے میں ہماری رائے الگ کر دی جاتی ہے یا موسم بہار کی یہ سرمائی لاش ہماری توجہ کو ماضی کی طرف پھیر دیتی ہے اور ہماری نگاہوں کے سامنے ایک زیادہ وسیع نظارہ پیش کرتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں' ماضی کے تمام موسم بہار اور زمین کے چہرے کو ڈھانپنے والی رحمانی طاقت کا ایک معجزہ اس یقین کامل کی ترغیب دیتے ہیں کہ ایک نیا موسم بہار آئے گا اور یہ کہ زمین کی سطح تر و تازہ ہو جائے گی اور زندہ چیزوں سے معمور ہو جائے گی۔ تمام گزشتہ موسم بہار اور زمین کی سطح (جو لاکھوں سالوں سے زندگی اور موت کے چکروں کا تجربہ کر چکی ہے)' وجود' توحید' دوام اور شان و شوکت والے کارساز کی ابدیت کی۔ صاحب کمال' قادر مطلق' از خود موجود اور مستقل ذات کی اتنی درخشاں اور مضبوطی سے اور ایک ایسے وسیع پیمانے پر گواہی دیتے ہیں اور ایسے واضح ثبوت پیش کرتے ہیں کہ کوئی سوائے اس اعلان کے کچھ نہیں کر سکتا"۔ میں اللہ تعالیٰ' واحد اور اکیلے پر ایمان لاتا ہوں"۔

"اس کے مردہ ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرتا ہے" کے قرآنی الفاظ کے معنی کے مطابق جس طرح سے یہ تر و تازہ زمین موسم بہار کے ذریعے کارساز ہستی کی تصدیق کرتی ہے۔

وقت کے دونوں بازوؤں--- ماضی اور مستقبل--- پر ترتیب دیئے ہوئے یہ ربانی طاقت کے معجزات کی طرح بھی اسی کی موت کے ذریعے توجہ مبذول کراتی ہے۔ ایک موسم بہار کی جگہ یہ ہزاروں دکھاتی ہے۔ محض ایک ہی جگہ بھی یہ طاقت کے ہزاروں معجزات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ان ماضی کے بہار کے موسموں میں سے ایک کی شہادت موجودہ موسم بہار سے زیادہ فیصلہ کن ہے۔ کیونکہ بہار کے تمام ماضی کے موسم' اپنی ظاہری علتوں کے ساتھ غائب ہو چکے ہیں اور خود اپنی طرح کے نئے موسموں کے ساتھ ان کی جگہ پر رکھے گئے ہیں۔

یہ بات اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ظاہری علتوں کے کچھ معنی نہیں کیونکہ شان و شوکت والی قادر مطلق ذات انہیں تخلیق اور ترسیل کرتی ہے۔ تاہم اپنی حکمت کی وجہ سے وہ انہیں خاص علتوں پر مبنی بناتا ہے۔ جہاں تک زمین کے خوش طبع چہروں کا تعلق ہے آنے والے وقت میں سلسلہ وار ترتیب دیا ہوا' ان کی شہادت زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ وہ بنائے جائیں گے۔ جبکہ ان کا ابھی تک کوئی نشان نہیں۔ ہر ایک اصلی ہوگا اور ان کو خاص فرائض کے لیے بھیجے جانے کے بعد ان کو ہٹا دیا جائے گا۔

پس اے فطرت پرستی کی دلدل میں ڈوبنے والے غافل! کس طرح کوئی چیز بغیر دانش مندی اور حکمت والے تمام ماضی اور مستقبل تک پہنچنے والا ہاتھ زمین کے زندہ چہرے میں دخل دے سکتا ہے؟

کیا اتفاق اور فطرت جن کے معنی کچھ نہیں (تخلیق کرنے' سہارا دینے اور موت دینے کے لحاظ سے) اس میں کوئی دخل دے سکتے ہیں؟ اگر تم اس دلدل سے آزاد ہونا چاہتے ہو تو کہو "فطرت ربانی طاقت کی نوٹ بک کے سوا کچھ زیادہ نہیں اور اتفاق چھپی ہوئی ربانی حکمت کا ایک پردہ ہے جو ہماری جہالت کو چھپا لیتا ہے" اور صداقت کے قریب ہو جاؤ۔

پچیسویں کھڑکی:

فن کا کام ایک فنکار کو ظاہر کرتا ہے۔ پیدا شدہ کوئی بھی چیز پیدا کرنے والی چیز کی متقاضی ہے۔ نیچے ہونا اوپر ہونے پر دلالت کرتا ہے وعلیٰ ھذا القیاس۔

تمام اضافی چیزوں کی طرح یا ایک دوسری سے تعلق کے لحاظ سے جوڑوں میں موجود اور ایک دوسرے کے وجود کی متقاضی خوبیاں' سب موجودات کا غیر معین یا ہنگامی ہونا' خواہ خاص ہو یا عام' ضرورت ظاہر کرتا ہے کیونکہ کسی چیز کا ہونا یا نہ ہونا مساویانہ طور پر ممکن ہے۔ ہونا یا ہو جانا یا ساری کائنات میں مرئی مفعول بہ ہونا سرگرمی کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کا تخلیق کیا جانا تخلیق کرنے کی سرگرمی کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کی مرئی کثرت اور تصنیف توحید کو لازم کرتے ہیں۔

ضرورت حرکت' عمل تخلیق اور اتحاد ضروری ہونے' سرگرم ہونے اور تخلیقی اوصاف کے متقاضی ہیں اور ان میں سے ایک اور سبھی' اتفاقی' ست' مرکب' خاطر جمع اور تخلیق شدہ نہیں ہیں۔ یہ امر واقعی ہے کہ کائنات میں تمام اتفاقات' حرکات' تشکیلات' تخلیقات اور مرکبات لازمی طور پر موجودات جو جو کچھ چاہتی ہے' کرتی ہے۔ تمام چیزوں کے خالق واحد اور اکیلے کی تصدیق کرتے ہیں۔

القصہ' اتفاق یا اتفاقی واقعہ ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہونا یا ہو جانا کام کرنے کے عمل یا بنانے کی طرف اشارہ کرتا ہے اور کثرت توحید یا وحدت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اسی طریقے سے تخلیق کیا جانا یا مہیا کیا جانا' جیسا کہ وجود میں مرئی ہے' بنانے' تخلیق کے کرنے اور مہیا کرنے کے اعمال کی ہستی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ بدلہ میں یہ مشفق کارساز کی ہستی کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو خالق اور رازق ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر ایک مخلوق اپنے سینکڑوں اوصاف کی زبانوں کے ذریعے لازمی طور پر موجود ہستی کے سینکڑوں اسماء حسنٰی کی شہادت دیتی ہے۔ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو ایسی تمام خوبیوں کا بھی ضرور انکار کیا جانا چاہیے۔

چھبیسویں کھڑکی [1]

کائنات کی مخلوقات میں مرئی خوبصورتیاں اور دلکشیاں ایک مقررہ وقت کے لیے ظاہر ہوتی ہیں اور پھران کی تجدید کی جاتی ہے اوران کے غائب ہونے کے بعد انہیں تازہ کیا جاتا ہے۔ یہ امر ظاہر کرتا ہے کہ وہ ابدی حسن کی تجلیوں کے عکس ہیں۔ جس طرح ایک دریا کی سطح پر چمکنے والے بلبلوں کی ٹولیاں اس بات کا اظہار کرتی ہیں کہ بلبلے ایک دوامی سورج کی کرنوں کے آئینے ہیں اور وقت کے بہتے دریا میں سفر کرنے والی مخلوقات پر خوبصورتی کی چمکتی ہوئی شعاعیں حسنِ ازلی کی علامات ہیں اور اسی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

کائنات کے دل میں اصلی سنجیدہ محبت بھی ایک کبھی نہ ختم ہونے والے محبوب کی ذات دکھاتی ہے۔ بطور کسی چیز کا جو درخت کی فطرت میں موجود نہیں' اس کے پھلوں میں کوئی مقام نہیں۔ انسانوں میں موجود سنجیدہ اوراعلیٰ محبت' تخلیق کے سب سے حساس اور نازک پھل کا درخت اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ کائنات اپنے اندر سچی محبت سموئے ہوئے ہے۔ اگرچہ وہ مختلف صورتوں اور مختلف اقسام کی ہے۔ کائنات کے دل میں ایسی سچی محبت ایک ابدی محبوب ذات کو آشکارا کرتی ہے۔

کائنات کے سینے میں اپنے آپ کو نمایاں کرنے والی دلفریبیاں' دلکشیاں اور وابستگیاں تمام چوکس اور باخبر دلوں کو یہ سمجھاتی ہیں کہ وہ ایک دلکش اور ابدی دلفریبیوں کی صداقت سے نکلتی ہیں۔ اس کے علاوہ بزرگ لوگ اور وہ جو تخلیق میں پوشیدہ صداقتوں کو بے نقاب کر سکتے ہیں' جو مخلوقات کے سب سے زیادہ حساس اور منور گروہ کو تشکیل دیتے ہیں۔ متفقہ طور پر یہ اطلاع دیتے ہیں کہ وہ شان وشوکت والی صاحب جمال ذات کی تجلیوں کو حاصل کرتے ہیں اوران کی درخشانیوں اور بصارتوں کے ذریعے اس امر سے باخبر ہیں کہ شان وشوکت والی صاحب جمال ذات اپنے آپ کو معلوم اور محبوب بناتی ہے۔ یہ بات لازمی طور پر موجود صاحب جمال شان وشوکت والی ذات اوراس کے خود اپنے آپ کو انسانوں سے جانے' جانے کی تصدیق کرتی ہے۔ اس کے علاوہ مزین کرنے اور سجاوٹ کرنے والا قلم کائنات کی سطح اور مخلوقات پر کام کرنے سے اس قلم کے مالک کے اسماء کی خوبصورتی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

چنانچہ اپنے چہرے کی خوبصورتی' اپنے دل میں محبت' اپنے سینے میں دلکشی' اپنی آنکھوں میں درخشانی اور بصارت اور اپنی دل میں کھب جانے والی سجاوٹ اور حسن و جمال کے ذریعے ایک خوشگوار اور صاف کھڑکی کھولتی ہے۔ صاحب فہم وفراست اور دل والوں ان لوگوں کے لیے جو چوکنے اور ہوشیار ہیں' یہ شان وشوکت والی صاحبِ جمال' کبھی نہ ختم ہونے والی محبوب ذات اور ایک ابدی معبود--- جس کے تمام اسماء خوبصورت ہیں--- کا مظاہرہ کرتی ہے۔

[1] اس کھڑکی کا تعلق دل اور محبت والے لوگوں سے ہے۔

پس اے مادہ پرستی اور سرابوں کی تاریکی میں جدوجہد کرنے والے اور گلا گھونٹنے والے شکوک زدہ انسان! ہوش میں آؤ۔ انسانوں کے شایان شان طریقے سے ترقی کرو اور ان سوراخوں میں سے دیکھو۔ مکمل یقین حاصل کرو اور ایک سچے انسان بن جاؤ۔

ستائیسویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیت پر غور کرو:

''ہر چیز کا اللہ ہی خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگران''۔ (الزمر 62:39)

کائنات میں مرئی اشیاء اور علتوں اور نتائج پر غور کرنے سے ہم دیکھتے ہیں کہ خود سب سے بڑی علت سب سے زیادہ غیر ضروری چیز کو وجود میں نہیں لا سکتی۔ چنانچہ علتیں محض ایک حجاب ہیں۔ کیونکہ کوئی ضرور ہونا چاہیے جو نتائج (اشیاء) کو وجود میں لاتا ہے۔ لاتعداد مخلوقات میں سے یادداشت کی انسانی قابلیت پر غور کرو جو ایک انسان کے رائی کے بیج کے سائز برابر جگہ میں واقع ہے۔ اس کے نازک سائز کے باوجود یہ اتنا جامع ہے کہ اس میں ایک کتاب شامل ہے یا بلکہ ایک لائبریری جس میں انسان (مرد یا عورت) کی تمام زندگی کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ تم ربانی طاقت کے اس معجزے کے مآخذ کے طور پر کون سی علت پیش کر سکتے ہو؟ کیا دماغ کی الجھے ہوئے اعصاب؟ کیا خلیے کے سادہ بے شعور حصے؟ کیا اتفاق کی آندھیاں؟ درحقیقت فن کا یہ معجزہ ایک ایسی ذات اور حکمت والے کارساز کا کارنامہ ہے۔ ہمیں قیامت کے اعلیٰ ترین حشر کے میدان میں یہ یاد دلانے کے لیے کہ ہم نے اس دنیا میں کیا کیا ہے' وہ ذاتِ باری تعالیٰ ہمارے اعمال نامے کی نقل کرتی ہے اور اسے ہمارے لاشعور کو بطور یادداشت دیتی ہے۔

تمام انڈوں' بیجوں اور پھلوں کے گڑھوں کا ہماری یادداشت سے موازنہ کرو اور پھر تمام دوسرے اثرات کا طاقت کے ان نازک معجزات سے تقابل کرو۔ جس اثر یا چیز کو بھی تم دیکھو گے' تم کو نظر آئے گا کہ یہ ایسی عجیب وغریب فنکاری کو سموئے ہوئے ہے کہ یہ اگر نہ صرف اس کی اپنی علت بلکہ دوسری علتیں بھی اکٹھی کی جائیں تو وہ اس کے سامنے اپنی ناطاقتی کا مظاہرہ کریں گی۔ مثال کے طور پر کچھ لوگ سورج کو ایک زبردست علت یا کارندہ بیان کرتے ہیں۔ فرض کرو کہ یہ باشعور ہے اور قوت ارادی کا مالک ہے۔ اگر تم اسے ایک مکھی کا جسم بنانے کے لیے کہو تو صریحاً وہ یہ جواب دے گا ''میرے خالق کی مہربانی کا شکریہ! میری دکان روشنی اور حرارت اور کئی رنگوں کی بڑی مقداریں سموئے ہوئے ہے۔ تاہم ایک مکھی کے جسم میں آنکھیں' کان' زندگی اور دوسری چیزیں شامل ہوتی ہیں جو میری دکان یا میری دسترس میں نہیں ہیں''۔

کسی چیز کے حیران کن فن اور زینت (اس کی تخلیق کا سبب بتانے کے طور پر) علتوں کو غلط ثابت کرتے ہیں اور لازمی طور پر موجود ہستی' مسبب الاسباب کی طرف حسب معنی آیت---''تمام معاملات اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں'' (ھود 11:123)--- اشارہ کرتے ہیں اور اس ذات پاک کو تمام چیزوں اور واقعات کے سچے خالق کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح چیزوں سے وابستہ نتائج' مقاصد اور فوائد یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ علتوں کے حجاب کے پیچھے عمل کرنے والی ایک الجواد' حاکم' الرحیم' الحکیم ذات کے افعال کی پیدوار ہیں۔

چونکہ بے شعور علتیں ایک مقصد کا تتبع نہیں کر سکتیں' تو ہم کس طرح اس امر کی وضاحت کر سکتے ہیں کہ ہر ایک مخلوق کئی خاص مقاصد اور فوائد کے لیے اور حکمت کی کئی مثالوں کے مطابق وجود میں آتی ہے؟ واحد جواب یہ ہے کہ ایک الحکیم اور الجواد حاکم انہیں وجود میں لاتا ہے اور ان فوائد کو ان کے وجود کے لیے وجہ بناتا ہے۔

بارش کے آنے پر غور کرو۔ بارش کی ظاہری علتوں کا جانوروں کے لیے کوئی تامل یا تعلق نہیں ہے۔ اس لیے یہ جانوروں کی مدد کے لیے الحکیم خالق کی حکمت کے ذریعے بھیجا جاتا ہے جو تخلیق کرتا ہے اور پھر ان کو رزق مہیا کرتا ہے۔ بارش کو رحمت کہا جاتا ہے کیونکہ یہ رحمت کے کئی نتائج کی حامل ہے اور کئی فوائد لاتی ہے۔ یہ ایسے ہے گویا کہ رحمت کو بارش کے قطروں میں مجسم کر دیا جاتا ہے اور یہ قطروں کی صورت میں گرتی ہے۔

تمام مزین پودوں اور جانوروں کی نمود اور سنگھار' جو تمام مخلوقات پر مسکراتے ہیں' شان و شوکت والی ہستی کے لازمی وجود اور توحید پر اور اس ذات کی طرف' جو اس زینت اور سنگھار کے ذریعے پردۂ غیب کے پیچھے اپنے آپ کو متعارف کرانے اور چاہے جانے کا ارادہ کرتی ہے' اشارہ کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اپنے آپ کو متعارف کرانے اور چاہے جانے کی خوبیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو بدلے میں' ایک معلوم' محب خلق اور قادر مطلق کارساز ذات کی تصدیق کرتے ہیں۔

القصہ' علتیں یا وجوہات لامحدود طور پر معمولی اور بے وقعت ہیں۔ جب ان کا اسباب (اشیاء) سے موازنہ کیا جائے' جو فن اور قدردانی سے معمور ہیں۔ چنانچہ کس طرح وہ تخلیق میں کوئی حقیقی کردار رکھتی ہیں؟ مزید برآں زیر تلاش اور ان کے لیے چیزوں کے فوائد اور مقاصد تخلیق میں علتوں یا اسباب کے لیے کسی بھی حقیقی کردار کو مسترد کرتے ہیں' کیونکہ وہ ان کے وجود کو الحکیم کارساز کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مزید برآں' ان کے وجود میں آنے کی ظاہر ان کی زینتیں اور مہارتیں الحکیم کارساز کی طرف' جو اپنی طاقت سے باخبر مخلوقات کو متعارف کرانا چاہتا ہے اور جو چاہا جانا چاہتا ہے' اشارہ کرتی ہیں۔

اے بے بس شخص! جو علتوں کو خدا سمجھ کر تعظیم و تکریم کرتا ہے! تم ان حقیقتوں کی کیسے وضاحت کرتے ہو؟ تم اپنے آپ کو کیوں دھوکہ دیتے ہو؟ اگر تم عقل مند ہو تو علتوں کا پردہ چاک کر دو اور اپنے آپ کو لاتعداد سرابوں سے یہ اعلان کر کے بچا لو ''وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں''۔

اٹھائیسویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیت پر غور کرو:

''اس کی نشانیوں میں ہے آسمانوں کا اور زمین کا پیدا فرمانا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا ہے۔ بلاشبہ اس میں بھی عالموں کے لیے نشانیاں ہیں''۔ (الروم 30:22)

ہم کائنات میں، ایک جسم کے خلیوں سے لے کر دنیا تک ہمہ گیر احاطہ کرنے والی اور انتظام کرنے والی حکمت کو دیکھتے ہیں۔ ایک جسم کے خلیوں پر نظر ڈالنے سے، ہم اس کے حکم اور قانون سے ایک تنظیم اور بندوبست دیکھتے ہیں جو تمام جسمانی وظائف اور حاجات کی نگرانی کرتا ہے۔ جسم خوراک کو ضرورت کے وقت استعمال کے لیے چربی کے طور پر ذخیرہ کر لیتا ہے اور خلیوں میں بھی ذخیرہ کرنے کی یہ قابلیت ہوتی ہے۔ ہم پودوں میں ایک دانشمندانہ تنظیم، تہذیب اور تربیت گاہ، جانوروں میں ایک فیاضانہ بقا اور تربیت اور کائنات کے ستون نما حصوں میں عالیشان بندوبست اور روشنی دیکھتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک اہم مقصد، حکمت اور عظیم مقاصد کے لیے خاص عمدہ مثالوں کے لیے ایک مکمل مجوزہ اور منظم دنیا کی خدمت بجا لاتی ہے۔

جیسا کہ ''بائیسویں لفظ'' کے پہلے مرکز میں تشریح اور بحث و تمحیص کی گئی، یہ امور اس امر کو ناممکن بنا دیتے ہیں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا جائے۔ سب سے زیادہ نازک ذرے سے لے کر سب سے بڑے ستارے تک، ہر ایک چیز اس طریقے سے بنی گئی اور باہمی وابستہ کی گئی ہے کہ کوئی جو ستاروں کا زیر نگیں اور ان کا بندوبست نہیں کرتا، ایک ذرے پر غالب نہیں آ سکتا۔ اس کے علاوہ، جیسا کہ ''بائیسویں لفظ'' کے دوسرے مرکز میں وضاحت کی گئی ہے کہ کوئی جو آسمانوں کی تخلیق نہیں کر سکتا اور انہیں ٹھیک ٹھیک باقاعدگی میں نہیں رکھ سکتا۔ کسی کو ایک فقید المثال رخ نہیں دے سکتا۔

یہ سب کچھ کائنات کے برابر وسیع کھڑکی تشکیل دیتا ہے تاکہ اگر ہم اس میں دیکھیں تو انسانی آنکھ اور دل کی آنکھ دونوں کو صاف طور پر دیکھ لیں کہ آیت---''اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگران۔ اسی کے پاس آسمانوں اور زمین (کے خزانوں) کی کنجیاں ہیں'' (الزمر 39: 62-63) کے معنی کائنات کے صفحات پر موٹے حروف سے کندہ کیے گئے ہیں۔ وہ جو انہیں نہیں دیکھتے، ان کی آنکھیں اور کان نہیں ہیں یا وہ صرف انسان ہونا لگتے ہیں۔

انتیسویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیت پر غور کرو:

''کوئی چیز نہیں ہے مگر وہ اس کی حمد وثناء کر کے تسبیح کرتی ہے'' (بنی اسرائیل 44:17)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ موسمِ بہار میں کسی تنہائی کے خیالات اور احساسات میں سفر کر رہا تھا۔ ایک پہاڑی کی تلہٹی میں میں نے ایک عدد جنگلی پھول دیکھا جس نے مجھے اسی جیسے پھولوں کی یاد دلا دی جنہیں میں نے ماضی میں آبائی قصبے اور دوسرے مقامات پر دیکھا تھا۔ پھر میرے خیال میں آیا کہ اس پھول پر کس کا نقش ہے۔ اس پر کس کی چھاپ اور کندہ کاری ہے۔ میں نے یقین کے ساتھ یہ محسوس کیا کہ زمین کے چہرے پر تمام ایسے پھول اس ذات مقدس کی چھاپ اور مہریں ہیں۔

یہ خیال مجھے اس تصور کی طرف لے گیا کہ جس طرح سے خط کی مہر اس کا اعلان کرتی ہے جس نے اسے لکھا اور ارسال کیا۔ اسی طرح سے یہ پھول الرحیم ذات کی مہر ہے۔ وہ پھول اور پہاڑی دونوں، جن پر ایسی کندہ کاریاں اور بامعنی پودوں کی سطریں کھینچی گئی تھیں، پھول کے کارساز کے حروف یا خطوط ہیں۔ پہاڑی ایک مہر ہے اور میدان یا تلہٹی اس کے آگے الرحمان ذات کا خط ہے۔

اس صداقت نے میری مندرجہ ذیل صداقت کی طرف رہنمائی کی۔

اللہ تعالیٰ کی مہر کی طرح ہونے سے ہر ایک چیز تمام چیزوں کو اس کے خالق کی طرف منسوب کرتی ہے اور یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ اس کے مصنف کا خط ہے۔ چنانچہ ہر ایک چیز ربانی توحید کی ایک ایسی کھڑکی بناتی ہے کہ یہ تمام چیزوں کو اکیلی توحید کی ملکیت ذات کے سامنے پیش کرتی ہے۔ یہ بات خاص طور پر زندہ چیزوں کے بارے میں صادق آتی ہے جن میں سے ہر ایک میں ایسا عجیب وغریب ڈیزائن اور معجزانہ فن شامل ہے کہ وہ بھی جو اسے ایسا بناتا ہے اور پرمعنی انداز میں اس کا ایسا ڈیزائن بناتا ہے وہ ہے جو تمام چیزوں کو بناتا ہے۔ یہ امر واقعی ہے کہ وہ ضرور وہ ہونا چاہیے جس نے تمام چیزوں کو بنایا ہے۔ وہ ذات جو ہر ایک چیز نہیں بنا سکتی۔ وہ ایک چیز بھی نہیں بنا سکتی۔

اے تم جو چیزوں کی حقیقت سے بے خبر ہو کائنات کے چہرے کو دیکھو۔ کیا تم مخلوقات کے صفحات کی تصدیق کا انکار کر سکتے ہو جو سب کے سب ہر ایک کے ابدی مقصود ومطلوب کے لاتعداد حروف، ایک کے اندر دوسرے کی طرح ہیں؟ تم انہیں کیسے ساکت کر سکتے ہو؟ اگر تم دل کے کان سے ان میں سے کسی ایک کو غور سے سنو، تم اسے یہ کہتے ہوئے سنو گے: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔

تیسویں کھڑکی:

ان آیات پر غور کرو:

(الف) اگر (آسمان اور زمین میں) اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ خدا ہوتے تو ان میں فساد برپا ہو جاتا۔ (الانبیاء 22:21) اور

(ب) سوائے اس کے ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اسی کے لیے فرمانروائی ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ (القصص 88:28)

یہ کھڑکی ماہرین دینیات کے لیے ہے جو اپنے استدلال کو ان حقائق پر مبنی کرتے ہیں کہ تمام چیزیں (مطلق ضروری نہیں) ہنگامی ہیں اور فالتو وقت میں وجود میں آ گئی ہیں۔ وہ لازمی موجود واحد ذات کو ثابت کرنے میں اس طریقے پر چلتے ہیں۔ الشرح المواقف اور شرح المقاصد جیسی کئی ضخیم اور علمی کتابوں کی تشریحات کا حوالہ دیتے ہوئے ہم اس کھڑکی کے ذریعے قرآنِ مجید کی روشنی سے آتی ہوئی چند کرنوں کو منعکس کرنے کی کوشش کریں گے جیسا کہ ذیل میں دیا گیا ہے۔

اختیار اور اقتدار رقابت' شراکت یا مداخلت کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر کسی گاؤں میں دو لیڈر ہوں' تو اس کا نظم ونسق اور امن وسکون برباد ہو جائے گا۔ دو گورنروں یا ناظموں والا ضلع یا شہر پیچیدگی کے تجربے سے گزرے گا اور دو بادشاہوں (یا حکومتوں) والا ملک مستقل افراتفری میں رہے گا۔ چونکہ ان بے اختیار لوگوں کے محفوظ مطلق اختیار اور اقتدار کا پہلا سایہ' جو خود کفیل نہیں ہیں' اس کے مخالف لوگوں کی رقابت اور مداخلت کو مسترد کر دیتا ہے۔ تو اس امر پر غور کرو کہ کس طرح قوت سے اعلیٰ ترین مطلق بادشاہت اور اختیار کی شکل میں مطلق طاقتور حکومت کا ربانی سرداری کے درجے پر محفوظ اقتدار مداخلت اور شراکت کو مسترد کر دیتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں شرکاء کے بغیر یکتائی اور اکیلا پن خدائی حکومت اور بادشاہت کا سب سے زیادہ ناگزیر اور مستقل تقاضا ہے۔

کائنات کا مکمل نظام اور خوبصورت ترین ہم آہنگی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ ایک مکھی کے پر سے لے کر آسمانوں کے چراغوں یا برجوں تک کائنات ایک ایسا مکمل نظام رکھتی ہے کہ ہمارے دماغ پوری طرح اسے سمجھ نہیں سکتے۔ جو کچھ ہم کر سکتے ہیں' حیرت اور تعریف سے بیان کرتے ہیں ''اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ کیا کیا عجائبات اس نے چاہے ہیں' اللہ تعالیٰ اسے برکت دے'' اور سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی جو اس کے کام میں مداخلت کریں' کوئی بھی گنجائش ہوتی تو آیت --- اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ خدا ہوتے تو فساد برپا ہو جاتا۔ (الانبیاء 22:21) --- کے معنی کے مطابق نظام درہم برہم ہو جاتا اور کائنات کی شکل و

صورت تبدیل ہو جاتی لیکن جیسا کہ آیات--- ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھو بھلا تم کو کوئی خلل نظر آتا ہے۔ پھر دوڑاؤ نظر نگاہ تھک کر بار بار تمہاری طرف پلٹ آئے گی۔ (الملک 3:67-4) میں بیان کیا گیا۔ تخلیق میں نقص تلاش کرنے کے لیے خواہ ہم کتنی بھی محنت کریں' ہماری نگاہ تھکی ہاری واپس آ جائے گی اور خطا کی متجسس عقل کو اطلاع دے گی'' ۔ میں نے بے سود اپنے آپ کو ختم کر لیا ہے کیونکہ کارخانہ قدرت میں کوئی خامی نہیں ہے''۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ یہ نظام مکمل ہے جس کے معنی ہیں کہ یہ مکمل نظام اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تصدیق کرتا ہے۔

یہ امر واقعی ہے کہ کائنات وقت کے ایک نقطے پر وجود میں آئی اور اس لیے ابدی نہیں ہے۔ ماہرین دینیات استدلال کرتے ہیں ''دنیا تغیر پذیر ہے۔ کسی بھی تغیر پذیر چیز کی ایک ابتدا ہوتی ہے کیونکہ یہ وقت کے ایک نقطے پر وجود میں آئی۔ کوئی بھی چیز جو وقت کے ایک نقطے پر وجود میں آئی' اس کو وجود میں لانے والا کوئی اور ہے۔ حقیقت یہ ہونے کی وجہ سے' اس کائنات کا ایک ابدی خالق ہے۔

ہم کہتے ہیں'' کائنات کی یقیناً ایک ابتدا ہے کیونکہ یہ وقت کے ایک نقطے پر وجود میں آئی۔ ہم ہر صدی' ہر سال' حتیٰ کہ ہر موسم میں ایک جہان کو دوسرے جہان کی جگہ لیتے دیکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ شان وشوکت والی ایک مطلق ذات ہے جو ایک نئی دنیا ہر سال' ہر موسم' حتیٰ کہ ہر ایک دن ایجاد اور تخلیق کرتی ہے۔ باخبر موجودات کو دکھا کر' وہ ذاتِ مقدس اس کی جگہ ایک نئی دنیا کو لاتی ہے۔ وہ ذاتِ مقدس ان جہانوں کو ایک دوسرے کے پیچھے لاتی ہے اور سلسلہ وار ان کو رسی سے باندھتی ہے۔ قادرِ مطلق کی ذات کی طاقت ان نئے جہانوں کو سلسلہ وار اس طرح سے پیدا کرتی ہے۔ وہ ذاتِ مقدس جو یہ کرتی ہے' ظاہر ہے کہ اس نے کائنات کو پیدا کیا ہے۔ اس نے اس کائنات اور زمین کو ان بڑے زبردست مہمانوں کے لئے مہمان خانہ بنایا ہے۔

جہاں تک اتفاق یا اتفاقی واقعہ کا تعلق ہے ماہرین دینیات یہ استدلال کرتے ہیں'' اتفاق کے معنی دو امکانات کے درمیان برابری ہے۔ یعنی اگر کسی چیز کے لیے وجود میں آنا یا نہ آنا مساویانہ طور پر ممکن ہو تو اس ترجیح کے مطابق ایک کو تخلیق کرنے سے ایک کو دوسرے امکان پر ضرور ترجیح ہونی چاہیے۔ کیونکہ اتفاقی یا ہنگامی چیز ایک دوسری کو یکے بعد دیگرے تخلیق نہیں کر سکتیں۔ نہ ہی دوروں میں اول الذکر کے ساتھ موخر الذکر کو تخلیق کر کے وہ پیچھے ابدیت میں جا سکتی ہیں۔ یہ امر واقعی ہے کہ ایک لازمی طور پر موجود ذات ہے جو سب کو تخلیق کرتی ہے۔

ماہرین دینیات نے تخلیقی علت یا سبب اور اثر یا نتیجے کو لگاتار خالقوں کے نظریے کو بارہ دلائل کے ساتھ مسترد کر دیا ہے جن میں سے بعض صعودی دلائل اور در بدرجہ دلائل کہلاتے ہیں۔ علت اور اثر کے د[illegible] کو توڑ کر انہوں نے لازمی طور پر وجود رکھنے والی ہستی کے وجود کو ثابت کر دیا ہے۔

ہم کہتے ہیں "تخلیق میں علت اور اثر کے سلسلے کو ناممکن ظاہر کرنے سے بہتر ہے یا ایک ایسے خالق کے لازمی وجود کو ثابت کرنے کے لیے لگاتار خالقوں کا چکر یا دور جس کی کوئی ابتدا نہیں اور جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے' تمام چیزوں کے خالق کی ہر ایک چیز پر چھاپ دکھانا بہتر اور زیادہ آسان ہے۔ قرآن مجید کی تنویر سے' کتاب ہذا میں مذکور تمام "کھڑکیاں" اور "الفاظ" اس اصول کا تتبع کرتے ہیں۔ اتفاق یا ہنگامے کا موضوع لازمی طور پر موجود ہستی کا انگنت طریقوں سے مظاہرہ کرنے کے لیے دلائل کے ایک وسیع سلسلے کا احاطہ کرتا ہے۔

تاہم اس موضوع کو اس طریقے تک محدود کرنے کی ضرورت نہیں جس طرح ماہرین دینیات اس سے پیش آتے ہیں یعنی یہ کہ علت اور اثر کا دور یا سلسلہ ضرور اس نقطے پر رک جانا چاہیے جہاں ربانی تخلیقیت کو ضرور شروع ہونا چاہیے۔ بلکہ یہ لازمی موجود ہستی کے علم کے لیے لاتعداد راستے کھول دیتا ہے۔

مثال کے طور پر' ہر ایک چیز ہچکچاتی ہے جب یہ کئی امکانات کا' جن میں سے یہ ایک کو اپنے ہونے' خدوخال' خوبیوں اور زندگی سے متعلق ہونے کی وجہ سے چن سکتی ہے' سامنا کرتی ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اچھی طرح سے منظم اور مستحکم راستے کو چنتی ہے تاکہ یہ سب سے زیادہ مناسب جسم حاصل کرے اور یہ کہ یہ اپنے وجود کے لیے ضروری خوبیوں' تمام حالت' شرائط اور خدوخال سے آراستہ ہو جن کا یہ اپنی زندگی کے دوران تجربہ کرے گی۔ یہ اس ذات کی مشیئت کے ذریعے جو ہر ایک چیز کو اس کی خصوصیات سے منسوب کرتی ہے' اس ذات کے انتخاب کے ذریعے جو انتخاب کرتی ہے اور حکمت والے خالق کی تخلیق کے ذریعے جو اسے فقید المثال طریقے کے ساتھ اپنے دانشمندانہ مقاصد کی رہنمائی کرتا ہے۔

پھر وہ اسے مناسب خدوخال اور خوبیوں سے ملبوس کرتی ہے اور اسے ایک مرکب اکائی کا حصہ بناتی ہے جو صرف اس کے سامنے امکانات کا اضافہ کرتی ہے کیونکہ اس کے لیے برابر ممکن ہے کہ یہ اس اکائی میں ہزاروں طریقوں سے کوئی مقام حاصل کرے۔ تاہم یہ اہم ترین طریقے سے ٹھیک جگہ پر رکھی جاتی ہے۔ تاکہ یہ ثمر آور اور با مقصد فرائض جن کی اس سے توقع ہے' ادا کرے۔

اکائی پھر ایک بڑی اکائی کا حصہ بن جاتی ہے جو امکانات کو مزید کثیر کر دیتی ہے۔ بالکل پہلے کی طرح' اسے اچھی جگہ رکھا جاتا ہے تاکہ یہ اپنے اہم فرائض بجا لا سکے۔ یہ بالکل ٹھیک اور فیصلہ کن انداز میں ایک الحکیم ڈائریکٹر کے لازمی وجود کا مظاہرہ کرتی ہے اور ظاہر کرتی ہے کہ چیزوں کی العلیم صاحب اختیار کے حکم سے رہنمائی کی جاتی ہے۔

ایک لشکری کے اپنے سکواڈ' کمپنی' بٹالین' رجمنٹ' پلٹن اور فوج کے تعلق سے سرانجام دینے کے لیے خاص فرائض اور معین خدمات ہوتی ہیں اور ہر ایک کے ساتھ خاص بنائے ہوئے تعلقات' اسی طرح تمہاری آنکھ کی پتلی کا خلیہ' تمہاری آنکھ اور پھر تمہارے سر' رگوں' اعصابی نظام اور پورے جسم

کے ساتھ ایک تعلق رکھتا ہے۔ اور ہر ایک کے ساتھ دانش مندانہ بانٹے ہوئے اس کے فرائض بھی ہیں۔ اگر اس نے اپنا سب سے کم فرض ادا نہیں کیا تو تم بیمار ہو جاؤ گے اور جسم تکلیف اٹھائے گا۔

نتیجتاً لازمی طور پر موجود ہستی کے وجود کی شہادتیں کائنات میں مخلوق کی تعداد سے کہیں زیادہ سبقت لے جاتی ہیں۔ حقیقت میں، وہ ممکن خوبیوں، خدوخال، اشکال، اچھی پوزیشنوں اور ہر ایک کو سونپے گئے فرائض کی تعداد اور ان تعلقات تک پہنچ جاتی ہیں جنہیں وہ مرکب ذات میں برقرار رکھتے ہیں جن میں وہ واقع ہیں۔ پس تم جو بے خبر ہو، بھلا کس طرح سے کائنات کو بھر دینے والی اس شہادت کو نہ سننے سے تمہیں بہرہ ہونا پڑے گا؟ تم کیا کہتے ہو؟

اکتیسویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو:

(الف) بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت اور نمونے میں پیدا کیا۔ (التین 4:95)

اور

(ب) اور زمین میں یقین لانے والوں کے لیے بھی بہت سی نشانیاں ہیں اور تمہارے اپنے وجود میں بھی۔ کیا پھر بھی تم کو سوجھتا نہیں؟ (الذاریات 51:20-21)

یہ کھڑکی انسانیت اور ایک شخص کی داخلی دنیا کو بیان کرتی ہے۔ جیسا کہ مفصل تشریحات کئی علمی کتابوں میں دستیاب ہیں۔ ہم صرف چند ایک مبادیات کا ذکر کریں گے جنہیں ہم نے قرآن مجید کی تعلیم و تربیت سے حاصل کیا ہے۔ جیسا کہ گیارہویں اور دوسرے "الفاظ" میں تشریح کی گئی ہے۔ ہر ایک شخص (وجود کی) ایک ایسی نقل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام اسماء کو اس (مرد یا عورت) کی ذات کے ذریعے فرد کو محسوس کرا دیتا ہے۔ یہاں ہم صرف مندرجہ ذیل تین نکات پر بحث کرتے ہیں:

پہلا نکتہ:

تین پہلوؤں سے انسان اسماء ربانی کے آئینے ہیں۔

پہلا پہلو:

بالکل اس طرح جس طرح رات کی تاریکی روشنی کا خیال دلاتی ہے۔ تمام لوگ اپنی کمزوری اور ناطاقتی، محرومی اور ضرورت مندی، ناتمامی اور نقائص کے ذریعے شان و شوکت، قوت، طاقت، دولت اور رحمت وغیرہ والی قادرِ مطلق ذات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اسی طرح سے ہر شخص اللہ تعالیٰ کی کئی صفات کا آئینہ ہو جاتا ہے۔ لامحدود کمزوری اور ناطاقتی میں ان گنت رکاوٹوں اور دشمنوں کے خلاف

حمایت کے نقطے کی تلاش میں ہمارے شعور کو لازمی طور پر ہمیشہ سے موجود ذات کی طرف موڑا جاتا ہے۔

ہماری لامحدود محرومی اور ضرورت مندی ہمیں اپنے لامحدود مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے ہمیں ایک امداد کا نقطہ تلاش کرنے کے لیے مجبور کرتے ہیں اور اس لیے ہمارا شعور ایک مشفق اور غنی ذات سے حمایت حاصل کرنے کے لیے ہماری دیکھ بھال کرتا ہے اور ہم اپنی ضروریات کے لیے اس سے درخواست کرتے ہیں۔ اس طرح سے حمایت اور مدد کے نقطے کے لیے ہماری ضروریات کے لحاظ سے ہر ایک کے شعور سے دو چھوٹی کھڑکیاں ایک مشفق قادر مطلق ذات کی رحمت کی عدالت کی طرف کھلتی ہیں جس کے ذریعے ہم اس ذاتِ مقدس کو دیکھ سکتے ہیں۔

دوسرا پہلو:

ہم میں سے ہر ایک کے پاس خداداد علم' طاقت' بصارت' سماعت' ملکیت اور اقتدار ہے۔ نتیجتاً ہم مطلق علم' طاقت' بصارت' سماعت اور کائنات کے مالک کی ملکیت اور اس کی سرداری کی شہنشاہی (کی صفات) کے آئینے کے طور پر کام کرتے ہیں۔ ہر شخص انہیں سمجھتا اور انہیں معروف بناتا ہے۔ مثال کے طور پر ''میں نے یہ مکان تعمیر کیا اور جانتا ہوں کہ اسے کیسے تعمیر کیا جاتا ہے۔ میں اس کا مالک ہوں' اسے دیکھتا ہوں اور اس کا انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ دنیا کے اس بہت ہی بڑے محل کا ضرور ایک معمار ہونا چاہیے۔ جو جانتا ہے' دیکھتا ہے اور اس کا انتظام کرتا ہے''۔

تیسرا پہلو:

ہر شخص اپنے اوپر (مرد یا عورت) جیسا کہ ''بتیسویں لفظ'' کے تیسرے مرکز کے شروع میں بیان کیا گیا ہے، ستر سے زیادہ ربانی ناموں کی کندہ کاری ہماری جامع فطرت میں عیاں ہے۔ مثال کے طور پر ہم کوئی چیز تعمیر کرتے ہیں اور اس سے اسماء باری ''الخالق'' اور ''المصور'' نمایاں کرتے ہیں۔ بہترین سرپرست اور سب سے پیاری تخلیق ہونے کی وجہ سے' ہم الرحمٰن اور الرحیم کے اسماء کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہماری اچھی خوراک اور پرورش الجواد اور الرحمٰن کے اسماء کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ ہمارے تمام جسمانی نظام اور حصے' ارکان' اعضاء' قابلیتیں اور خدوخال اور حواس اور احساسات مختلف ربانی اسماء کی نقش کاریوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح ربانی اسماء میں اسم اعظم ہے۔ اسماء کی کندہ کاریوں کے مابین عظیم ترین انسانیت ہے۔

اگر تم انسان ہو' اپنے آپ کا مطالعہ کرو یا صرف ظاہر میں تم انسان رہ سکتے ہو۔

دوسرا نکتہ:

یہ اللہ تعالیٰ کی یکتائی کے ایک اہم راز سے تعلق رکھتا ہے۔

ہر انسان کی روح اپنے (مرد یا عورت کے) جسم کے لحاظ سے ایک یکجا کرنے کا وظیفہ رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ جسم کے تمام اعضا اور ارکان کو ایک دوسرے کی مدد کرنے کا سبب بنتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں روح' جو ربانی مشیئت سے صادر ہونے والا ایک ربانی حکم اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم میں سے ایک میں پھونکی ہوئی ایک قابلیت اور ایک قابلِ تصور وجود میں ملبوس ہے۔ جسم کے تمام عناصر سے آنے والے اشارات سے درہم برہم نہیں ہوتی بلکہ روح اپنی تمام ضرورتوں کو بیک وقت پورا کر لیتی ہے۔ مسافت یا قربت خارج از بحث ہیں اور جسمانی اعضاء ایک دوسرے سے بات چیت کرنے سے ایک دوسرے کو نہیں روکتے۔ بوقت ضرورت' روح فوراً جسمانی اعضاء میں سے ایک یا زیادہ کے لیے اکثر عناصر کو امداد کے لیے بھیج سکتی ہے۔ یہ ان میں سے کسی کے ذریعے جان سکتی' تصور کر سکتی اور انتظام کر سکتی ہے۔ اگر اس نے اپنے آپ کو مصفا اور مطہر کر لیا تو اس کے ذریعے کافی روشنی حاصل کر کے یہ کسی بھی جسمانی حصے میں سے دیکھ سکتی اور سن سکتی ہے۔

یہ معلوم کر کے کہ روح --- ایک ربانی حکم کا قانون (1) --- ہمارے اجسام میں ایسی قابلیتوں کا مظاہرہ کرتی ہے۔ لازمی موجود ہستی کو لاتعداد اقدام' اصوات' آوازوں' مناجاتوں اور کاموں سے درہم برہم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی عالمگیر مشیئت اور مطلق طاقت ان سب کے ساتھ فوراً اور بغیر کسی پیچیدگی کے معاملہ کرتے ہیں۔ کیونکہ شان و شوکت والا خالق تمام چیزوں کو دیکھتا ہے اور تمام شور و شغب اور آوازوں کو سنتا ہے۔ چونکہ مسافت اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی اور اگر وہ چاہے تو وہ کسی چیز کی مدد کرنے کے لیے تمام چیزوں کو بھیج سکتا ہے۔

تیسرا نکتہ:

زندگی کی ایک اہم فطرت اور اس کا ایک اہم فرض ہے۔ چونکہ اس کو تفصیل کے ساتھ تیسویں کھڑکی اور بیسویں حرف یا خط کے آٹھویں مرکب ناقص میں بیان کر دیا گیا ہے۔ ہم یہاں صرف مندرجہ ذیل نکتے کو یاد کرتے ہیں۔ زندگی میں الجھے ہوئے اور پیچیدہ حواس' احساسات اور جذبات اللہ تعالیٰ کے کئی اسماء اور صفات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ سے زندہ' از خود قائم ذات کے لازمی اوصاف اور افعال کے آئینوں کے طور پر وظیفہ ادا کرتے ہیں۔ چونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ اس نکتے کو ان کے سامنے بیان کریں جو اللہ تعالیٰ اور اس میں یقین کو مسترد کرتے ہیں۔ ہم یہاں رک جاتے ہیں۔

بتیسویں کھڑکی:

مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو:

(1) روح جسم کے لیے وہی معنی رکھتی ہے۔ جیسے مثال کے طور پر افزائش کا قانون ایک درخت کے لیے رکھتا ہے۔ تاہم' روح کائنات کی تخلیق اور کارروائی سے متعلق ربانی قوانین کے برعکس' زندہ اور باشعور ہے اور ایک قابلِ تصور وجود رکھتی ہے۔

(الف) وہی ہے وہ ذات جس نے اپنا رسول ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے اور اللہ (اس حقیقت پر) گواہی کے لیے کافی ہے۔ (الفتح 28:48) اور

(ب) (اے رسول اکرم ﷺ) کہہ دیجئے اے انسانو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں (اللہ وہ ہے) جسے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی زیب دیتی ہے سوائے اس کے کوئی معبود نہیں۔ وہ زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے۔ (الاعراف 158:7)

یہ کھڑکی رسول اکرم حضرت محمد ﷺ رسالت کے آسمان کے سورج کے متعلق بنائی گئی ہے۔ اسے بڑی تفصیل کے ساتھ ''انیسویں اور اکتیسویں الفاظ اور ''انیسویں حرف[41] یا خط'' میں بیان کرنے کے بعد ہم صرف اس نقطے پر بحث کرتے ہیں۔

نبوت کے بازوؤں اور بزرگی پر یعنی آپؐ سے قبل تمام انبیاء کے مطلق اجماع کی تشکیل کردہ طاقت کے ساتھ آراستہ اور آپؐ کے بعد تمام بزرگوں اور باصفا علماء کے متفقہ عہد و پیان کے ساتھ حضرت محمد ﷺ نے' جو خود ربانی توحید کے واضح ثبوت ہیں' اعلان کیا اور پوری قوت کے ساتھ اپنی ساری زندگی میں ربانی توحید کا مظاہرہ کیا۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کی ایک وسیع اور چمکدار کھڑکی موسومہ بہ ''مسلم دنیا'' کھولی۔

ہزاروں باصفا' حق کے متلاشی اور راست گو علماء جیسے امام غزالی' امام ربانی' محی الدین ابن العربی اور عبدالقادر الجیلانی اس کھڑکی میں سے دیکھتے ہیں اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا اشارہ کرتے ہیں۔ کیا ایسی کھڑکی کے پاس ایک پردہ کھینچتا ہے؟ کیا وہ جو اس کھڑکی پر نکتہ چینی کرتا ہے اور اس میں سے دیکھتا نہیں ہے' عقل مند سمجھا جا سکتا ہے؟ تم جواب دو۔

تینتیسویں کھڑکی:

ان آیات پر غور کرو:

(الف) سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔ (الکھف 1:18) اور

(ب) الف–لام–را یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تا کہ تم انسانوں کو تاریکی سے روشنی کی طرف نکالو۔ (ابراہیم 1:14)

ان کھڑکیوں کو قرآنِ مجید کے سمندر میں سے چند ایک قطرے سمجھو اور یہ سمجھنے کی کوشش کرو کہ

[41] خطوط: سعید نورسی (دی لائٹ: 2002)

آبِ حیات کی طرح ربانی توحید کی کئی روشنیاں ہیں۔ قرآنِ مجید پر خواہ تم ایک سادہ اور سطحی نظر رکھتے ہو۔ جو تمام گزشتہ کھڑکیوں کا ماخذ اور منبع ہے۔ پھر بھی یہ روشن ترین' درخشاں اور جامع کھڑکی ہے۔

یہ سمجھنے کے لیے کہ وہ کھڑکی کتنی تاباں اور روشن ہے' تم قرآن مجید کے اعجاز کے مقالے کی طرف رجوع کر سکتے ہو جو ''پچیسویں لفظ'' اور ''انتیسویں حرف یا خط'' کی اٹھارہویں علامت ہے۔ شان وشوکت والی ہستی کے' جس نے ہمارے پاس قرآن مجید بھیجا' رحمت کے عرش کی مناجات کرتے ہوئے' ہم کہتے ہیں ''ہمارے آقا! ہم سے باز پرس نہ کر اگر ہم بھول گئے ہیں یا ہم نے خطائیں کی ہیں۔ اے ہمارے آقا! اس کے بعد کہ تم نے ہماری رہنمائی کی ہے' ہمارے دلوں کو منحرف نہ کر۔ اے ہمارے آقا! ہماری دعا قبول فرما! بے شک تو سمیع وعلیم ہے۔ ہماری توبہ قبول فرما! یقیناً تم بہت ہی نرم دل اور نہایت مہربان ہو۔

ایک یادداشت:

مجھے امید ہے کہ یہ تینتیس کھڑکیوں والا تینتیسواں لفظ ایک کافر کو ایمان لانے میں مدد دے سکتا ہے۔ اس شخص کے ایمان کو' جس کا ایمان کمزور ہے' مضبوط کر سکتا ہے اور تقلید پر مبنی مضبوط ایمان والے کی ٹھوس ایمان لانے میں رہنمائی کر سکتا ہے اور پھر اس ٹھوس ایمان کو وسیع کر سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ وسیع ایمان والے کی معرفتِ الٰہی میں ترقی کرنے میں رہنمائی کر سکتا ہے جو کہ تمام اقسام کی سچی ترقی اور انکشاف کا مصدر ہے اور اس کے سامنے زیادہ چمکدار اور زیادہ تابناک مناظر وا کر سکتا ہے۔ اس بنا پر تمہیں ایک کھڑکی کو اپنے لیے کافی خیال کرنا چاہیے کیونکہ خواہ تمہارے دماغ نے اپنا حصہ وصول کر لیا ہے اور یقین واثق پا لیا ہے۔ تمہارا دل بھی اپنا حصہ طلب کرے گا جیسا کہ تمہاری روح طلب کرے گی۔ حتیٰ کہ خیالی قابلیت اس روشنی سے اپنا حصہ طلب کرے گی۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ہر ایک کھڑکی کے اپنے فوائد ہیں۔

ان پر سلامتی ہو جو صحیح رہنمائی کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ وہ جو خبطوں اور سرابوں کی پیروی کرتے ہیں' وہ کچھ حاصل کریں جس کا وہ استحقاق رکھتے ہیں۔ تمہاری حمد وثنا ہے۔ ہمارے پاس سوائے اس کے جو تم نے ہمیں سکھایا ہے' کوئی علم نہیں۔ تم العلیم اور الحکیم ہو۔ اے اللہ! اس پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرما جسے تم نے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس کی آل پر اور اس کے صحابہ پر۔ آمین!

کچھ بدیع الزماں سید نورسی کے بارے میں

وہ شخص جو اپنی بصیرت اور بے پایاں علم کے سہارے قرآن پاک کی تفسیر اور مستند حوالہ جات سے اللہ اور اس کے دین کی عظمت کی شہادت پیش کرنے کی جرأت، بھٹکے ہوؤں کو راہِ حق کی طرف بلائے وہ یقیناً مجاہد اور اس کا جہاد افضل ترین ہے۔ ایسا شخص جسے قید و بند اور جلاوطنی کی صعوبتیں، حکومتی جبر و استبداد اور پرتشدد فسطائی اور جان لیوا سازشوں کا جال متزلزل نہ کر سکے، جس نے ڈیتھ سکواڈ کے سامنے کلمۂ حق کو بلند کیا وہ "سید نورسی" ہے۔

سید نورسی آج سے تقریباً سوا صدی قبل 1873ء میں ترکی کے علاقہ مشرقی اناطولیہ کے ایک گاؤں "نورس" میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے نورسی مشہور ہوئے۔ وہ اپنی ابتدائے عمر میں بے پناہ ذہانت اور فوراً ازبر کر لینے کی زبردست صلاحیت کے طفیل اساتذہ کے نورِ نظر ٹھہرے۔ سولہ سال کی عمر میں انہوں نے دورانِ مناظرہ اس وقت کے کئی جید علما کو اپنے پُرمغز دلائل سے لاجواب کر دیا۔ ایسے مواقع بار بار آئے تو ترکوں نے انہیں "بدیع الزماں" یعنی زمانے کا اعجاز کا لقب عطا فرمایا۔

بدیع الزماں سید نورسی کا خیال تھا کہ جدید علوم کی درسگاہوں میں سائنس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کو فروغ دیا جائے تاکہ اس طریق کار سے جدید تعلیمی درسگاہوں کے طلباء کو لادینیت اور مذہب سے بیزاری جبکہ دینی تعلیم پانے والے طلباء کو شدت پرستی جیسے مہلک رجحانات جیسی برائیوں سے بچایا جا سکے۔

اپنی طویل ترین جدوجہد کے دوران بدیع الزماں سید نورسی نے اپنے علم اور بصیرت کے زور پر "رسالۂ نور" کی صورت میں قرآن پاک کی جو مفصل تفسیر مرتب کی اس کے نور سے آنے والی صدیاں ہمیشہ جگمگاتی رہیں گی۔

بدیع الزماں سید نورسی کی دیگر کتب

- معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم
- عکسِ وجودِ باری تعالیٰ
- قرآن حکیم کے کھلے راز
- اسلام، انسانی خوشی کا دروازہ
- یومِ آخرت، حیات بعد الموت
- وجودِ ہستی اور تصورِ توحید

Email:info@jbdpress.com www.jbdpress.c